289

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम जीवनी मोहम्मद साहब

लेखक लाला रलया राम साहब रोसाई

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 289

289

289.U

سوانح عمری

289

محمد صاحب

جسکو

۵.۴ / ۴

لالہ رلیارام صاحب گھولانی

Acc. 1453

لاہور نے

ارونگ واشنگٹن صاحب کی انگریزی سے

رجمہ کیا

مطبع اردو پریس لاہور

قیمت

...ख्या:
0.414
98429
90.02.09
...थालय कांगड़ी

289.U

...کی ابتدائی ازادی

...سون نے اپنی انگری

...سے پہونچاتے ہیں اونکا بیان

...س ملک میں ایسی جیسے دفعۃً رفتہ

...ور ثمود کی قومیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ تمام

...صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوگئیں یا اقوام

...فی الحال چند قرآنی آیات اور غیر مستند روایات کے

...وم نہیں ہوتا۔ مشرقی ممالک کی تواریخ میں کہیں کہیں

محمد صلعم

فصل اول

عرب اور عرب کے باشندون کا ابتدائی ذکرہ

شروع زمانہ تواریخ سے ساتوین صدی عیسوی تک وہ جزیرہ نما جو بحیرۂ قلزم دریای فرات بحر ہند اور خلیج فارس کے درمیان ہے اور عرب کے نام سے مشہور ہے اون حادثات سے بالکل محفوظ اور غیر موثر رہا جنہون نے باقی ممالک ایشیا کو تہ و بالا کیا اور یورپ اور افریقیہ کو اونکے عین مرکز تک متزلزل کر دیا تھا جبکہ کئی سلطنتین قایم اور کئی معدوم ہو گئین کئی قدیمی خاندانون کا نام تک نہ رہا کئی ملکون کی حدود اور نام تک متغیر ہو گئے اور اونکے باشندے یا تو نیست نابود کئے گئے یا قید مین ڈالے گئے مگر عرب اپنی اصلی حالت پر قایم رہا۔ گو اوسکے سرحدی صوبجات مین کسیقدر تغیر و تبدل ہوا لیکن اوسکے صحراؤن کے درمیان وہی ابتدائی آزادی اور وہی قدیمی طریقے ویسے کے ویسے ہی رہے اور اوسکی خانہ بدوش قومون نے اپنی اکڑی ہوئی گردن کو غلامی اور متابعت کے جوئے سے نہ جھکایا۔

عرب لوگ اپنے ملک کی روایات کو نہایت ہی قدامت تک پہونچاتے ہین اونکا بیان ہے کہ طوفان نوح کے تھوڑی دیر بعد شام بن نوح کی اولاد اس ملک مین آبسی جسمین رفتہ رفتہ بہت سی قومین بن گئین جنمین سے بہت مشہور عاد اور ثمود کی قومین ہین یہ کہتے ہین کہ تمام ابتدائی قومین یا تو اپنے گناہون کی سزا مین صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گئین یا اقوام کے تغیر و تبدل سے اونکا پتہ نشان باقی نہ رہا فی الحال چند قرآنی آیات اور غیر مستند روایات کے سوا اونکے متعلق کہین سے کچھ حال معلوم نہین ہوتا۔ مشرقی ممالک کی تواریخ مین کہین کہین

اونکا ذکر بطور ابتدائی باشندگان عرب یا معدوم اقوام کے آتا ہے۔

یہی روایتین اس جزیرہ نما کی مستقل آبادی کو قحطان سے جو شام کی چوتھی پشت مین تھا منسوب کرتی ہین۔ اوسکی نسل اس جزیرہ نما کے جنوبی حصہ مین اور بحیرہ قلزم کے آس پاس پھیل گئی یاراب نے جو اوسکی اولاد مین سے تھا یمن کی سلطنت کی بنا ڈالی۔ اوسکے نام پر اس ملک کو علاقہ عرابا کہتے تھے اسی سے عرب والون نے اپنا اور اپنے ملک کا نام حاصل کیا۔ اسکے دوسرے بیٹے نے جسکا نام جرہم تھا ملک حجاز کی بنا ڈالی جسپر اوسکی اولاد نے کئی پشتون تک تصرف و تسلط رکھا۔ انہی لوگون نے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو جبکہ ابراہیم پیغمبر نے اونکو اپنے گھر سے نکال دیا تھا نہایت لطف و مہربانی سے اپنے ساتھہ شامل کرلیا تھا۔ کچھہ عرصہ کے بعد اسمٰعیل نے مُوداد کی لڑکی کے ساتھہ جو جرہم کی نسل سے تھا اور اوسوقت وہان کا حکمران تھا نکاح کرلیا۔ اس طرح عرب کی اصلی نسل مین ایک اجنبی اور عبرانی کا پیوند لگ گیا۔ یہہ ایک قوی اور طاقتور پیوند نکلا۔ اسمٰعیل کی بیوی سے بارہ لڑکے پیدا ہوئے جنھون نے ملک پر قبض و تصرف کرلیا اور انکی کثیر التعداد اولاد نے بارہ قومون مین منقسم ہوکر قحطان کی ابتدائی نسل کو یا تو ملک سے نکال دیا یا مغلوب کرکے اونکا نام و نشان مٹا دیا۔

یہہ حال جو اوپر لکھا گیا ہے جزیرہ نماے عرب کے باشندے اپنی اصلیت کے بارہ مین بیان کرتے ہین ٭

ف سواے باشندگان جزیرہ نماے عرب کے جو سیت سے شام کی نسل سے تھے اور لوگ بھی آباد تھے جو کُوش کہلاتے تھے کیونکہ وہ کُوش پسر حام کی نسل سے تھے۔ یہہ لوگ دریاے فرات اور خلیج فارس کے کنارون پر رہتے تھے انجیل مین اکثر عرب والون کو عموماً اور اونکے ملک کو کُوش کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ عرب اوس قوم کے ہونگے جو حال مین قدیم سیریا کے متروک علاقجات مین خانہ بدوشون کی طرح آباد ہین اور تھوڑی دیر ہوئی کہ نینوہ کے دیر کے مدفون کھنڈرات کے کھودنے مین لگائے گئے ہین۔ بعض اوقات تمیز کے واسطے انکو سیریانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔ یہہ کتاب صرف جزیرہ نماے عرب یا عرب خاص کے باشندون کے متعلق ہے۔

محمد

عیسائی مورخ اس امر کو خدا کے اوس عہد کا ایفا قرار دیتے ہین جو ابراہیم کے ساتھ اوسنے کیا تھا اور وہ یہہ ہے " اور ابراہیم نے خدا سے کہا اے خداوند اسمعیل تیرے حضور مین جیتا رہے - اور خدا نے کہا کہ جو کچھ تو نے اسمعیل کے بارہ مین کہا ہے مین نے سن لیا ہے دیکھ مین نے اوسکو برکت دی ہے اور مین اسکو بارور کرونگا اور اوسکو نہایت کثیر التعداد کرونگا - بارہ شہزادے وہ پیدا کریگا اور مین اوس سے ایک بڑی قوم بناؤنگا" (کتاب پیدائش آیات ۱۸ و ۲۰ باب ۱۷)

ان بارہ شاہزادون اور اونکی نسلون کا انجیل مین اور جگہ بھی ذکر آیا ہے (کتاب پیدائش باب ۲۵ - آیت ۱۸) کہ وہ اوس ملک پر قابض ہین جو حویلہ سے شور تک ہے یعنی مصر کے سامنے جیسے تو اسوریا کی طرف جاوے" وہ ملک جسکو مقدس جغرافیہ دانون نے عرب کے کچھ حصہ کے ساتھ مشخص قرار دیا ہے - ان جغرافیہ دانون کا بیان حال کے عرب کے باشندون کے بیان کے مطابق ہے - بعض کی نسبت بیان ہے کہ وہ شہرون اور قلعون پر قابض ہین اور بعض کو خیمون اور بیابان کے دیہات مین سکونت پذیر لکھا ہے نبایوت اور قیدار جو اسمعیل کے بڑے بیٹے تھے انکی بابت بیان کیا گیا ہے کہ وہ شاہزادون کے درمیان اپنے مویشی اور حیوانات کے گلہ کی کثرت کے سبب سے بہت دولتمند اور اپنی بھیڑون کی عمدہ پشم کے لئے ممتاز و مشہور تھے - نبایوت سے نباتہاے نکلے جو عرب کی پتھریلی زمین مین آباد ہوئے - انجیل مقدس مین قیدار کا نام کبھی کبھی عرب کی تمام قوم پر حاوی کیا گیا ہے - مقدس مورخ کا بیان ہے "لعنت ہو مجھپر کہ مین مسیخ مین جا کر رہتا ہون کہ مین قیدار کے خیمون مین رہتا ہون" یہہ دونون اشخاص خانہ بدوش گڈریا عربون کے بزرگ و اجداد معلوم ہوتے ہین جو صحراؤن مین آزادانہ پھرا کرتے تھے -

یرمیاہ نبی کا بیان ہے "وہ دولتمند قوم جو بدون کسی احتیاط کے رہتی ہے جسکے نہ دروازے ہین اور نہ زنجیرین (دروازہ کی بلیان) جو اکیلے رہتے ہین"

ابتدائی زمانہ مین اون عربون کے درمیان جو قلعون اور شہرون پر قابض تھے اور اونکے درمیان جو خیمون مین رہتے تھے بڑا فرق پیدا ہوگیا۔ آبادی پسند عربون مین سے اکثر تو بڑی زرخیز وادیون مین جو پہاڑون کے آس پاس واقع تھین آباد ہوگئے جہان انکے شہرون اور قلعون کے ارگرد باغ۔ انگور و خرما کے اشجار قطار در قطار۔ ناج کے کھیت اور چراگاہون کے بھاری ذخیرے تھے۔ وہ مستقل اور باقاعدہ آدمی تھے۔ زراعت اور مویشی کی ترقی مین سرگرمی ظاہر کرتے تھے۔ انمین سے بعض نے تجارت اختیار کی۔ اور بحیرہ قلزم۔ جزیرہ نما کے جنوبی حصہ اور خلیج فارس کے ساحلون پر بہت سے شہر اور بندرگاہ بنائے۔ جہازون اور کاروانون کی وساطت سے بیرونجات کی تجارت کرتے تھے۔ یہ لوگ خصوصًا یمن۔ یا عرب خوش کے باشندے تھے جو مصالحات خوشبو اور عود و عنبر کا معدن ہے اور جو شعرا کے نزدیک سبا اور انجیل مقدس مین شیبا کے نام سے مذکور ہے۔ مشرقی سمندرون مین یہ لوگ نہایت ہی چالاک و چابک دست تجارتی جہازران تھے اور ساحل بربری سے جو اونکے مقابل تھا گوند وغیرہ اور ہندوستان و افریقہ کے منطقہ ہائے حارہ سے سونا و دیگر قیمتی اشیا کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ان اشیا کو مع اپنے ملک کی پیداوار کے یہ لوگ کاروانون کے ذریعہ سے صحراؤن کے پار نیم وحشی ممالک عرب یعنی آمن مواب آدومیہ اور بہت سے بنادر بحیرہ روم تک پہونچاتے تھے۔ جہان سے یہ اشیا مغربی دنیا مین منقسم ہوتی تھین۔

اونٹ کو صحرائی جہاز کہا گیا ہے کاروانون کو اس صحرائی بیڑے کا کپتان کہنا چاہیے یمن کے کاروان اکثر اور عمومًا عرب کے خانہ بدوش اقوام سے جو خیمون مین رہتے ہین مہیا کئے جاتے تھے۔ یہی لوگ ان کاروانون کے محافظ۔ رہنما اور کارکن ہوتے تھے۔ اور اس بارہ مین انکو صحرائی جہازران کہنا چاہیے۔ یہی لوگ کثیر التعداد مطلوبہ اونٹ بہم پہونچاتے تھے اور اپنے بیشمار گلون کی عمدہ پشم وغیرہ کے عوض مال تجارت کا بہت سا حصہ

لاتے تھے۔ تجارت کے اس سلسلہ کو (یعنی کاروان کو) جو ملک کے اندرونی حصہ میں مروج تھا انبیاء سابقین نے اپنے صحیفوں میں نہایت مفید قرار دیا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے جنوب کے نہایت زرخیز اور متمول ملک ہندوستان۔ حبش۔ یمن وغیرہ قدیمی ملک شہریان کے ساتھ ملحق تھے۔ ازقیل نبی اپنے اوس نوحہ میں جو وہ شہر تایر کے لئے کرتا ہے رو رو کر کہتا ہے "عرب اور قیدار کے شاہزادے تجھے بکریاں دیتے اور لیلے دیتے تھے۔ انمین وہ تیرے تاجر تھے۔ شبا اور رعمہ کے سوداگر تیرے میلوں پر نہایت عمدہ مصالحے، سونا اور جواہرات لاتے تھے۔ حران۔ کنہ۔ عدن۔ شبا اور اسور کے تاجر تیرے سوداگر تھے"

اور الیسع نبی (یسعیاہ) یروشلم کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے "اونٹوں کا بڑا گلہ تیری طرف آئیگا۔ مدین اور عیفا کی سانڈنیاں شبا سے آوینگی یہہ سونا اور خوشبوئی چیزیں لاوینگی۔ قیدار کے تمام گلے یہاں تجھ میں اکٹھے ہو جائیں گے اور نبایوت کے دنبے تیرے لئے مہیا کئے جائیں گے" (الیسع باب ۶۰ آیت ۶ و ۷)

عرب کے تاجر اور کاشتکار جو شہروں اور قصبوں کے رہنے والے ہیں اپنی قوم و نسل کا سچا نمونہ کبھی خیال نہیں کئے گئے۔ یہہ لوگ مقررہ اور آرام دہ پیشوں کے اختیار کرنے سے حلیم الطبع اور نرم مزاج ہو گئے ہیں اور اجنبیوں کے ساتھ لین دین کی کثرت کے سبب انکے ذاتی خصائل زائل ہو گئے ہیں۔ یمن بھی جسکا سفر عرب کے دیگر حصوں کی نسبت بہت آسان ہے اور جو لٹیروں کے لئے زیادہ تر تشویق و تحریص کا باعث تھا کئی دفعہ تاخت و تاراج ہو چکا ہے۔

یہہ عرب والوں کی ایک اور ہی جماعت تھی یعنی صحراؤں کے پھرنے والی اور خیموں میں رہنے والی جو دو اول الذکر فرقوں سے تعداد میں بہت زیادہ تھی جسنے اپنی قوم کی جبلی عادتوں کو اوسی زور شور سے قایم رکھا جو ابتدا میں اونمیں تھا۔

اس جماعت کے لوگون نے جو عادتاً خانہ بدوش تھے اور شبانی کا پیشہ کرتے تھے ذاتی تجربہ اور روایات کے رو سے صحرا کے تمام مخفی وسائل سے باہر آگاہ تھے خانہ بدوشی کی عادت جاری رکھی۔ جابجا اون چشمون اور کنوؤن کی تلاش مین پھرتے رہتے جہان اونکے آبا و اجداد پیغمبرون کے وقت سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ جہان کہین سایہ کے لئے خرما کے درخت اور اونٹ۔ گلہ۔ اور مویشی کے لئے چراگاہ مل گئے وہین خیمے لگا دئیے۔ اور جب وہ معیشت کے عارضی وسائل خرچ ہو گئے دوسری جگہ کی تلاش مین چل دئیے۔

یہ خانہ بدوش عرب بے تعداد فرقون اور خاندانون مین منقسم تھے ہر ایک کا ایک امیر یا شیخ تھا جو گزشتہ زمانہ کے سید القوم کی بجائے ہوتا تھا۔ اوسکی حکومت کا نشان اوسکی برچھی تھی جو اوسکے خیمہ کے پاس گاڑی جاتی تھی۔ یہہ امارت کا عہدہ اگرچہ کئی پشتون تک ایک ہی خاندان مین رہتا تھا مگر بالکل موروثی نہین ہوتا تھا بلکہ قوم کی رضامندی پر منحصر ہوتا تھا۔ وہ اپنے اس عہدہ سے معزول کیا جا سکتا تھا اور اوسکی جگہ کوئی اور شخص کسی دوسرے خاندان سے منتخب ہو سکتا تھا۔ اوسکے اختیارات بھی محدود ہوتے تھے اور اوسکی ذاتی لیاقت اور اوس اعتماد پر منحصر ہوتے تھے جو قوم کو اوس پر ہوتا تھا۔ اوسکے خاص حقوق یہہ ہوتے تھے۔ صلح اور لڑائی کی کارروائی کا سر انجام کرنا۔ عارضی سکونت کے لئے جگہ کا تلاش کرنا۔ معزز و مشہور مہمانون کا استقبال کرنا اور اونکی مہمانداری کا حق ادا کرنا مگر ان سب باتون اور دیگر ایسے ہی امور مین بھی جو اوسکے ذاتی حقوق ہوتے تھے وہ اپنی قوم کی مرضی و منشا کا تابع ہوتا تھا۔ *

---

* برک ہارڈٹ کا بیان ہے کہ موسم گرما مین خانہ بدوش عرب ایک ہی جگہ پر تین چار روز سے زیادہ مشکل ہی سے بسر کرتے ہین۔ جون ہی اونکے مویشی اوس گھاس پات کو چر لیتے ہین (باقی آیندہ صفحہ)

محمد

ایک قوم کے خواہ کتنے ہی حصے اور فریق ہون مگر مختلف حصے اپنے رابطہ و اتحاد کے سلسلہ کو نہایت احتیاط سے مستحکم رکھتے تھے۔ ہر ایک قوم کے تمام مشائخ ایک مشترک سردار کے تابع ہوتے ہین جو شیخ الشیوخ کہلاتا ہے۔ وہ خواہ چٹان کے بنے ہوئے قلعہ مین رہے خواہ اپنے گلہ اور مویشی کے درمیان صحرا مین ہو اپنی تمام قوم کے پراگندہ حصون اور فرقون کو جب کبھی کسی قومی کام یا رفاہ عام کی ضرورت پیش آوے اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر سکتا ہے۔

ان خانہ بدوش اقوام کی کثرت تعداد کے سبب اور ہر ایک کے الگ رہنے اور الگ علاقہ ہونے کے سبب اور کسی ایک قومی سردار کے نہونے کے باعث اکثر فتنہ و فساد پیدا ہوئے۔ انتقام کشی کی رسم بھی انکے درمیان ایک مذہبی اصول کے برابر تھی۔ ایک رشتہ دار یا لواحق کے خون کا بدلہ لینا ہر ایک خاندان کا فرض تھا اور یہ شر تمام قوم کی عزت و توقیر کو جوکھون مین ڈالتا تھا اور یہ خونی تنازعات بعض اوقات کئی پشت تک فیصل نہین ہوتے تھے اور خونریز لڑائیون کا باعث ہوتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) جو کسی چشمہ کے نزدیک ہوتے ہین تو قوم دوسری چراگاہ کی تلاش مین نکلتی ہے۔ اور وہ گھاس جو پھر اس جگہ اگتی ہے کسی اور قوم کے کام آتی ہے۔

انکے خیمہ گاہون مین خیمون کی تعداد ۱۰ سے لیکر ۸ سو تک ہوتی ہے۔ جب خیمے تھوڑے ہوتے ہین تو وہ ایک دایرہ کی صورت مین لگائے جاتے ہین اور جب تعداد زیادہ ہوتی ہے تو ایک سیدھے خط مین یا ایک ایک کی قطار مین خاصکر کسی نہر کے آس پاس۔ بعض اوقات تین تین چار چار اور اتنے ہی اونکے عقب مین۔

سردی مین جب پانی اور چرائی بہت دیر تک رہتے ہین تو قوم تمام میدان مین پھیل جاتی ہے اور تین تین چار چار خیمون مین ہو کر رہتے ہین۔ ہر ایک فریق کے درمیان نصف گھنٹہ کی مسافت ہوتی ہے۔ شیخ کا خیمہ ہمیشہ اوس طرف ہوتا ہے جس طرف سے کسی دشمن یا مہمان کے آنے کی امید ہوتی ہے۔ دشمن کو روکنا اور مہمانون کی خاطر مدارات کرنا شیخ کا خاص فرض ہے۔ ہر ایک خاندان کا سردار اپنے خیمہ کے پاس اپنا نیزہ زمین پر گاڑتا ہے اور اپنے گھوڑے کو سامنے باندھتا ہے رات کو اوسکے اونٹ بھی وہین آرام کرتے ہین۔ (برک ہارڈٹ کے حالات بدوان جلد اول صفحہ ۲۳۳)

اپنے گلہ اور مویشی کی حفاظت و نگہبانی ہر ایک شخص کے لیئے نہایت ضروری تھی اسلیئے صحرائی عرب بچپن ہی سے آلات حرب کے استعمال سے ماہر ہو جاتا تھا۔ کمان نیزہ۔ شمشیر اور گھوڑے کی سواری اور دشمن کی روک ٹوک مین کوئی اوس سے سبقت نہین لے جا سکتا تھا۔ وہ لوٹ کھسوٹ کرنے والا جنگی بھی تھا۔ گو وہ اکثر اوقات سوداگرون کو باربرداری کے اونٹ۔ شتربان اور بدرقہ بہم پہونچانے مین اونکی نوکری بھی اختیار کرلیتا تھا تاہم وہ صحرا کے درمیان کاروانون پر تاوان لگانے اور اونکو کھلم کھلا لوٹنے مین نہایت مستعد تھا۔ ان تمام باتون کے لیئے وہ آلات حرب کا استعمال جائز سمجھتا تھا اور تجارت سے نفع اوٹھانے والون کو ایک حقیر قوم خیال کرتا تھا جو رذیل عادتون اور پیشون کے اختیار کرنے سے نہایت ذلیل اور کمینہ ہو گئی ہے۔

یہ صحرائی عرب تھا جو خیمون مین رہنے والا تھا اور جسمین اوسکے بزرگ اسمعیل پیغمبر کی پیشین گوئی صادق آئی " وہ ایک صحرائی آدمی ہوگا۔ اوسکا ہاتھ ہر ایک آدمی کے برخلاف ہوگا۔ اور ہر ایک آدمی کا ہاتھ اوسکے برخلاف " (کتاب پیدائش باب ١٦ آیت ١٢)

قدرت نے بھی اوسکو اپنی اس قسمت کے لائق کر رکھا تھا۔ اوسکا جسم ہلکا پھلکا تھا لیکن چالاک طاقتور اور سخت تکلیف و محنت کے برداشت کرنے کے قابل تھا وہ نہایت محتاط بلکہ پرہیزگار تھا۔ بہت تھوڑی غذا کی ضرورت رکھتا تھا اور وہ بھی ازبس سیدھی سادھی۔ اوسکا دل بھی اوسکے جسم کی طرح ہلکا اور مستعد کار تھا۔ نسل سامی کی تمام عقلی صفات سے نہایت عمدگی کے ساتھ متصف تھا یعنی اعلے درجہ کی عقل تیز باریک بینی۔ روشن ضمیری سب اسمین کامل طور پر پائے جاتے تھے۔ اوسکی عرق و حس نہایت تیز تھی گویا الہامیہ تھی۔ اوسکے زرد اور مریضانہ چہرے سے ایک مغرور اور دلیرانہ حوصلہ نمایان تھا جو اوسکی سیاہ اور چمکیلی آنکھون سے بھی بجلی کی طرح

محمد

فصاحت کلام کی خوبی سے بہت جلد چونک اوٹھتا تھا اور شعر کی خوبی پر مرمٹتا تھا۔ چونکہ وہ ایسی زبان میں کلام کرتا تھا جو نہایت ہی وسیع ہے اور جسکے الفاظ کو جواہرات اور موتیوں کے ساتھہ تشبیہ دی گئی ہے اسلئے وہ قدرتاً فصیح و بلیغ تھا۔ طویل اور پر تکلف تقریر سے اتنا محظوظ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ تماثیل اور محاورات سے۔ اور مشرقی طرز پر اپنے خیالات کو حکایات و روایات کے پیرایہ میں ظاہر کرنا پسند کرتا تھا۔ اگرچہ وہ شکار پیشہ والا اور لوٹ کھسوٹ کرنے والی جماعت سے الگ نہ تھا۔ مگر اعلے درجہ کا فیاض اور مہمان نواز تھا۔ خیرات دینے میں نہایت خوش ہوتا تھا اوسکا گھر ابن السبیل کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ مہمان کے ساتھہ وہ آخری لقمہ تک بھی بانٹ کھانے کو طیار رہتا تھا۔ کوئی اوسکا کیسا ہی جانی دشمن کیوں نہو جب ایک دفعہ اوسکے ساتھہ کھا لیتا تو وہ بیشک نہایت اطمینان کے ساتھہ اوسکے خیمہ میں جسکی چار دیواری غیر ممکن الانقطاع تھی آرام لیتا تھا۔

عرب والوں کا مذہب اوس زمانہ میں جسے وہ ایام جاہلیت کہتے تھے زیادہ تر دو ادیان کا مجموعہ تھا یعنی صابیین اور مجوس یا گبر جو اوس زمانہ میں تمام ممالک مشرقی میں دایر و سایر تھے۔ مگر یہہ لوگ زیادہ تر صابی مذہب کے پیرو تھے۔ اونکا عقیدہ تھا کہ یہہ مذہب صابی پسر شیث پیغمبر کا نکالا ہوا ہے جو اونکے خیال میں اپنے باپ اور بھائی ایوناک سمیت مصر کے مناروں میں مدفون ہے۔ بعض لوگ اس مذہب کو عبرانی لفظ سبا معنی ستارہ سے مشتق کرتے ہیں اور اس دین کی ابتدا کو اسیریا کے گڈریوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہہ گڈریے رات کے وقت صاف اور غیر مکدر آسمان کے نیچے ہموار میدانوں میں اپنے مویشی اور گلہ کی حفاظت کرتے تھے۔ اجرام فلکی کی اشکال و حرکات کو دیکھکر انسانی معاملات پر اونکے سعد و نحس کے اثر قایم کرتے تھے۔ ان دور دراز قیاسات کو کلدیہ کے علما اور پادریوں نے

ایک سلسلہ مین قلمبند کیا اور انکو مصروالون کے بالمقابل سلسلہ سے بھی زیادہ تر پُرانا اور قدیم خیال کیا۔

بعض لوگ اس دین کا مخرج اس سے بھی اعلے ترسند سے خیال کرتے ہین اور دعوے کرتے ہین کہ طوفان نوح سے پہلے تمام دنیا کا یہی مذہب تہا۔ انکا بیان ہے کہ یہہ مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور اجداد الاقوام اسی مذہب کے پیرو تھے۔ ابراہیم اسی مذہب کی تلقین کرتے رہے اور اونکی اولاد یعنی بنی اسرائیل نے بھی یہی مذہب اختیار کیا اور اون احکام مین جو کوہ طور سینا آندھی اور بجلی کی گرج کے درمیان موسی کو ملے تھے اسی مذہب کی تقدیس و تصدیق کی گئی تھی۔

یہہ مذہب اپنی ابتدائی حالت مین بالکل صاف اور محض روحانی تھا۔ اسکی تعلیم خدا کی وحدانیت۔ آئندہ جہان مین سزا و جزا کا ملنا۔ حیات ابدی حاصل کرنے کے لئے نیک اور بے لوث زندگی کی ضرورت پر مبنی تھی۔ اس مذہب والون کے نزدیک قادر علی الاطلاق کی اس درجہ تک تعظیم و تکریم تھی کہ وہ لوگ اوسکا نام لینا بھی گستاخی سمجھتے تھے اور بدون درمیانی نقیبون (فرشتون) کے اوسکا قرب حاصل کرنے کی جرات نکرتے تھے۔ یہہ فرشتے اونکے خیال مین فلکی اجرام مین آباد تھے بعینہ اوسی طریقہ پر جسطرح کہ انسانی اجسام ارواح سے زندہ اور آباد ہین۔ یہہ فرشتے اوس قادر علے الاطلاق کے ماتحت مخلوقات کے انتظام و نگرانی کے لئے اپنے اپنے مقررہ مقامات مین رکھے گئے ہین۔ صابی مذہب کے لوگ جب ستارون یا دیگر اجرام فلکی کی طرف مخاطب ہوتے تھے تو اونکو دیوتا یا خدا سمجھکر اونکی عبادت نہین کرتے تھے بلکہ اونکو اس غرض سے خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ خدا کے نزدیک انکے شفیع ہین اور ان مخلوق اجرام کی وساطت سے خالق اکبر کی طرف رجوع لاتے تھے۔

رفتہ رفتہ اس مذہب کی ابتدائی سادگی و صفائی جاتی رہی اور بہت سے مجاورن

محمد

مکدر اور مختلف اقسام کی بت پرستیون سے مخلوط ہوگیا۔ پھر ان لوگون نے اجرام فلکی کو بجاے اسکے کہ انکو شفاعت کرنے والون کا مسکن خیال کرین دیوتاؤن کی طرح پوجنا شروع کیا۔ اونکی توقیر مین جنگلون اور نخلستانون کے درمیان انکی تصویرین بناکر رکھین اور آخرکار انکے بت مندرون مین رکھے اور ربوبیت کی حیثیت مین انکی پرستش کرنے لگے۔ اسیطرح جس جس ملک مین یہہ مذہب گیا وہان اسمین مختلف اقسام کے تغیر و تبدل ہوتے رہے۔ ملک مصر پر بہت دیر سے یہہ دہبا لگ رہا ہے کہ اوسنے اس مذہب کو غایت درجہ کے انحطاط تک پہونچا دیا۔ اس غیر منکشف ملک کے سنگی اصنام۔ تصاویر۔ اور منقش اشکال کو نہ صرف آسمانی قاصدون بلکہ ادنے درجہ کی مخلوق اور بے جان چیزون کی پرستش کا دفتر خیال کیا گیا ہے۔ مگر زمانہ حال کی تحقیق و تفتیش زمانہ ماضی کی اس عقیل قوم کو رفتہ رفتہ اس الزام سے بری کر رہی ہے اور جون جون یہہ تحقیق اخفا کے پردہ کو جو مصر کی مقبرون پر لٹکتا ہے اولٹتی جاتی ہے یہہ دریافت ہوتا جاتا ہے کہ یہہ تمام اشیا جو بادی النظر مین عبادت و پرستش کا مقصود معلوم ہوتی ہین اصل مین اللہ جل شانہ کی مختلف صفات کی علامات ہین جسکا اسم اعظم اسقدر مقدس تہا کہ فانی لوگ زبان پر نہین لا سکتے تھے۔

عرب والون کے درمیان یہہ مذہب وحشیانہ توہمات سے سست اور نہایت ہی مذموم بت پرستی سے ابتر ہوگیا ہر ایک قوم نے اپنے ایک خاص ستارہ اور سیارہ کی پرستش شروع کی یا اوسکا ایک علیحدہ بت بناکر قایم کیا۔ دختر کشی کی قبیح رسم اونکے مذہب کا جزو ہوگئی۔ خانہ بدوش اقوام کے درمیان لڑکی کی پیدایش منحوس خیال کی گئی تھی۔ لوٹ کھسوٹ اور آوارہ گردی کے لئے لڑکی کی جنس بالکل ناموزون تھی کیونکہ اوسکی بدچلنی یا دشمن کی قید مین پڑجانے سے اوسکے خاندان پر بے غیرتی کا دہبا لگ جانے کا اندیشہ رہتا تھا۔ اس بے رحم پالیسی (مصلحت) کے اغراض شاید اونکے مذہبی خیالات

بے ساتھ حل کیے ہونگے۔ کیونکہ وہ اپنی لڑکیون کو یا تو اپنے اصنام کے آگے قربانی کر دیتے یا اونکو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

دوسرا مذہب مجوس یا گبر (آتش پرستی) جسنے (جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین) مشرقی ممالک کی مذہبی سلطنت کو تقسیم کر رکھا تھا فارس سے نکلا تھا۔ جہان کچھ عرصہ تک یہ اوسکے زبانی عقاید کو اوسکے بڑے رہنما اور پیغمبر زوراستر (زرتشت) اسنے اپنی کتاب ژند اوستا مین قلمبند کیا۔ یہہ مذہب بہی صابی مذہب کی طرح ابتدا مین سادہ اور روحانی تھا۔ صرف ایک خدا کی جو سب سے اعلے اور ازلی ابدی ہے اعتقاد کی تعلیم دیتا تھا جسمین اور جس سے کل کائنات قایم ہے اور اوسنے اپنے ایک کلمہ کُن سے دو کارکُن پیدا کیے۔ اُرمزد (یزدان) روشنی اور نیکی کا اصلی فرشتہ۔ اور آہرمن بدی اور ظلمت کا اصلی فرشتہ۔ ان دونون نے اپنے مختلف عناصر کے ملاپ سے دنیا بنائی اور دنیا کے معاملات کے انتظام کے لیئے دائمی مخاصمت مین مشغول ہین۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا مین نیکی اور بدی کا دور رہتا ہے یعنی جس فرشتہ کا غلبہ ہوا اوسی کا اثر ظہور مین آیا یہہ مخاصمہ دنیا کے خاتمہ تک جاری رہیگا۔ پھر ایک عام رستخیز ہوگی اور یوم المیزان ہوگا تب ظلمت کا فرشتہ مع اپنے پیروان کے ایک سخت تاریک اور المناک مقام (جہنم) مین ڈالا جائیگا۔ اور اوسکے حریف ایسے محلون مین داخل ہونگے جو نعیم بہشت و کامرانی اور نور و ضیا سے ہمیشہ معمور رہینگے۔

اس مذہب کی ابتدائی رسوم نہایت سادہ تہین۔ آتش پرستون کے ہان نہ تو مندر اور معابد ہوتے تھے اور نہ کسی قسم کے مذہبی نشانات۔ وہ اپنی دعاؤن اور عبادات کے گیتون مین صرف آفتاب کو جسے وہ خدا کا مظہر سمجھتے تھے مخاطب کرتے تھے۔ اُس اس نیر اعظم روشنی بخش عالم کی اسلیئے تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ یہہ خدا کا گھر ہے اور اوس نور و حرارت کا منبع ہے جو دیگر اجرام فلکی مین موجود ہے۔ اور جب یہہ غروب ہو جاتا

دوسری کہانی جو محمد نے اس سفر مین سنی تھی وہ شہر ایلیا کے متعلق ہے جو بحیرہ قلزم پر واقع ہے۔ اسکو بتلایا گیا تہا کہ اس شہر مین یہودی لوگ رہا کرتے تھے جو بت پرستی مین پڑ گئے تھے اور یوم السبت کا بھی کچھہ لحاظ نہین کرتے تھے بلکہ اس مقدس دن مین مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے تھے۔ اس جرم مین اونکی صورتین مسخ ہو گئین۔ بوڑھے اور سن آدمی تو خنازیر بنائے گئے اور جوانون کو بندرون کی صورت دی گئی۔

ہمنے ان دو روایتون کو بالتخصیص اسلئے بیان کیا ہے کہ محمد نے ان دونون کو بت پرستی کے جرم کی آسمانی سزا اور قہر الہی کے نزول کی تمثیل دی ہے۔ یہہ دونون اوس میلان کا بخوبی ثبوت دے رہی ہین جو اوسکے جوان اور صاف دل مین اس اہم امر کی نسبت پیدا ہوا تھا۔

مسلمان مورخ اس سفر کے متعلق حسب معمول کئی عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہین جو اس جوان لڑکے کو پیش آئے۔ اور جو خدا کی متواتر حفاظت و حمایت کی شہادت دیتے ہین۔ ایک موقع پر جبکہ وہ صحرا کی جلتی ہوئی ریگ سے گزر رہا تھا ایک فرشتہ نے جسے کوئی نہین دیکھتا تھا اپنے پرون سے محمد پر سایہ رکھا۔ مگر اس معجزہ کا کوئی چشمدید گواہ نہین ہے۔ ایک اور موقع پر دوپہر کی گرمی مین اوسکے سر پر ایک بادل کا سایہ تھا۔ ایک اور موقع پر جبکہ وہ سایہ کی تلاش مین ایک خشک درخت کے نیچے گیا فی الفور اوسکے پتے اور شگوفے نکل آئے۔

موابیت اور اموبیت کی قدیمی حدود سے گزر کر جنکا ذکر انجیل مقدس مین بھی آیا ہے کاروان شہر بصرہ مین جو ملک حوران کی حدود پر قوم مناصح کے علاقہ مین جاردن کے پار واقع ہے پہونچا۔ انجیل مقدس کے زمانہ مین یہہ شہر یہودیون کے ایک مذہبی گروہ کا مسکن تھا لیکن اسوقت جبکہ یہہ کاروان وہان پہونچا نیسٹوریہ کے عیسائی

یہان آباد تھے - بصرہ ایک بڑا بھاری تجارت گاہ تھا - ہرسال یہان کاروان آیا کرتے تھے - یہان ہمارے کاروان نے مقام کیا اور نسطوریہ کے راہبون کے صومعہ کے نزدیک خیمہ زن ہوا -

ان عیسائیون نے ابوطالب اور اوسکے بھتیجے کی نہایت فراخ حوصلگی سے مہمانداری کی - انمین سے ایک جسکو سرجیس اور بعض✠ بحیرہ کہتے ہین محمد کی ذہانت وجودت طبع دیکھکر متعجب وحیران رہ گیا - اور اوسکے پرجوش اشتیاق سے جو مذہبی معاملات مین آگاہی حاصل کرنے کے لیئے تھا نہایت خوش ہوا - ان معاملات پر وہ اکثر باہم گفتگو کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان تقریرون کے درمیان راہب نے اوس بت پرستی کے برخلاف ضرور بہت جد وجہد کی ہوگی جسمین محمد نے تربیت پائی تھی کیونکہ نسطوریہ فرقہ کے عیسائی نہ صرف بت پرستی ہی کے سخت دشمن تھے بلکہ اونپر اتفاقیہ نظر پڑجانے کو بھی بہت برا جانتے تھے اور اس امر مین اونہین یہانتک اصرار تھا کہ صلیب جو عیسوی مذہب کی ایک عام اور عالمگیر علامت ہے اوسکو بھی ممنوعات مین شمار کرتے تھے - بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ محمد کو جو واقفیت عیسوی مذہب کے اصول وروایات کے متعلق تھی اور جسکی اشاعت وہ من بعد کرتا رہا اسی راہب کی گفتگو کا نتیجہ تھا - غالباً اسکے بعد بھی جب کبھی محمد ملک سریان مین جاتا رہا ہے اس راہب سے گفتگو کرتا رہا ہے -

مسلمان مورخون کا بیان ہے کہ اس راہب کو جو اس اجنبی لڑکے کے ساتھ اسقدر لگاو اور انس ہوگیا تھا اسکی وجہ یہہ تھی کہ اوسنے اتفاق سے محمد کے دونون شانون کے درمیان مہر نبوت کو دیکھہ لیا تھا - انکا بیان ہے کہ جب ابوطالب مکہ کی طرف واپس آنے لگا تو راہب نے اوسے آگاہ کیا کہ خبردار رہو مبادا تمہارا بھتیجا یہودیون

✠ بعض کا قول ہے کہ یہہ دونون نام اون راہبون کے ہین جو محمد کے ساتھ گفتگو کرتے رہتے تھے ۱۲

کے ہاتھہ مین پڑجاوے - اس راہب نے اپنے علم سے معلوم کرلیا تہا کہ یہہ قوم اس جوان لڑکے کو بہت تکلیف دیگی -

ایک راہب نے جو اور لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کرنے کا نہایت ہی خواہشمند تہا ایک طباع و جویاے راز جوان کے ساتھہ تعلق اور لگاو پیدا کرلیا تہا تو اوسکے لیئے کسی معجزہ یا مشاہدہ کی ضرورت نہ تھی - ایسا جوان جو کعبہ کے متولی کا بھتیجا اور اغلب تہا کہ وہ اپنے نازک اور بے لوث دل مین مذہب عیسوی کے اصول کو جگہ دیکر مکہ تک اپنے ساتھہ لیجا اس راہب کے لیئے یہہ بہی ضروری تہا کہ وہ بڑی ہوشیاری سے اس بات کی احتیاط کرتا کہ جس ذہین نوجوان لڑکے کو وہ اپنے مریدون مین داخل کرنا چاہتا تہا اور جسکا ذہن و دل ہنوز کسی مذہب کے اصول پر قرار پزیر نہین ہوا تہا وہ یہودیون کے پہندے مین نہ پہنس جاوے -

محمد جب مکہ کو واپس آیا تو اوسکا خیال اون وحشی اور عجیب غریب فسانون سے بہرا تہا جو اوسنے صحرا مین سنے تہے اور اون مذہبی عقاید نے جو نسطوریہ کے صومعہ مین اوسنے سنے تہے اوسکے دل پر نہایت ہی اثر کیا - معلوم ہوتا ہے کہ محمد اسکے بعد ہمیشہ کے لئے ملک سریان کو نہایت ادب و تعظیم سے یاد کرتا رہا ہے - غالباً اسکی وجہ یہہ تہی کہ محمد کے دل پر مذہبی اصول اسی ملک مین نقش محجر ہوئے تہے -

یہہ وہ سرزمین ہے جہان پیغمبر ابراہیم ملک کلدیہ سے گیا تہا اور اپنے ساتھہ حقیقی خدا کی عبادت و پرستش لے گیا تہا[له] - اسکے بعد محمد یہہ کہا کرتا " بیشک خدا نے اپنے کلام کے محافظون کو ہمیشہ ملک سریان مین قایم رکہا ہے - ان محافظون کی تعداد

[له] پیغمبر ابراہیم بت پرستی سے نکل کر سچے دین مین آنے کا حال قرآن کے چہٹے سیپارہ مین لکہا ہے کہ وہ پہلے کسطرح ستارہ چاند اور آفتاب کو خدا سمجہتا تہا اور انکے غروب ہو جانے پر کس طرح اوسکا یقین متزلزل ہوا اور کس طرح اوسنے حقیقی صانع کو اپنا معبود قرار دیا -

ہم ہے۔ جب ایک مرجاتا ہے تو دوسرا اوسکی جگہ بہیجا جاتا ہے اور اونکی برکت سے یہہ ملک مبارک ہے"۔ پہر یہہ کہتا ہے "خدا ملک سریان کے باشندون کو خوش و خورم رکہے۔ کیونکہ خدا کے مہربان فرشتے اونکو اپنے پرون کے سایہ مین رکہتے ہین"

(دیکہو کتاب مشکوۃ المصابیح جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

محمد کے تجارتی کام اور خدیجہ کے ساتھہ اوسکی شادی

محمد اب زندگی کے جہگڑون اور کاروبار مین پورا پورا داخل ہوگیا تہا اور اپنے چچاؤن کے بہت سے سفرون مین آیا جایا کرتا تہا ایک دفعہ اپنی عمر کے سولہوین سال مین اپنے چچا زبیر کے ہمراہ کاروان کے ساتھہ یمن کو گیا۔ ایک اور موقع پر اسی چچا کے ساتھہ جبکہ اوسنے قبیلہ کنانیت کی اعانت مین فرقہ ہوازن پر قبایل قریش کو لیکر یورش کی تہی محمد زرہ بردار ہوکر گیا۔ مذکور ہے کہ یہہ پہلی دفعہ تہی کہ محمد نے جنگ مین شامل ہونے کی کوشش کی۔ گو اس جنگ مین اسنے سوائے اسکے کوئی کام نہین کیا کہ اپنے چچا کے لئے عین میدان کارزار مین تیر وغیرہ بہم پہونچایا اور دشمنون کے تیرون سے اوسکو بچایا۔ عرب والون کے درمیان یہہ معرکہ قتال الفجر یعنی ناپاک جنگ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ حج کے حرام مہینون مین کیا گیا تہا۔

جون جون محمد عمر مین بڑہتا گیا عرب کے مختلف لوگ اوسکو اپنا گماشتہ مقرر کرکے کاروانون کے ساتھہ یمن سریان و دیگر ممالک مین روانہ کرتے رہے۔ ان اتفاقی امور سے اوسکی تحقیق و تفتیش کا میدان وسیع ہوتا گیا اور نوع انسانی کے خصائل و معاملات مین اوسکے معلومات ترقی کرتے گئے۔ محمد میلون مین بہی شامل ہوا کرتا تہا۔ عربستان مین یہہ میلے صرف ترقی تجارت و بیوپار ہی کے لئے نہین ہوا کرتے

ابولہب۔ عباس۔ حمزہ اور عبداللہ کا تاریخون مین مذکور ہے۔ عبداللہ سب سے چھوٹا اور عزیز بیٹا تھا۔ اسنے آمنہ کے ساتھ جو مشہور و معروف خاندان قریش مین سے ہی تھی مگر ہاشم کے خاندان سے بعید تھی شادی کی۔ عبداللہ نہایت خوبصورت آدمی تھا۔ اور ان اوصاف مین جو عورتون کو فریفتہ کرنے والے ہین اسقدر مشہور و ممتاز تھا کہ اگر مسلمانون کی روایتون پر اعتماد کیا جاوے تو اوس رات جسمین آمنہ کے ساتھ اسکی شادی ہوئی خاندان قریش کی دو سو کنواری لڑکیان رشک سے مر گئین۔ محمد اس شادی کا جو ایسے غمناک حادثہ کے ساتھ وقوع مین آئی پہلا اور اکلوتا پھل تھا۔ انہی روایات کے بموجب جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے محمد کی ولادت بھی ایسی علامات اور حیرت افزا شگون کے ساتھ ہوئی تھی کہ جنسے ظاہر ہوتا تھا کہ یہہ کوئی عجیب غریب بچہ پیدا ہوا ہے۔ اسکی مان کو ہرگز درد وغیرہ نہین ہوا۔ جونہی محمد نے دنیا مین قدم رکھا تمام گرد و نواح کے ملکون مین ایک آسمانی نور پھیل گیا اور نوزائیدہ بچہ نے اپنی آنکھین آسمان کی طرف اوٹھا کر کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہین۔ اور مین اوسکا رسول ہون۔ ہمکو یقین دلایا گیا ہے کہ محمد کی آمد سے زمین و آسمان مین تہلکہ مچ گیا تھا۔ جھیل ساوا اپنے مخفی منبع مین مستور ہو گئی اور اپنے سواحل کو بالکل خشک چھوڑ گئی۔ دریاے دجلہ نے طغیانی مین آکر قرب و جوار کے ملک کو غرقاب کر دیا۔ شاہ فارس کسرے کا محل اپنی بنیادون تک ہل گیا اور اوسکے کنگورے سرنگون ہو گئے۔ اسی حیرت افزا رات کو حاکم فارس نے خواب مین دیکھا کہ ایک خونخوار اونٹ کو عرب کے ایک تیز رفتار گھوڑے نے مسخر و مغلوب کر لیا ہے۔ علی الصباح اسنے یہہ خواب شاہ فارس کے روبرو بیان کیا۔ اہل دربار نے تعبیر یہہ نکالی کہ عرب کی طرف سے ضرور نقصان پہونچے گا۔

اسی پُر حادثہ رات کو زور استر (زردشت) کی مقدس آگ جو آتش پرستون کی نگرانی مین کچھہ اوپر ہزار سال سے لگاتار روشن اور جلتی تھی دفعتہً بُجھہ گئی۔ اور تمام دنیا کے اصنام و بت سرنگون ہوگئے۔ آسمانی فرشتون نے ابلیس کو مع اوسکی ذریات دیو جن وغیرہ کے جو ستارون اور منطقۃ البروج مین رہکر نوع انسانی پر بُرا اثر ڈالتے ہین تحت الثریٰ کی طرف گرا دیا۔

انہی روایتون کا بیان ہے کہ اس نوزادہ بچہ کے لواحق اور رشتہ دار بھی متعجب و حیران تھے۔ محمد کے مامون نے جو منجم تھا زایچہ نکال کر پیشین گوئی کی کہ یہہ بچہ بڑا طاقتور ہوگا۔ ایک سلطنت کی بنا ڈالے گا۔ اور نوع انسانی مین ایک نیا مذہب قایم کریگا۔

اسکی ولادت کے ساتوین دن عبدالمطلب نے خاندان قریش کے اعیان و اکابر کی ضیافت کی اور اس موقع پر اس بچہ کو اپنی نسل کا ایک ہونہار اور طلوع ہونے والا نخند بیان کرکے اوسکا نام محمد (وہ شخص جسکی سب لوگ تعریف کرین) رکھا۔

محمد کی رضاعت کے زمانہ کے بھی ایسے ہی عجیب و غریب حالات مسلمان مورخ بیان کرتے ہین۔ اور نیز اوسکی ابتدائی عمر کے متعلق ایسی ہی غیر معتبر روایات کے سوا ہمین کچھہ معلوم نہین۔

ابھی وہ دو مہینے کا بھی نہین ہوا تھا کہ اوسکا باپ مرگیا جو پانچ راس اونٹ کچھہ بھیڑین اور ایک حبشن لونڈی جسکا نام برکت تھا ترکہ مین چھوڑ گیا۔ ابھی تک محمد کو اوسکی مان ہی دودہ پلاتی تھی لیکن غم و فکر نے اوسکی چھاتی کے چشمون کو خشک و بے شیر کردیا۔ اور چونکہ شہر مکہ کی آب و ہوا بھی بچون کی پرورش کے موافق نہ تھی اوسنے قرب و جوار کی بدو قومون مین سے اپنے بچہ کے لئے ایک دائی تلاش کی۔ بدوون کی عورتین سال مین دو دفعہ یعنی موسم بہار و خزان مین مکہ کی طرف

آیا کرتین اور وہان کے باشندون کے بچے پرورش کے واسطے لے جایا کرتی تھین لیکن وہ دولتمندون اور امیرون کے بچون کی تلاش مین پھرا کرتی تھین کیونکہ اون سے خاطر خواہ معاوضہ ملنے کا یقین ہوتا تھا۔ اس وارث افلاس سے ہر ایک نے حقارت کے ساتھہ اعراض کیا۔ آخرکار ایک عورت حلیمہ نام کو جو بنی سعد کے ایک گڈریے کی بیوی تھی رحم آیا وہ اس یتیم بچہ کو اپنے گھر جو پہاڑون کے درمیان ایک چراگاہ مین تھا لے گئی۔

حلیمہ نے اپنے اس صغیر سن امانت کے متعلق بہت سے تعجبات اور حیرت افزا واقعات بیان کئے ہین۔ جب وہ مکہ سے واپس گئی تو وہ خچر جسپر محمد سوار تھا گویا ہوا اور اوسنے بآواز بلند کہا کہ میری پیٹھہ پر سرور انبیا۔ خاتم المرسلین۔ محبوب رب العالمین سوار ہے۔ جہان سے وہ گذرتا تھا پیڑ اوسکو سجدہ کرتی تھین اور جب وہ اپنے گہوارہ مین لیٹا ہوا چاند کی طرف دیکھتا تھا تو وہ بھی اوسکی تعظیم و تکریم کے لئے جھک جاتا تھا۔

عربی مورخون کا بیان ہے کہ حلیمہ کو اپنی ہمدردی کا خدا کی برکتون سے اجر ملا۔ جبتک بچہ اوسکے گھر مین رہا اوسکی ہر ایک چیز مین برکت ہوگئی۔ پانی کے چشمے اور کنوئین خشک نہین ہوتے تھے۔ چراگاہین ہمیشہ سرسبز رہتی تھین۔ اوسکا گلّہ اور مویشی دہ چند بڑھ گئے۔ اوسکے کھیتون اور کیاریون مین حیرت انگیز افزایش تھی۔ اور اوسکے گھر مین ہر ایک قسم کی آسایش و نعمت تھی۔

ملک عرب کے افسانے تو اس عجیب غریب بچہ کی نسبت نہایت ہی مبالغہ ظاہر کرتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی چھوٹی سی عمر مین اوسکے قواے جسمانی و قلبی اندازہ بشریت سے بہت زاید تھے۔ جب وہ صرف تین مہینے کا تھا خود بخود کھڑا ہو سکتا تھا۔ سات مہینے کی عمر مین گھر سے باہر نکل جایا کرتا تھا۔ اور دس ماہ

کی عمر مین تیر وکمان لیکر بچون کے ساتھہ کہیلا کرتا تہا - آٹھہ مہینے کی عمر مین وہ اسطرح بول سکتا تہا کہ اوسکی بات سمجھہ مین آسکتی تہی - اس سے ایک مہینے بعد وہ تیزی اور صفائی کے ساتھہ گفتگو کر لیتا تہا - اوسکی باتون سے ایسی دانائی ٹپکتی تہی کہ جو کوئی سنتا تہا ششدر رہ جاتا تہا - تین برس کی عمر مین وہ اپنے دودھ شریکے بہائی کے ساتھہ کہیت مین کہیل رہا تہا دو فرشتے نورانی پوشاک مین انکے سامنے نمودار ہوئے - انہون نے آہستگی سے محمد کو زمین پر لٹا دیا - جبرائیل نے جو دو فرشتون مین سے ایک تہا محمد کا سینہ چاک کیا - لیکن اس سے اوسکو کسی قسم کی تکلیف ہرگز نہین ہوئی - پہر جبرائیل نے اوسکا دل باہر نکالا اور ہر ایک قسم کی کدورت سے اوسکو پاک کیا - اور گناہون کے سیاہ و تلخ قطرے جو ہمین اپنے باپ آدم سے ورثہ کے طور پر ملے ہین اور جو اوسکے ہر ایک فرزند کے دل مین مخفی رہتے ہین اور اونکو گناہ کی طرف راغب کرتے ہین نکال ڈالے - جب جبرائیل نے محمد کے دل کو تمام آلائشون سے پاک و صاف کر دیا تو پہر اوسکو ایمان علم اور نور نبوت سے پر کرکے سینہ مین رکھہ دیا - ہمین یقین دلایا گیا ہے کہ اسوقت سے محمد کے چہرہ سے وہ نبوی نور نمودار ہونے لگا جو پیغمبرون کے پاک سلسلہ مین آدم سے لیکر اسحٰق اور اسمٰعیل تک چلا آتا تہا اور اسمٰعیل کی اولاد مین گم ہو گیا تہا - اب تازہ نور کے ساتھہ محمد کا چہرہ چمکا - کہتے ہین کہ اس سماوی ملاقات کے موقع پر بچے کے دونون شانون کے درمیان مہر نبوت ثبت کی گئی تہی جو اوسکی رسالت کی ہمیشہ کے لیے سند تہی لیکن غیر معتقد لوگون کو سوائے ایک بڑے مسے کے جو کبوتر کے انڈے کے برابر تہا اور کچھہ نظر نہین آتا تہا -

جب اس حیرت انگیز نظارہ کا حال حلیمہ اور اوسکے خاوند کو سنایا گیا تو وہ دونون نہایت خوف زدہ ہو گئے کہ شاید بچہ پر کوئی تباہی آنے والی ہے - یا یہ خوف ہوا

محمد
281

کہ یہہ آسمانی ملاقات کرنے والے شاید جن یا شیاطین کی قسم سے ہین جو صحرا کے سنسان مقامون مین آمد و رفت کرتے ہین اور نوع انسان کو ضرر پہونچاتے ہین۔ اسلیئے حلیمہ اوسے مکہ کی طرف واپس لے گئی اور اوسکی مان آمنہ کے حوالہ کیا۔ محمد چھٹے سال تک اپنی مان کے پاس رہا۔ پھر اوسکی مان اوسے مدینہ کی طرف لے گئی جہان اوسکے رشتہ دار قبیلہ آدج کے رہتے تھے۔ جب وہ واپس آئی تو رستہ مین مر گئی اور مقام ابوا مین جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گانون ہے دفن کی گئی۔ محمد اپنی آخری عمر تک اپنی امان کی قبر پر نہائت محبت سے جایا کرتا اور کمال رقت کے ساتھہ اوسے یاد کیا کرتا۔

اب بیچارے یتیم بچہ کے لئے نمک حلال حبشن لونڈی برکت نے مادر مہربان کا کام دیا اور اوسے اوسکے دادا عبد المطلب کے پاس لے گئی۔ محمد اپنے دادا کے پاس دو سال تک رہا اوسکے ساتھہ نہایت مشفقانہ سلوک ہوتا رہا۔ عبد المطلب اسوقت بہت سن رسیدہ اور معمر تھا اور عمر طبعی کا مرحلہ طے کر چکا تھا۔ جب اسنے اپنی موت کا وقت قریب سمجھا تو اپنے بڑے بیٹے ابو طالب کو بلا کر اوسکو محمد کا کفیل و نگران مقرر کیا۔ رحمدل ابو طالب نے اپنے بھتیجے کو چھاتی سے لگا لیا اور عمر بھر اوسکے ساتھہ پدرانہ سلوک کرتا رہا۔ چونکہ ابو طالب اپنے باپ کی وفات پر کعبہ کی تولیت و حفاظت پر ممتاز ہو چکا تھا محمد کئی سال تک ایسے خاندان مین رہا جو ایک قسم کے پوجاری تھے اور کعبہ کی پرستش کی راہ و رسم کو بڑے ادب سے قایم رکھتے تھے۔

اس موقع پر ہم مناسب خیال کرتے ہین کہ کعبہ کی اصلیت۔ ابتدا اور اُن رسوم توہمات اور روایات کا جو اسکے ساتھہ متعلق ہین بالتصریح ذکر کرین کیونکہ یہہ مذہب اسلام اور اوسکے بانی کے حالات سے بہت چسپان ہین۔

* * *

पुस्तकालय

روایات دربارہ کعبہ و مکہ

ملک عرب کی روایات کا بیان ہے کہ جب آدم و حوّا بہشت سے نیچے گرائے گئے تو یہہ دنیا کے مختلف حصون مین گرے۔ آدم جزیرہ سرندیپ کے ایک پہاڑ پر گرا اور حوا بحیرہ قلزم کی حدود پر عربستان مین جسجگہ اب بندرگاہ جدہ واقع ہے۔ دو سو برس تک دونون الگ الگ دنیا مین پھرا کئے۔ آخر کار بہت سی ندامت و زحمت کے بعد انکو کوہ عرفات پر جو شہر مکہ کے قریب ہے باہم ملاقات کرنے کی اجازت دی گئی۔ مذکور ہے کہ آدم نے فرط اندوہ و توبہ و استغفار کے استغراق مین اپنے ہاتھ اور آنکھین آسمان کی طرف اوٹھائین اور خدا سے رحم کا خواستگار ہو کر التجا کی کہ اوسکو ایسا ہی ایک معبد دنیا مین عطا ہو جیسا کہ جنت مین اوسکو عبادت کے لئے ملا ہوا تھا اور جسکے گرد فرشتے قطار در قطار طواف کیا کرتے تھے۔

آدم کی التجا قبول ہوئی چمکیلے بادلون کا ایک قبہ فرشتون نے اپنے ہاتھ سے نیچے اوتارا اور آسمانی معبد کے عین نیچے زمین پر رکھا۔ آدم جب عبادت مین مشغول ہوتا اسی معبد کی طرف جو آسمان سے اوترا تھا مُنہ کرتا۔ اور عبادت کرنے والے فرشتون کی طرح ہر روز سات دفعہ اوسکے گرد طواف کرتا۔

انہی روایات کا بیان ہے کہ آدم کی وفات پر یہہ معبد گم ہو گیا یا آسمان کی طرف اوٹھایا گیا۔ اور اسی مقام اور وضع پر ایک اور معبد آدم کے بیٹے شیث نے مٹی اور پتھر سے بنایا جو نوح کے طوفان مین غرقاب ہو گیا۔ بہت سے عرصہ کے بعد پیغمبرون کے عہد کے درمیان جبکہ ہاجرہ اپنے بیٹے اسمٰعیل سمیت صحرا مین پیاس سے جان لب ہوئی ایک فرشتہ نے اوسی قدیمی معبد کے مقام کے نزدیک پانی کا ایک چشمہ ظاہر کیا جسکا نام چاہ زمزم ہے۔ اس چشمہ کو اسمٰعیل کی نسل

تاحال مقدس و متبرک جانتی ہے۔ اسی اثنا مین قوی ہیکل قوم ایکل کا بیٹ کے دو آدمی ایک اونٹ کی تلاش مین جو کھو گیا تھا اس چشمہ پر آنکلے اور اپنی عطش فرد کی۔ اور اپنے ہمراہیون کو بھی اسی مقام پر لے آئے۔ یہان ان لوگون نے شہر مکہ کی بنا ڈالی اور اسمعیل اور اوسکی مان کو اپنی حفاظت مین لے لیا مگر ملک کے اصلی باشندون نے اونکو بہت جلد یہان سے نکال دیا اور اسمعیل یہین رہا جب اسمعیل جوان ہوا تو اوسنے حکمران بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی۔ اس بیوی سے اسکے بہت سے لڑکے ہوئے جو عرب کے باشندون کے اجداد تھے۔

کچھ عرصہ کے بعد اسمعیل نے خدا کے حکم سے اوسی مقام پر جہان بادلون کا سعیب آسمان سے اُتر کر ٹھیرا تھا کعبہ کی عمارت بنانے کا انتظام کیا۔ اس متبرک کام مین اوسکے باپ ابراہیم نے اوسکی مدد کی۔ ایک پتھر نے ابراہیم کو گویا باڑ کا کام دیا۔ اس پتھر کا یہہ معجزہ تھا کہ وہ معمار کی ضرورت کے موافق آپ سے آپ اونچا یا نیچا ہو جاتا تھا۔ یہہ پتھر تاحال بطور ایک بےبہا نشان کے وہان پڑا ہے اور اوسپر ابراہیم کے پاؤن کا نقش معتقدان اسلام کو صاف نظر آتا ہے۔ جب ابراہیم اور اسمعیل اس کام مین مشغول تھے تب جبرائیل ایک پتھر اونکے پاس لایا۔ اس پتھر کے متعلق روایات مین کچھ خفیف سا اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جنت کے بےبہا پتھرون مین سے ایک ہے اور آدم کے ساتھ بہشت سے نیچے گرا تھا اور پھر طوفان نوح کی دلدل مین گم ہو گیا تھا حتے کہ جبرائیل فرشتہ نے اوسے پھر نکالا۔ لیکن زیادہ تر معتبر روایت یہہ ہے کہ یہہ پتھر اصل مین ایک فرشتہ تھا جو جنت مین آدم کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا اسنے اپنے کام مین غفلت کی۔ اس جرم کی سزا مین وہ پتھر بنا دیا گیا اور آدم کے ہبوط کے وقت جنت سے بدر کیا گیا اس پتھر کو ابراہیم و اسمعیل نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ کعبہ کی بیرونی دیوار مے

گوشہ مین جڑا تہا جہان وہ آجتک قایم ہے اور حاجی لوگ جب کعبہ کا طواف کرتے ہین تو ہر ایک طرف پر اوسکو نہایت ارادت سے چومتے ہین۔

کہتے ہین کہ پہلے پہل جب یہہ پتہر دیوار مین لگایا گیا تہا تو نہایت سفید اور چمکدار تہا لیکن گنہگار اور عاصی بندون کے استلام سے رفتہ رفتہ سیاہ ہوگیا۔ قیامت کے دن یہہ پتہر اپنی کرّوبی (ملکوتی) شکل حاصل کرکے خدا کے حضور مین کہڑا ہوگا اور اون لوگون کے حق مین جنہون نے صدق دل سے حج کیا ہے شہادت دیگا۔

ان روایات کے رو سے کعبہ اور چاہ زمزم ممالک مشرقی کے باشندون مین عموماً اور اسمٰعیل کی نسل مین خصوصاً معظم و محترم رہا ہے۔ مکہ جسکی چار دیواری کے اندر یہہ مقدس مقامات ہین ظہور اسلام سے کئی صدیان پیشتر ایک مقدس شہر تسلیم کیا گیا تہا اور عرب کے تمام اقطاع کے لوگ یہان زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس رسم کے متعلق یہان تک مذہبی خیال عالمگیر اور عمیق تہا کہ ہر سال اس زیارت کی رسوم ادا کرنے کے لئے چار مہینے خاص کر رکہے تھے جو ہر ایک قسم کی جنگ و جدل اور تشدد و تغلب کے لئے حرام اور محترم ٹھیرائے گئے تھے۔ ان ایام مین دشمن لوگ اسلحہ چھوڑ دیتے تھے اور اپنے نیزون کے پہل اوتار دیا کرتے تھے اور اون صحراؤن مین سے جو ان ایام سے پیشتر پر خوف و خطر ہوا کرتے تھے امن و سلامتی کے ساتھ گزر جاتے تھے اور حاجیون کے لباس مین انبوہ در انبوہ مکہ کے دروازہ پر جمع ہو جایا کرتے تھے اور فرشتون کی قطارون کی تقلید مین کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کرتے تھے اور بعد از فہم پتہر (حجر الاسود) کو چہوتے اور چومتے تھے۔ اور اپنے جد امجد اسمٰعیل کی یادگار مین چاہ زمزم کا پانی پیتے اور اوسمین وضو کرتے تھے اور تمام مناسک حج ادا کرکے پوری سلامتی کے ساتھ اپنے گھرون کو لوٹ جایا کرتے تھے اور جاکر پھر اسلحہ پہنکر جنگ و جدال شروع کر دیتے تھے۔

ایام جاہلیت (وہ زمانہ جو بعثت سے پہلے تھا) مین عرب والون کی مذہبی رسومات مین روزہ و نماز سب سے بڑھکر تھے۔ سال مین انکے تین بڑے بڑے ایام الصیام تھے ایک سات دن کا۔ ایک نو دن کا اور ایک تیس دن کا تہا۔ وہ ہر روز تین وقت صبح دوپہر اور شام کو نماز پڑھتے تھے اور نماز کے وقت مُنہ کعبہ کی جانب کرتے تھے جسکو وہ قبلہ یعنی مرکز العبادة خیال کرتے تھے۔ انکی بہت سی مذہبی روایتین و افسانے تھے۔ جنمین سے بعض یہودیون سے لئے گئے تھے۔ انکے مذہبی خیالات کی تقویت کے لئے نظم کی ایک کتاب تھی۔ اور ایک کتاب تھی جسمین اخلاقی مسایل و حکایات تھین۔ کہتے ہین کہ یہہ شیث کی لکھی ہوئی تھی۔

چونکہ محمد نے کعبہ کے متولی کے گھر مین تربیت پائی تھی اسلئے اون رسوم و عبادات نے جو اس مقدس عمارت کے متعلق تھین ابتدا ہی سے اوسکے دل مین میلان پیدا کر دیا تہا اور اوسکو اون مذہبی خیالات کی جانب رغبت دلائی تھی جو مین بعد اوسکے دل پر محیط و متصرف ہوگئے۔ گو مسلمان مورخ ہمین خوشی سے اس امر کی طرف متوجہ کرتے ہین کہ اوسکی بختیاری اور علو مراتب و رہبری بچپن ہی سے عجیب و غریب علامات کے ساتھہ بخوبی ظاہر و ہویدا تھی۔ تاہم یہہ بات ظاہر ہے کہ اوسکی تعلیم مین وہی غفلت اور کوتاہی روا رکھی گئی تھی جو عام اولاد عرب کی نسبت کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہہ ہمین معلوم ہے کہ اوسے لکھنا پڑھنا نہین سکھایا گیا تہا۔ مگر وہ ایک روشن دماغ۔ عالی خیال سریع الفہم بچہ تہا۔ جو بات ایکدفعہ سن لیتا تہا اوسپر خوب خوض و فکر کرتا تہا۔ اوسمین تقریر کرنے کی قوت نہایت وسیع اور زبردست تھی اور وہ ہر ایک معاملہ پر بے دہڑک اور سر بسر گفتگو کر سکتا تہا۔ شہر مکہ مین ملک کے دور و دراز قطاع کے حاجی۔ اہل معاملہ اور ہر قسم کے لوگ آیا کرتے تھے انکی آمد و رفت سے یہہ شہر علوم و فنون مروجہ کا معدن بنا ہوا تہا۔ محمد ان علوم و فنون کے خیالات کو نہایت اشتیاق سے

سنکر اپنے دل مین جگہ دیتا اور اوسکا زبردست حافظہ بڑے شد و مد سے اونکو محفوظ رکھتا۔ اور جون جون وہ عمر مین بڑھتا گیا فہم و فراست کا میدان بھی اوسکے آگے زیادہ تر وسیع ہوتا گیا۔

محمد کا پہلی دفعہ کاروان کے ساتھ ملک سریان کی طرف جانا ✤

محمد کی عمر اب بارہ سال کی ہو چکی تھی لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اوسکی ذہانت اوسکی عمر کی نسبت بہت ہی بڑھی ہوئی تھی۔ تفتیش اور تحقیق کا شوق جو عربستان کے مختلف اقطاع کے لوگون کے میل جول سے بہت ترقی پر تھا اب اوسکے دل مین جوش زن ہوا۔ اوسکا چچا ابو طالب بھی علاوہ اوس مقدس کام کے جو کعبہ کی حفاظت و تولیت کے متعلق اوسے کرنا پڑتا تھا خاندان قریش مین ایک اولوالعزم تاجر تھا اور اون کاروانون کے ساتھ جو ملک سریان و یمن کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے اور اوسکے اپنے جد امجد ہاشم کے مقرر کئے ہوئے تھے بہت لین دین رکھتا تھا۔ ان کاروانون کی آمد و رفت جس سے شہر مکہ کے دروازون پر ازدحام ہو جایا کرتا تھا اور گلی کوچون مین ایک مسرت بخش نظارہ دکھائی دیتا تھا محمد جیسے جوان لڑکے کے لئے نہائیت جوش پیدا کرنے والے معاملات تھے۔ اور انہی معاملات نے اوسکے خیالات کو بیرونی ممالک کی سیر و سیاحت کی طرف کھینچا۔ اور وہ اس پر جوش خواہش کو روک نہ سکا۔ بلکہ دفعۃً جب اوسکا چچا کاروان کے ساتھ ملک سریان کی طرف جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہونے لگا تو یہہ اوسکو چمٹ گیا اور منت و الحاح سے اوسکے ہمراہ جانے کی اجازت کی درخواست کی اور یہہ بھی کہا کہ چچا! جب تو دور چلا جائیگا میری خبر گیری کون کریگا۔ یہہ منت و سماجت جو رحمدل ابو طالب کے سامنے کی گئی تھی

رائگان نہ گئی۔ اسنے یہہ بہی خیال کیا کہ یہہ لڑکا اب اس عمر کو پہونچ گیا ہے جبکہ ملک عرب کے دستور کے موافق اوسکو زندگی کے جہگڑون بکھیڑون مین عملی طور پر داخل ہونا چاہئے۔ اور اسکو یہہ لیاقت حاصل ہو گئی ہے کہ کاروان کے فرائض کو ادا کرسکے۔ اسلئے اوسنے اسکی درخواست منظور کی۔ اور ملک سریان کی طرف اوسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔

کاروان کا رستہ اون شہرون مین سے گزرتا تہا جنکے متعلق بیشمار روائتین اور افسانے ہین۔ شام کے وقت جبکہ کاروان مقام کرتا ہے تو عرب لوگ یہہ قصہ کہانیان بیان کرکے حظ اوٹہاتے اور مسرت حاصل کرتے ہین۔ صحرا کے وہ وسیع اور سنسان مقامات جنمین یہہ سیاح قوم اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ بسر کرتی ہے بہت سے اوہام و توہمات پیدا کردیتے ہین۔ عرب والونکے خیال مین ان سنسان مقامات مین اچہے اور برے جن آباد ہین جنکے متعلق یہہ لوگ کئی طرح کی جادو و سحر کی کہانیان بیان کرتے ہین جو گزشتہ زمانہ کے عجیب و غریب واقعات کے ساتہہ مخلوط ہوتی ہین۔

کاروان کی ان کہانیون سے محمدؐ کا نوجوان دل صحرا کے ان توہمات و اوہام سے بیشک متاثر اور رنگ پذیر ہو گیا تہا جو من بعد اوسکے حافظہ مین مستقل طور پر جم گئے تہے اور اوسکے خیالات و قیاسات پر نہائت اثر کرتے رہتے تہے۔ ہم دو روائیتون کا بالتخصیص ذکر کرتے ہین جو اوسنے بیشک اس موقع پر سنی ہونگی اور جنکو اوسنے بعد ازان قرآن مین مندرج کیا۔ ایک تو حجاز کے پہاڑی علاقہ کے متعلق ہے۔ جب یہان کاروان سنسان اور اجاڑ وادیون مین سے گزر رہا تہا پہاڑون کے اطراف مین غار دیکہے گئے جنمین بنی ثمود کسی زمانہ مین رہتے تہے اور اب عرب کے مفقود اقوام مین شمار کئے گئے تہے۔ انکے متعلق مفصلہ ذیل روائت بیان کی گئی تہی۔

بنی ثمود ایک بڑی قوی اور مغرور قوم تہی جو پیغمبر ابراہیم کے زمانہ سے پہلے تہی چونکہ یہہ قوم بت پرستی مین مستغرق ہو گئی تہی خدا نے انکی ہدایت کے لیئے ایک۔

پیغمبر کو جسکا نام صالح تہا انکے پاس بہیجا۔ ان لوگون نے اسکی ہدایت و نصیحت کے سننے سے انکار کیا اور کہا کہ جبتک کہ تو اپنی آسمانی رسالت کی صداقت کو معجزہ سے ثابت نہ کرے ہم تیری بات قبول نہین کرینگے۔ اور معجزہ یہہ طلب کیا کہ ایک حاملہ اونٹنی پہاڑون کے اندر سے نکلے۔ صالح نے خدا سے درخواست کی۔ اوسیوقت ایک چٹان شق ہوگیا اور اوسمین سے ایک اونٹنی نکلی اور اسنے آتے ہی بچہ دیا۔

بنی ثمود مین سے بعض کو تو اس معجزہ پر یقین ہوگیا اور وہ صالح کی رسالت پر ایمان لاکر بت پرستی سے تائب ہوئے۔ مگر اکثر لوگ اپنے اصلی مذہب پر قایم رہے۔ صالح اس اونٹنی کو بطور ایک نشان کے اونکے درمیان چہوڑ گیا اور اون کو مطلع کر گیا کہ اگر تم اس اونٹنی کو ذرہ بہی تکلیف یا ایذا دوگے تو خدا کا قہر تمپر نازل ہوگا۔ کچہہ عرصہ تک تو یہہ اونٹنی اونکے کہیتون مین بآرام تمام چرتی رہی۔ صبح کو چلی جاتی اور شام کو آجاتی ہان یہہ درست ہے کہ جب وہ پانی پینے کے لئے کسی کنوئین یا چشمہ پر گردن جہکاتی تہی تو ایک قطرہ بہی پانی کا باقی نہین چہوڑتی تہی۔ مگر اسکے عوض مین اسقدر دودہ دیتی تہی جو ساری قوم کے لئے کافی و وافی ہوتا تہا۔ چونکہ وہ اونٹنی دوسرے اونٹون کو ڈراکر چراگاہ سے بہگا دیتی تہی۔ بنی ثمود کے لئے یہہ ایک سخت تکلیف کا باعث معلوم ہوئی۔ اوہنون نے اوسکے کونچون کو جکڑ کر اوسکو ذبح کر ڈالا۔ اسپر آسمان سے ایک ہولناک شور کی آواز آئی اور بڑے زور سے بادل گرجے۔ صبح کو تمام گنہگار اپنے منہ کے بل گرے ہوئے مردہ پائے گئے۔ اسطرح سے یہہ قوم سطح زمین سے نیست و نابود ہوگئی اور انکا ملک ہمیشہ کے لئے قہر الٰہی مین پڑا۔

اس کہانی نے محمد کے دل پر نہائیت زبردست اثر کیا حتی کہ بعدہ اوسنے اپنے لوگون کو یہان کبہی نہ اوترنے دیا۔ بلکہ یہان سے بہت جلدی آگے لیجایا کرتا تہا کہ یہہ ملک قہر الٰہی مین پڑا ہوا ہے۔

دوسری کہانی جو محمد نے اس سفر مین سنی تھی وہ شہر ایلا کے متعلق ہے جو بحیرہ قلزم پر واقع ہے۔ اسکو بتلایا گیا تھا کہ اس شہر مین یہودی لوگ رہا کرتے تھے جو بت پرستی مین پڑ گئے تھے اور یوم السبت کا بھی کچھ لحاظ نہین کرتے تھے بلکہ اس مقدس دن مین مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے تھے۔ اس جرم مین انکی صورتین مسخ ہو گئین۔ بوڑھے اور مسن آدمی تو خنازیر بنائے گئے اور جوانون کو بندرون کی صورت دی گئی۔

ہمنے ان دو روایتون کو بالتخصیص اسلئے بیان کیا ہے کہ محمد نے ان دونون کو بت پرستی کے جرم کی آسمانی سزا اور قہر الٰہی کے نزول کی تمثیل دی ہے۔ یہہ روایتین اوس میلان کا بخوبی ثبوت دی رہی ہین جو اوسکے جوان اور صاف دل مین اس اہم امر کی نسبت پیدا ہوا تھا۔

مسلمان مورخ اس سفر کے متعلق حسب معمول کئی عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہین جو اس جوان لڑکے کو پیش آئے۔ اور جو خدا کی متواتر حفاظت و حمایت کی شہادت دیتے ہین۔ ایک موقع پر جبکہ وہ صحرا کی جلتی ہوئی ریگ سے گزر رہا تھا ایک فرشتہ نے جسے کوئی نہین دیکھتا تھا اپنے پرون سے محمد پر سایہ رکھا۔ مگر اس معجزہ کا کوئی چشمدید گواہ نہین ہے۔ ایک اور موقع پر دوپہر کی گرمی مین اوسکے سر پر ایک بادل کا سایہ تھا۔ ایک اور موقع پر جبکہ وہ سایہ کی تلاش مین ایک خشک درخت کے نیچے گیا فی الفور اوسکے پتے اور شگوفے نکل آئے۔

موابیت اور امونیت کی قدیمی حدود سے گزر کر جسکا ذکر انجیل مقدس مین بھی آیا ہے کاروان شہر بصرہ مین جو ملک حوران کی حدود پر قوم مناصح کے علاقہ مین جاردن کے پار واقع ہے پہونچا۔ انجیل مقدس کے زمانہ مین یہہ شہر یہودیون کے ایک مذہبی گروہ کا مسکن تھا لیکن اسوقت جبکہ یہہ کاروان وہان پہونچا نیسٹوریہ کے عیسائی

یہان آباد تھے۔ بصرہ ایک بڑا بھاری تجارت گاہ تھا۔ ہر سال یہان کاروان آیا کرتے تھے۔ یہان ہمارے کاروان نے مقام کیا اور نسطوریہ کے راہبون کے صومعہ کے نزدیک خیمہ زن ہوا۔

ان عیسائیون نے ابوطالب اور اوسکے بھتیجے کی نہایت فراخ حوصلگی سے مہمانداری کی۔ انہین سے ایک جسکو سرجیس اور بعض بحیرہ* کہتے ہین محمد کی ذہانت و جودت طبع دیکھکر متعجب و حیران رہ گیا۔ اور اوسکے پرجوش اشتیاق سے جو مذہبی معاملات مین آگاہی حاصل کرنے کے لیئے تھا نہایت خوش ہوا۔ ان معاملات پر وہ اکثر باہم گفتگو کرتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ ان تقریرون کے درمیان راہب نے اوس بت پرستی کے برخلاف ضرور بہت جد و جہد کی ہوگی جسمین محمد نے تربیت پائی تھی کیونکہ نسطوریہ فرقہ کے عیسائی نہ صرف بت پرستی ہی کے سخت دشمن تھے بلکہ اونپر اتفاقیہ نظر پڑجانے کو بھی بہت برا جانتے تھے اور اس امر مین اونہین یہانتک اصرار تھا کہ صلیب جو عیسوی مذہب کی ایک عام اور عالمگیر علامت ہے اوسکو بھی ممنوعات مین شمار کرتے تھے۔ بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ محمد کو جو واقفیت عیسوی مذہب کے اصول و روایات کے متعلق تھی اور جسکی اشاعت وہ من بعد کرتا رہا اسی راہب کی گفتگو کا نتیجہ تھا۔ غالباً اسکے بعد بھی جب کبھی محمد ملک سریان مین جاتا رہا ہے اس راہب سے گفتگو کرتا رہا ہے۔

مسلمان مورخون کا بیان ہے کہ اس راہب کو جو اس اجنبی لڑکے کے ساتھہ اسقدر لگاؤ اور اُنس ہوگیا تھا اسکی وجہ یہہ تھی کہ اوسنے اتفاق سے محمد کے دونون شانون کے درمیان مہر نبوت کو دیکھہ لیا تھا۔ انکا بیان ہے کہ جب ابوطالب مکہ کی طرف واپس آنے لگا تو راہب نے اوسے آگاہ کیا کہ خبردار رہو۔ مبادا تمہارا بھتیجا یہودیون

---

* بعض کا قول ہے کہ یہہ دونون نام اون راہبون کے ہین جو محمد کے ساتھہ گفتگو کرتے رہتے تھے ۱۲

کے ہاتہ مین پڑجاوے۔ اس راہب نے اپنے علم سے معلوم کرلیا تہا کہ یہہ قوم اس جوان لڑکے کو بہت تکلیف دیگی۔

ایک راہب نے جو اور لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کرنے کا نہایت ہی خواہشمند تہا ایک طباع و جویاے راز جوان کے ساتہ تعلق اور لگاوٗ پیدا کرلیا تہا تو اوسکے لئے کسی معجزہ یا مشاہدہ کی ضرورت نہ تھی۔ ایسا جوان جو کعبہ کے متولی کا بھتیجا اور اغلب تہا کہ وہ اپنے نازک اور بے لوث دل مین مذہب عیسوی کے اصول کو جگہ دیکر مکہ تک اپنے ساتہ لیجا۔ اس راہب کے لئے یہہ بھی ضروری تہا کہ وہ بڑی ہوشیاری سے اس بات کی احتیاط کرتا کہ جس ذہین نوجوان لڑکے کو وہ اپنے مریدون مین داخل کرنا چاہتا تہا اور جسکا مذہب دل ہنوز کسی مذہب کے اصول پر قرار پزیر نہین ہوا تہا وہ یہودیون کے پہندے مین نہ پہنس جاوے۔

محمد جب مکہ کو واپس آیا تو اوسکا خیال اون وحشی اور عجیب غریب فسانون سے ملا تہا جو اوسنے صحرا مین سنے تہے اور اون مذہبی عقاید نے جو نسٹوریہ کے صومعہ مین اوسنے سنے تہے اوسکے دل پر نہایت ہی اثر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد اسکے بعد ہمیشہ کے لئے ملک سریان کو نہایت ادب و تعظیم سے یاد کرتا رہا ہے۔ غالبا اسکی وجہ یہہ تہی کہ محمد کے دل پر مذہبی اصول اسی ملک مین نقش حجر ہوئے تہے۔

یہہ وہ سرزمین ہے جہان پیغمبر ابراہیم ملک کلدیہ سے گیا تہا اور اپنے ساتہ حقیقی خدا کی عبادت و پرستش لے گیا تہا[له]۔ اسکے بعد محمد یہہ کہا کرتا "بیشک خدا نے اپنے کلام کے محافظون کو ہمیشہ ملک سریان مین قایم رکھا ہے۔ ان محافظون کی تعداد

[له] پیغمبر ابراہیم کے بت پرستی سے نکل کر سچے دین مین آنے کا حال قرآن کے چھٹے سیپارہ مین لکھا ہے کہ وہ پہلے کسطرح ستارہ چاند اور آفتاب کو خدا سمجھتا تہا اور انکے غروب ہو جانے پر کس طرح اوسکا یقین متزلزل ہوا اور کس طرح اوسنے حقیقی صانع کو اپنا معبود قرار دیا۔

بہم ہے - جب ایک مرجاتا ہے تو دوسرا اوسکی جگہ بہیجا جاتا ہے اور اونکی برکت سے یہہ ملک مبارک ہے" - پہر یہہ کہتا ہے "خدا الملک سریان کے باشندون کو خوش و خورم رکہے - کیونکہ خداے رحمان کے فرشتے اونکو اپنے پرون کے سایہ مین رکہتے ہین"

(دیکہو کتاب مشکوۃ المصابیح جلد ۲ صفحہ ۸۱۲)

محمد کے تجارتی کام اور خدیجہ کے ساتہہ اوسکی شادی

محمد اب زندگی کے جہگڑون اور کاروبار مین پورا پورا داخل ہوگیا تہا اور اپنے چچاؤن کے بہت سے سفرون مین آیا جایا کرتا تہا ایک دفعہ اپنی عمر کے سولہوین سال مین اپنے چچا زبیر کے ہمراہ کاروان کے ساتہہ یمن کو گیا - ایک اور موقع پر اسی چچا کے ساتہہ جبکہ اوسنے قبیلہ کنانیت کی اعانت مین فرقہ ہوازن پر قبائل قریش کو لیکر یورش کی تہی محمد زرہ بردار ہوکر گیا - مذکور ہے کہ یہہ پہلی دفعہ تہی کہ محمد نے جنگ مین شامل ہونے کی کوشش کی - گو اس جنگ مین اسنے سوائے اسکے کوئی کام نہین کیا کہ اپنے چچا کے لئے عین میدان کارزار مین تیر وغیرہ بہم پہونچا کے اور دشمنون کے تیرون سے اوسکو بچایا - عرب والون کے درمیان یہہ معرکہ قتال الفجر یعنی ناپاک جنگ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ حج کے حرام مہینو مین کیا گیا تہا -

جون جون محمد عمر مین بڑہتا گیا عرب کے مختلف لوگ اوسکو اپنا گماشتہ مقرر کرکے کاروانون کے ساتہہ یمن سریا و دیگر ممالک مین روانہ کرتے رہے - ان اتفاقی امور سے اوسکی تحقیق و تفتیش کا میدان وسیع ہوتا گیا اور نوع انسانی کے خصائل و معاملات مین اوسکے معلومات ترقی کرتے گئے - محمد میلون مین بہی شامل ہوا کرتا تہا - عربستان مین یہہ میلے صرف ترقی تجارت و بیوپار ہی کے لئے نہین ہوا کرتے

تھے۔ بلکہ ان میلون مین اکثر مشاعرے بھی ہوا کرتے تھے جن سے نظم کو ترقی دینا مقصود تھا۔ ان معرکون مین جو لوگ فتحیاب ہوتے تھے اونکا کلام شاہزادون اور امرا کے کتب خانون مین رکھا جاتا تھا۔ اُنخد کے میلہ مین خصوصاً یہہ کارروائی ضرور ہوا کرتی تھی۔ یہان کے میلے مین سات قصیدون کے واسطے جنھین سبعہ معلقہ کہتے ہین سات شاعرون کو انعام ملا اور اعزاز کے طور پر یہہ ساتون قصیدے کعبہ مین لٹکائے گئے۔ ان میلون مین عرب کے مشہور و معروف قصہ خوان روایتین اور فسانے بھی بیان کیا کرتے تھے۔ اور مختلف مذہب کے اصول و فروع پر بھی مباحثے ہوا کرتے تھے جو عرب مین اوسوقت رائج تھے۔ اس قسم کے تقریبی وسایل سے محمد نے مختلف مذاہب و ملل کے متعلق وہ وسیع اور متنوعہ آگاہی حاصل کی جو بعد ازان دین اسلام مین اوسکے بہت کام آئی۔

انہی دنون مکہ کے درمیان خاندان قریش کی ایک بیوہ عورت خدیجہ نام رہتی تھی یہہ دو دفعہ شادی کر چکی تھی۔ اسکے پچھلے خاوند کو جو ایک متمول سوداگر تھا مرے ہوئے کچھہ بہت عرصہ نہین گزرا تھا۔ اوسکے وسیع کاروبار تجارت کے لئے ایک کارکن کی ضرورت پڑی۔ بیوہ کا ایک بھتیجا جسکا نام خزیمہ تھا۔ وہ تجارتی کار اور سفرون مین محمد کا دوست بن گیا تھا اور محمد کی لیاقت و دیانت کو جو ہر ایک موقع پر اوس سے ظہور مین آتی بخوبی جانتا تھا اوسنے اپنی پھوپھی سے محمد کو گماشتہ اور کارکن بنانے کی تحریک کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد کی ظاہری شکل و شباہت نے بھی اس سفارش کی بہت امداد کی ہوگی کیونکہ اسوقت اسکی عمر پچیس سال کی ہو چکی تھی عربی مورخون کے بیان کے بموجب وہ نہایت وجیہ اور حسین تھا۔ خدیجہ اوسکی ملازمت کی یہانتک خواہشمند ہوئی کہ اوسنے اوسکو معمول سے دوگنا معاوضہ دینے کا اقرار کیا تاکہ وہ اس کاروان کو جسکو وہ ملک سریان کی طرف روانہ کرنا چاہتی تھی

بیجا دے۔ محمد نے اس معاملہ مین اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کیا اور اوسکی صلاح سے یہہ کام منظور کر لیا۔

اس سفر مین خدیجہ کا بھتیجا اور اوسکا غلام میسرہ محمد کے ہمراہ تھے۔ خدیجہ محمد کی کارروائی سے جو اوسنے اپنے فرائض کے انجام دینے مین کی یہانتک خوش اور مطمئن ہوئی کہ اوسنے مقررہ معاوضہ سے اوسکو دوچند دیا۔ پھر اوسنے محمد کو عرب کے جنوبی ممالک مین تجارت کے واسطے بھیجا۔ ہر ایک موقع پر محمد نے اپنے تئین دیانتدار اور قابل اطمینان ثابت کیا۔ خدیجہ کی عمر اسوقت چالیس سال کی تھی اور یہہ نہایت دانا اور تجربہ کار تھی۔ محمد کے اخلاق حمیدہ روز بروز اوسکے دل مین بیٹھتے گئے۔ اور اس خوبصورت اور تر و تازہ جوان کا اشتیاق اوسکے دل مین پیدا ہو گیا۔ عربی روایتون کے بموجب صحیح ہے ایک معجزہ ظہور مین آیا جو خدیجہ کے دل کی کشش کو مضبوط کرنے مین نہایت کارگر ثابت ہوا۔ ایک روز دوپہر کے وقت وہ اپنی لونڈیون سمیت کوٹھے پر کھڑی ہوئی اوس کاروان کی راہ تک رہی تھی جو محمد کی نگرانی مین تھا۔ جونہی کاروان نزدیک پہونچا اوسنے نہایت حیرت اور تعجب سے دیکھا کہ دو فرشتے محمد کو آفتاب کی تمازت سے بچانے کے لئے اوسکے سر پر سایہ کر رہے ہین۔ لونڈیون سے مخاطب ہوکر خدیجہ نے جوش مسرت سے کہا "اللہ کے محبوب کی طرف دیکھو کہ دو فرشتے اوسکی حفاظت کے لئے ساتھہ ہین"۔

اس روایت مین ذکر نہین ہے کہ آیا لونڈیون نے بھی فرشتون اور محمد کو اوسی ارادتمندی کی نگاہ سے دیکھا یا نہین جسطرح کہ خدیجہ نے۔ لیکن اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ وہ بیوہ اپنے گماشتہ کی متجاوز از بشریت خوبیون اور خوارق عادات کی ازبس فریفتہ ہوگئی اور اوسی بیوہ نے اپنے معتبر غلام میسرہ کی معرفت اوسکے ساتھہ شادی کا پیغام کیا۔ اس معاملہ کی کیفیت نہایت سادگی اور اختصار کے ساتھہ بیان کی گئی ہے۔

میسرہ نے محمد سے کہا کہ تم شادی کیون نہین کرتے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین شادی کے لیئے کافی وسایل نہین رکھتا۔ میسرہ نے کہا۔ اگر کوئی دولت مند عورت تیرے ساتھہ شادی کرنا چاہے اور وہ خوبصورت اور عالی خاندان بھی ہو؟ محمد نے کہا وہ عورت کون ہے۔ میسرہ نے کہا۔ خدیجہ۔ محمد نے کہا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ میسرہ نے کہا مین اسکا بندوبست کر دیتا ہون۔ میسرہ اپنی مالکہ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا ملاقات کے لئے وقت مقرر کیا گیا۔ اور یہہ معاملہ اوسی زیرکی اور آمادگی سے انجام پذیر ہوا جو محمد کے تمام معاملات متعلقہ خدیجہ مین نمایان طور پر پائی جاتی تھی۔ خدیجہ کے باپ نے اس تجویز پر صرف اسوجہ سے کسیقدر اعتراض کیا کہ محمد ایک مفلس آدمی ہے اور اوسکو یہہ خیال دامنگیر تھا کہ دولت پر دولت بڑھنی چاہیئے۔ لیکن میسرہ کا خیال نہایت صحیح و درست تھا کہ یہہ صرف دولت ہی ہے جو مجھے اپنی دلی مراد کی دولت حاصل کرنے کے قابل کرتی ہے۔ خدیجہ نے ایک عالی شان ضیافت دی جسمین اوسکا اپنا باپ و دیگر رشتہ دار۔ محمد کے چچا ابو طالب حمزہ مع اور قریشیون کے شریک ہوئے۔ اس جلسہ مین شراب نہایت کثرت سے استعمال کی گئی تھی اور تمام حاضرین جلسہ پر بادہ سرور و انبساط طاری تھی۔ محمد کے افلاس کے متعلق جو اعتراض تھا وہ فراموش ہو گیا تھا جانبین سے عمدہ تقریرین کی گئین یعنی محمد کی طرف سے ابو طالب نے اور خدیجہ کی جانب سے ورقہ نے جو اوسکا رشتہ دار تھا اس شادی کی مناسبت و موزونیت کے بارہ مین سپیچ دی۔ اسکے بعد کابین مقرر کیا گیا۔ اور حسب ضابطہ نکاح منعقد ہوا اور شادی کی تکمیل عمل مین آئی۔ اسکے بعد محمد نے اپنے گھر کے دروازہ کے سامنے ایک اونٹ ذبح کرایا اور غربا کو تقسیم کیا۔ گھر کا دروازہ مہمانون کے لئے کھولا گیا۔ خدیجہ کی لونڈیون نے طنبورہ وغیرہ باجون کے ساتھہ خوش الحانی سے گانا ناچنا شروع کیا۔ بہجت و مسرت سے تمام گھر بھر گیا۔ ابو طالب بھی اپنے بڑھاپے اور نقاہت کو بالائے طاق رکھکر سرمست

و مشہور ہو رہا تھا۔ اوسنے اپنے پاس سے ساڑھے بارہ اوقیہ سونا جو بیس اونٹ کی قیمت کے برابر ہوتا ہے بطور تنبول کے دیا۔ حلیمہ کو جسنے محمد کو دودھ پلایا تھا اس موقع پر شادی مین شامل ہونے کے لئے بلایا گیا تھا اوسکو ۴۰ بھیڑین عطا کی گئین وہ نہایت خوش ہوئی اور اس گلہ کو اپنے ساتھ قبیلہ بنی سعد مین جو صحرا مین تھا لے گئی۔

شادی کے بعد محمد کی طرز معاشرت۔ مذہبی اصلاح کے لئے اوسکا متردد رہنا۔ غزلت و تنہا نشینی کی عادت۔ غار مین انکشاف کا ہونا۔ اور رسالت کا اشتہار

محمد خدیجہ کے ساتھ شادی کرنے کے باعث اپنی شہر کے دولتمندونمین سے ہوگیا اسکی اخلاقی لیاقت کے سبب سے بھی برادری مین اسکا رعب و داب جما ہوا تھا۔ مورخ ابوالفدا کا بیان ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو ہر ایک خوبی عطا کر رکھی تھی جو ایک متدین آدمی کی تکمیل و تہذیب کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہانتک صادق اور متقی اور بُرے خیالات سے اسقدر مبرا تھا کہ عموماً لوگ اوسکو امین کہا کرتے تھے۔ چونکہ اوسکے ہموطنون کے درمیان اوسکی انصاف پژوہی اور دیانت کا نہایت وقر تھا۔ اکثر اوقات لوگ انفصال مقدمات مین اوسی کو منصف بنایا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے جس سے ایسے معاملات مین اوسکی دانشمندی کا کامل ثبوت ملتا ہے۔ کعبہ کی عمارت کی جو آتشزدگی سے خراب ہوگئی تھی مرمت ہو رہی تھی۔ اسوجہ سے سنگ اسود کے اوٹھانے کی ضرورت پڑی۔ مختلف قبایل کے سردارون کے درمیان اس امر پر تنازع ہوا کہ ایسے مقدس کام کے سرانجام دینے کا کون مستحق ہے۔ اونھون نے آپسمین یہہ فیصلہ کیا کہ جو شخص دروازہ حرم مین سب سے پہلے داخل ہوگا اوسکا فیصلہ سب کو منظور کرنا ہوگا

اتفاقاً سب سے پہلے محمد ہی داخل ہوا۔ محمد نے سب کے دعاوی و دلائل سنکر ہدایت کی کہ ایک فراخ کپڑا زمین پر بچھا دو اور حجر اسود اوسکے اوپر رکھدو اور ہر ایک قوم کا سردار اس کپڑے کے ایک ایک گوشہ کو اوٹھائے۔ اسطرح اس مقدس پتھر کو سب نے یکسان طور پر اوٹھا کر مقام مقصود پر رکھدیا اور محمد نے اسے اپنے ہاتھ سے گاڑا۔

خدیجہ کے بطن سے ایک لڑکا اور چار لڑکیاں پیدا ہوئین۔ لڑکے کا نام قاسم تھا۔ اسی سبب سے ملک عرب کے دستور کے موافق محمد کو کبھی کبھی ابو القاسم بھی کہا کرتے تھے۔ یہہ لڑکا بچپن ہی مین مرگیا۔

اس شادی کے بعد محمد کئی سال تک تجارت کرتا رہا اور عرب کے بڑے بڑے میلونمین جاتا رہا۔ کاروان کے ساتھہ دور دراز ملکون کی سیاحت بھی کرتا رہا۔ مگر ان تجارتون اور سیاحتون سے محمد کو چندان منافع نہوا جیسا کہ پہلے خدیجہ کے گماشتہ ہونے کی حیثیت مین ہوا کرتا تھا بلکہ ان کامونمین وہ دولت جو اوسے اپنی بیوی کے ساتھہ ملی تھی بجائے بڑھنے کے گھٹنے لگی بیشک اس دولت نے محمد کو گزر اوقات کے واسطے محنت و مشقت سے مستغنی کر دیا تھا اور اوسکو اپنے دل کے اصلی میلان کی طرف توجہ کرنے کی فرصت دیدی تھی۔ وہ میلان کیا تھا؟ مذہبی خیالات مین عالم استغراق۔ جو بچپن ہی سے نمایان تھا اور ان سفرون اور تجارتون کے درمیان یہود و نصاریٰ کے ساتھہ لین دین کرنے سے اوس میلان کو ترقی ہوتی رہی۔ یہہ یہودی و عیسائی اپنے مذہب کی پابندی کی وجہ سے آلام و مصائب مین مبتلا ہوکر اپنے اپنے گھرون سے نکل گئے تھے لیکن اب ایک قوم یا شہرون کی آبادی کا حصہ بنکر رہتے تھے۔ عرب کے صحراؤن نے بھی جنکے توہمات و افسانون کا ذکر ہم اوپر کرچکے ہین محمد کے پر جوش استغراق کو مدد دی۔ جب سے خدیجہ کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی تب سے اوسکو اپنے گھر ہی مین مذہبی خیالات کو جنبش و تحریک دینے کے لئے ایک آسمانی خبر دینے والا مل گیا تھا۔

یہہ اوسکی بیوی کا چچازاد بہائی ورقہ تہا - یہہ شخص ہمیشہ خیالات مین مستغرق رہتا تہا اور اکثر مذہب تبدیل کرتا رہتا تہا - پیدائش سے موسوی تہا پہر عیسائی ہوا - اسکے علاوہ علم نجوم مین بہی اوسکو کامل دستگاہ تہی - یہہ شخص اسوجہ سے بہی خاص امتیاز اور ذکر کے قابل ہے کہ سب سے پہلے اسی نے انجیل کا ترجمہ عربی زبان مین کیا تہا - خیال کیا گیا ہے کہ محمد نے اسی شخص سے تالمود و مثنو کی روایات و دیگر تحریرون کی نسبت جو من بعد قرآن مین نہایت وسعت و وضاحت کے ساتہہ بیان کی گئی ہین زیادہ تر اطلاع و آگاہی حاصل کی تہی - یہہ آگاہی جو اسقدر مختلف وسایل سے حاصل کی گئی تہی اوسکے زبردست اور قوی حافظہ مین محفوظ تہی اوس بت پرستی کے بالکل متضاد و مخالف تہی جو اوس زمانہ مین نہایت مذموم طور پر تمام عرب مین رائج تہی اور کعبہ مین بڑے شد و مد سے اوسکی تائید کی جاتی تہی - یہہ مقدس مکان رفتہ رفتہ اصنام و بتون سے بہر گیا تہا یہانتک کہ ۳۶۰ بت وہان جمع ہو گئے تہے - یعنی عربی سال کے ہر ایک دن کے لئے ایک بت مقرر تہا - اس مکان مین بہت دور دور دراز ممالک و دیگر اقوام کے دیوتا جمع کئے گئے تہے - سب سے بڑا بت ہبال کے نام سے موسوم تہا اور ملک سریان سے لایا گیا تہا - اسکو بارش کا موکل خیال کرتے تہے اسمین ابراہیم و اسمٰعیل کے بہی بت تہے جنکی تعظیم و تکریم بہی ویسی ہی ہوتی تہی جیسی کہ اصل پیغمبرون اور بانیان نسل کی ہوا کرتی تہی - لیکن اب ان بتون کے ہاتہہ مین تیر و کمان دی گئی تہی جو سحر اور جادو کی علامات ہین - محمد کا زیرک دل جوان جون روحانی و آسمانی مذاہب پر غور و فکر کرتا تہا اوسکو بت پرستی کی قباحتین واضح طور پہ معلوم ہوتی جاتی تہین - قرآن کی اکثر آیات سے وہ دامنگیر خیال ظاہر ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ اوسکے دل مین پیدا ہوا اور جسنے آخر کار اوسکے تمام دیگر خیالات و افعال پر تصرف و تغلب کر لیا تہا - وہ خیال مذہبی اصلاح تہی - اوسکا یقین واثق یہہ تہا اور یہہ یقین اون تمام چیزون کا نتیجہ اور لباب تہا جو اوسنے سیکہی تہین اور جن پر اوسنے غور و تامل کیا تہا کہ سچا مذہب صرف

آدم پر اوسکی پیدائش کے وقت منکشف ہوا تہا۔ اور اون دنون مین جبکہ دنیا گناہ و ذنوب کے لوث سے بالکل پاک و صاف تہی اوس سچے مذہب کی اشاعت بذریعہ وحی ہوتی تہی۔ اس مذہب نے صرف ایک خدا کی جو خالق کائنات ہے پرستش کی ہدایت کی ہے۔ علاوہ اسکے یہہ بہی اوسکا یقین تہا کہ یہہ مذہب جو اسقدر سادہ اور عالی مرتبہ ہے اکثر انسانون نے اوسے بدعات سے مخلوط کرکے خراب کر دیا ہے خصوصاً بت پرستی نے تو اسکا ستیاناس ہی کر دیا ہے۔ اسیوجہ سے وقتاً فوقتاً پیغمبرون کا ایک سلسلہ جنکو حاکم علے الاطلاق کی طرف سے الہام ہوتا تہا بشارت و معجزات کے ساتہہ مبعوث ہوتا رہا ہے تاکہ اوس مذہب کو اوسکی اصلی صفائی و سادگی پر لاوے۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسی اور عیسی ایسے ہی پیغمبر تہے۔ انہین سے ہر ایک نے اوسی سچے مذہب کو دنیا مین بحال و تازہ کیا لیکن اوسکے معتقدون و پیرون نے پہر اوسکو خراب و مخلوط کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین جسکی ابراہیم نے ملک چلدیہ سے نکلکر تلقین کی تہی محمد کے دل مین ایک خاص مذہبی معیار ٹہیرا ہوا تہا۔ اسکی وجہ شاید وہ تعظیم و تکریم تہی جو ابراہیم کی اسمعیل کے باپ ہونے کی وجہ سے کی جاتی تہی جو محمد کی نسل و قوم کا جد اعلے تہا۔ محمد کو اس امر کا القا ہوا کہ اب ایک تازہ اصلاح کا وقت آگیا ہے۔ دنیا پہر ایک اندہا دہند مین پڑگئی ہے۔ اب دنیا کے لئے ایک اور پیغمبر کی ضرورت ہے جو حاکم علے الاطلاق کے حکم سے آکر بنی آدم کو راہ راست بتلاوے اور کعبہ کی پرستش کو اوسی نہج و طریق پر لاوے جو ابراہیم و دیگر انبیا کے زمانہ مین تہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی رسالت اور اوسکی الہامی اصلاحون کے امکان نے اوسکے دل پر احاطہ و تصرف کر لیا اور اسکے لئے اسنے استغراق و تخیل کی عادت پیدا کی جو زندگی کے معمولی کاروبار اور دنیا کے دہندون کے بالکل برخلاف ہے۔ ہمکو بتلایا گیا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ معمولی مجلسون اور محفلون سے کنارہ کش ہونے لگا اور کوہ حرا کی ایک تنہا غار مین جانے لگا۔ یہہ پہاڑ مکہ سے

تین فرسنگ کے فاصلہ پر سمت شمال واقع ہے۔ یہان وہ عیسائی راہبون کی طرح جو صحرا مین رہتے تھے کئی شبانہ روز متواتر عبادت و مراقبہ مین پڑا رہتا۔ رمضان کا سارا مہینا جو عرب والون کے نزدیک مقدس قرار دیا گیا تہا ہمیشہ اسیطرح اعتکاف مین گزارتا تہا۔ ایک ہی مضمون پر دل کے اسقدر عمیق غوض نے جسمین روحانی گرمجوشی بہی ملی ہوئی تہی اسکے جسم پر سخت اثر کیا ہوگا۔ یہانتک کہ وہ خواب وجدان اور بیخودی کا مغلوب و عادی ہوگیا۔ اوسکے ایک مورخ کا بیان ہے کہ متواتر چہہ ماہ تک اوسکو اپنے ان محرک خیالات کے خواب آتے رہے۔ کئی دفعہ وہ ایسا گم و بےخود ہو جاتا کہ اوسکو اپنے آس پاس کی چیزون کی کچہہ خبر نہ رہتی اور بےحس و بیہوش زمین پر پڑا رہتا۔ خدیجہ جو بعض اوقات اوسکی عزلت گاہ مین اوسکی وفادار اور سچی خیرخواہ تہی ان بیخودیون اور غشون کو فکر و تردد سے دیکہتی اور ان کا سبب دریافت کرنے کے لئے منت و سماجت کرتی۔ لیکن محمد یا تو باتون مین ٹال دیتا یا کوئی گول مول جواب دیدیتا اسکے بعض مخالف تو ان غشون کا باعث صرع قرار دیتے ہین لیکن ارادتمند مسلمانون کے نزدیک یہہ رسالت و پیغمبری کی ابتدائی کارروائی تہی۔ اونکا بیان ہے کہ اسوقت سے تجلیات الہی اوسکے دل پر وارد ہوگئے تھے گو مکمل طور پر نہین تھے اور اوسکا دل ایسے مکاشفات کے بوجہہ سے دب رہا تہا۔ مذکور ہے کہ جو خواب مین ایک سایہ کی طرح بتلایا جاتا تہا۔ آخرکار نمایان اور ممیز طریقہ پر ایک فرشتہ کی صورت مین ظاہر ہونے لگا۔

اوسکی عمر کا چالیسوان سال تہا جبکہ یہہ مشہور و معروف انکشاف وقوع مین آیا۔

اہل اسلام اسکو اسطرح بیان کرتے ہین کہ گویا اوسکی اپنی زبان سے سنا ہوا ہے۔ قرآن کی چند آیات مین بہی اسکا ذکر ہے۔ حسب معمول وہ رمضان کا مہینا غار کوہ حرا مین بسر کر رہا تہا۔ روزہ نماز اور اعتکاف سے روحانی صحت کی سوچ و فکر مین اپنے خیالات کی بلند پروازی کی کوشش کر رہا تہا۔ یہہ اوس رات کا واقعہ ہے جسکو عرب والے لیلۃالقدر

(اندازہ کرنے کی رات) کہتے ہین۔ یہہ وہ رات ہی جسمین قرآن کے رو سے فرشتے
زمین پر نازل ہوتے ہین اور جبرائیل خدا کے احکام نیچے لاتا ہے۔ اس رات دنیا مین
بالکل امن ہوتا ہے اور تا طلوع آفتاب ایک مقدس خاموشی تمام قدرت پر مسلط
اور طاری ہوتی ہے۔ اس رات جب محمد اپنا لبادہ (رزائی) اوڑھے چپ چاپ قائم
اللیل بیٹھا تھا اوسنے ایک آواز سنی جو اوسے اپنی طرف مخاطب کرتی تھی
جب محمد نے اپنا سر ننگا کیا تو اس کثرت سے ایک روشنی نمودار ہوئی کہ وہ برداشت
نہ کر سکا اور غش کر گیا۔ جب ہوش مین آیا تو اوسنے انسانی شکل مین ایک فرشتہ
دیکھا جو فاصلے سے اوسکے نزدیک آیا اور اوسے ایک ریشمی پارچہ دکھلایا جسپر تمام
حروف لکھے ہوئے تھے۔ فرشتہ نے کہا پڑہو۔ محمد نے جواب دیا کہ مین ان پڑھ ہون
فرشتہ نے پہر کہا اوس خدا کے نام سے جسنے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور جسنے
انسان کو قطرہ خون سے بنایا ہے۔ اور اوس قادر علی الاطلاق کے نام سے پڑہو جسنے
انسان کو قلم کا استعمال سکھایا اور جو علم کی روشنی اور ضیا اوسکی روح پر ڈالتا ہے اور اوسکو
وہ چیز سکھاتا ہے جسکو وہ نہین جانتا۔ اسپر محمد کو معلوم ہوا کہ اوسکی عقل آسمانی روشنی
سے منور ہو گئی ہے اور جو کچھہ اوس پارچہ پر لکھا تھا پڑھ لیا۔ یہہ وہ احکام الٰہی تھے جو بعد
قرآن مین مشتہر ہوئے۔ جب محمد پڑھ چکا تو اوس آسمانی قاصد نے کہا اے محمد تو
بیشک رسول خدا ہے اور مین اوسکا فرستادہ جبرائیل ہون۔

مذکور ہے کہ محمد صبح کے وقت گھبرایا ہوا اور ہانپتا کانپتا خدیجہ کے پاس آیا
یہہ نہین جانتا تھا کہ جو کچھہ اوسنے دیکھا اور سنا ہے ضرور درست ہے۔ اور وہ اوس مذہبی
اصلاح کے لئے جو مدت مدید سے اوسکے پیش نہاد خاطر تھی خدا کی طرف سے پیغمبر قرار دیا
گیا ہے۔ یا یہہ صرف وہم اور خیال کا دہوکا ہے۔ یا کسی بہوت اور شیطان کا وسوسہ ہے جو
نہایت ہی برا ہے۔ خدیجہ محمد کی ہر ایک بات کو ایمان کی آنکھہ اور محبت بھرے اعتقاد

سے دیکھتی اور اوسپر یقین کرتی تھی۔ اس بیان سے عورت کو اپنے خاوند کی خواہشون کا پہل اور اوسکی محنتون اور تکلیفون کا خاتمہ نظر آیا۔ اسنے کہا ای محمد تو بہت بڑی خوشخبری لایا ہے۔ مجھے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری روح ہے کہ مین اس بعد تجھکو اپنی قوم کا پیغمبر سمجھونگی اسنے محمد کو حیرت مین دیکھکر کہا۔ خوش ہو۔ اللہ تجھے شرمندہ نہین کریگا۔ کیا تو ہمیشہ اپنے لواحقون سے محبت کرنے والا۔ اپنے ہمسایون پر مہربان غربا کے لئے سخی۔ اجنبیون کے لئے مہمان نواز۔ قول کا پورا۔ اور صداقت کا حامی نہین رہا ہے

خدیجہ نے جو کچھہ سنا تھا فی الفور اپنے چچا زاد بہائی ورقہ سے کہا۔ یہہ وہی شخص ہے جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین کہ اسنے انجیل کا عربی مین ترجمہ کیا تھا۔ اور ہم یہہ بات دکھلا چکے ہین کہ یہہ شخص محمد کے اپنے گہر مین مذہبی خیالات کے متعلق اوسکو غیب کی بشارتین دیا کرتا تھا۔ اسنے اس پر اعجاز بیان کو نہایت شوق و شغف سے سنکر قبول کیا اور کہا ای خدیجہ مجھے قسم ہے جسکے ہاتھہ مین ورقہ کی روح ہے کہ تو سچ کہتی ہے۔ وہ فرشتہ جو تیرے شوہر کے پاس آیا ہے وہی ہے جو اگلے زمانہ مین موسی بن عمران کے پاس آیا کرتا تھا۔ اوسکا بیان بالکل راست اور درست ہے اور تیرا شوہر بیشک پیغمبر ہے۔

مذکور ہے کہ ورقہ کے اس گرمجوش اتفاق رائے نے محمد کے مذبذب دل کو مضبوط و مستحکم کرنے مین عمدہ اثر کیا*

---

* ڈاکٹر گستبو ویل نے ایک نوٹ مین جو محمد پیغمبر کے متعلق ہے محمد کے مصروع ہونے کے مسئلہ پر بحث کی ہے۔ یہہ امر عیسائی مورخون اور محمد کے دشمنون کا عموماً اتہام قرار دیا گیا ہے مگر تاہم بہت سے متقدمین اہل اسلام سوانح نگارون نے اون لوگون کی سند و شہادت سے جو محمد کے پاس رہا کرتے تھے تحریر و تصدیق کیا ہے۔ اونکا بیان ہے کہ وہ ایک شدید لرزہ مین ماخوذ ہو جایا کرتا تھا جسکے بعد غشی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اوسوقت خواہ کیسا ہی سرد موسم ہو اوسکی پیشانی سے پسینہ ٹپکا کرتا تھا۔ اوسکی آنکھین بند ہو جاتی تھین۔ منہ سے کف نکلتی تھی۔ اور وہ اونٹ کے بچہ کی طرح چیختا اور چلاتا تھا۔ عائشہ جو اوسکی ایک بیوی تھی اور زید جو اوسکے خادمون مین سے تھا یہہ دونون بطور چشمدید گواہون کے بیان کئے گئے ہین۔ یہہ لوگ اس حالت کو انکشاف علم لدنی کا اثر سمجھتے تھے۔ مگر یہہ حالت اوسپر کمسنی مین ہی وارد ہوتی رہی ہے جبکہ قرآن کا نزول شروع نہین ہوا تھا۔ خدیجہ کو اکثر خوف و خدشہ (دیکھو صفحہ ۴۳)

محمد کا خفیہ طور پر اور بتدریج اپنے اصول کو مشتہر کرنا

زیادہ تر الہامات و اوامر کا حاصل کرنا اور اونکا لوگون کو تلقین کرنا۔ وہ طریقہ جس سے یہہ الہامات و اوامر آئے

علی کی گرمجوش ارادت اور عیسائیونکی بُری فال

کچھہ عرصہ تک محمد نے اپنے الہامات اپنے گہر کے آدمیون تک ہی محدود رکہے۔ سب سے پہلا شخص جو ایمان لایا وہ زید اوسکا غلام تہا جو عرب کے خاندان کلاب مین سے تہا۔ یہہ نوجوان عرب بچپن ہی مین قریشیون کی ایک لوٹیری جماعت کے قابو آگیا تہا۔ اور یا تو خدیجہ سے یا تقسیم سے محمد کے قبضہ مین آیا تہا۔ بہت برسون کے بعد جب اوسکے باپ نے سنا کہ وہ مکہ مین ہے وہ آیا اور اوسکی آزادی کے لئے بہت سا روپیہ فدیہ دینا چاہا۔ محمد نے اوسکے باپ سے کہا کہ اگر یہہ تیرے ساتہہ جانا چاہتا ہے تو بیشک بغیر کسی فدیہ کے جاسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا پسند کرے تو مین کیون نہ اوسے رکہون۔ زید نے کہا کہ مین یہین رہونگا۔ یہان میرے ساتہہ بیٹون کی طرح سلوک کیا جاتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) ہو جاتا تہا کہ یہہ کسی جن بہوت کا سایہ ہے اور اوسنے کسی منتری اور جہاڑ پہونک یا گنڈا تعویذ کرنے والے کو بلانا بہی چاہا لیکن محمد نے اوسکو منع کر دیا۔ محمد یہہ نہین چاہتا تہا کہ ایسی غشی کی حالت مین کوئی اوسے دیکہے۔ مگر اوسکی یہہ حالت ہمیشہ الہام اور وحی کے ماقبل نہین ہوا کرتی تہی۔ مذکور ہے کہ حارث ابن ہشام نے ایک دفعہ محمد سے پوچہا کہ الہام و انکشاف کس طریقہ پر ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کہ اکثر فرشتہ انسان کی شکل مین میرے پاس آتا ہے اور کلام کرتا ہے۔ بعض اوقات مین گہنٹیون کی سی آواز سنتا ہون لیکن کچھہ دیکہہ نہین سکتا (یاد رہے کہ کانون مین گہنٹیون کا بجنا صرع کی علامت ہے) جب وہ غائب از نظر فرشتہ چلا جاتا ہے جو کچھہ پیغام وہ دے جاتا ہے مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ اوسنے یہہ بہی ظاہر کیا کہ بعض الہامات براہ راست خدا سے ملے ہین۔ اور بعض بذریعہ خواب۔ اوسکا بیان ہے کہ پیغمبرون کے خواب الہام ہوتے ہین۔

اس عجیب و غریب آدمی کے غامض حالات کی تحقیق و تفتیش کے لئے مندرجہ بالا نوٹ ناظرین کے بہت کارآمد ہوگا

نہ کہ غلامون کی طرح - اسکے بعد محمد نے اوسکو علانیہ طور پر تبنیت مین لے لیا - اور وہ بہی ہمیشہ بمحبت بہری غلامی مین اوسکے ساتہہ رہا - اسلام قبول کرنے پر وہ بہمہ وجوہ آزاد کیا گیا تہا - لیکن وہ تمام عمر اوس ارادتمند محبت سے محمد کے ساتہہ رہا جو محمد کو اپنے تمام معتقدون اور تابعین کے دل مین ڈالنے کے لئے خدا کی طرف سے عطا ہوئی تہی پیغمبرانہ دور مین محمد کی ابتدائی کارروائی نہایت خطرناک - مشتبہ اور مخفی تہی ہر ایک طرف سے اوسکو عناد اور دشمنی کا اندیشہ تہا - اپنے لواحق قریشیون سے تو صرف اسوجہ سے کہ اونکی طاقت و حشمت صرف بت پرستی پر منحصر تہی - اور حریف فرقہ قریش یعنی عبد الہشام کی نسل سے اس سبب سے کہ وہ مدت مدید سے ہاشم کی نسل کے ساتہہ حسد وعناد رکہتے تہے اور اب اونکو الحاد و کفر کا الزام لگا کر شور و غل کرنے کا عمدہ موقع مل جاویگا تاکہ وہ ہاشم کی نسل کو کعبہ کی تولیت سے خارج کر دین - حریف فرقہ قریش کا سردار ابو سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الہشام تہا - ابو سفیان ایک لایق اور اولو العزم آدمی تہا - نہایت متمول و رعب داب والا تہا - یہہ شخص محمد کے مخالفون مین سے بڑا مستقل - زبردست طاقتور اور اپنے ارادہ کا پکا تہا [1]

ان مخالف حالات کے سبب سے جدید مذہب کی اشاعت نہایت مخفی اور آہستہ تہی یہانتک کہ ابتدائی تین سال کے عرصہ مین ایمان لانے والون کی تعداد چالیس سے متجاوز نہوئی - اور انمین بہی زیادہ تر نوجوان - اجنبی - اور غلام تہے - انکی نماز کی

---

[1] نیبوہر (اپنے سفرنامہ جلد ۲ مین) قوم حرب کا ذکر کرتا ہے - یہہ قوم پہاڑی علاقہ حجاز مین جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے بہت سے قلاع و دیہات پر قابض و متصرف ہے - انکے قلعے اور برج بڑی ڈہلوان پہاڑیون اور چٹانون پر بنے ہوئے ہین - یہہ کاروانون کو بہت تکلیف دیتے ہین اور لوٹ کہسوٹ بہی کرتے ہین - خیال ہے کہ اس قوم نے اپنا نام ابو سفیان کے باپ سے اخذ کیا ہے جیسا کہ مشہور و معروف قوم امیہ کا نام اوسکے دادا کے نام سے ماخوذ ہے۔

جماعتین خفیہ طور پر منعقد ہوا کرتی تہین یا تو کسی مسلمان کے گہر کے اندر یا مکہ کے قریب دہوار کی ایک غار مین تاہم یہہ خفا اونکو ظلم و تعدی سے محفوظ نہ رکہہ سکا۔ انکی خفیہ مجلس کو دریافت کرکے بہت سے لوگ غار مین گہس آئے اور دنگہ فساد کرنے لگے حملہ آورون مین سے ایک کے سر مین سعد زرہ بردار کے ہاتہہ سے چوٹ لگی۔ سعد اسوجہ سے مسلمانون کے درمیان ممیز و ممتاز ہے کہ پہلے پہل اسی نے اسلام کی خاطر خونریزی کی محمد کے نہایت سخت مخالفون مین سے ایک اوسکا اپنا چچا ابولہب تہا۔ یہہ متمول مغرور اور تند مزاج آدمی تہا۔ اسکا بیٹا مسمّے اوتبا محمد کی تیسری لڑکی رقیہ کے ساتہہ بیاہا ہوا تہا۔ اسطرح یہہ محمد سے دوہرا رشتہ رکہتا تہا۔ ابولہب حریف فرقہ قریش سے بہی رابطہ رکہتا تہا یعنی ابوسفیان کی ہمشیرہ ام جمیل کے ساتہہ بیاہا ہوا تہا اور اپنی اس بیوی اور سالے کا محکوم و تابع تہا۔ وہ اپنے بہتیجے (محمد) کے کفر و رفض پر سخت لعن و طعن کیا کرتا تہا۔ کیونکہ اوسکا خیال تہا کہ یہہ شرک ہمارے خاندان کے لئے موجب بدنامی و ادبار کا ہوگا اور باقی قبایل قریش کو ہمارا دشمن و مخالف بنادیگا محمد اپنے چچا کے اس بغض و کینہ و مزاحمت سے بخوبی آگاہ تہا اور جانتا تہا کہ یہہ اوسکی بیوی ام جمیل کی سازش و تحریکات سے ہے۔ محمد کو ابولہب کی اس حرکت سے زیادہ تر رنج و افسوس اسوجہ سے بہی ہوا کہ یہہ اوسکی بیٹی کے آرام و اوقات بسری مین خلل انداز تہا رقیہ جب اپنے باپ کی ہدایت کی طرف مایل ہوئی تو اوسکا شوہر مع تمام خاندان کے اوسکو لعنت ملامت کرنے لگا۔ یہہ امر اور کئی ایک اور فکر و اندوہ محمد کے دل پر پہنچ گئے جنہون نے اوسکے دل کے تذبذب کو اور بہی بڑہا دیا اور وہ بہت مبتلا اور فرسودہ ہوگیا اور غش اور فقدان حواس کی نوبت بڑہنے لگی۔ اسکے رشتہ دارون نے جو اس کے ساتہہ دلی محبت و انس رکہتے تہے اس متغیر حالت کو معلوم کرلیا اور اونکو اندیشہ ہوا کہ اسکو کوئی سخت عارضہ ہے۔ اکثر لوگون نے بڑے طعن و تشنیع سے اسکو قلبی لغزش کا

مجرم قرار دیا۔ ان تشنیع کرنے والونمین سب سے بڑہکر اوسکی چچی ام جمیل ابو سفیان کی بہن تہی۔

اس جسمانی و قلبی حالت کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوسکو ایک ایسی وحی آئی جسنے حکم دیا کہ اوٹھو ہدایت کرو اور خدا کی عظمت ظاہر کرو۔ اب وہ اپنے دین کی نہایت جرات کے ساتھہ علانیہ طور پر اشاعت کرنے لگا اور پہلے اپنے خاندان اور لواحقین سے شروع ہوا اوسنے اپنی رسالت (جیسا کہ وہ کہا کرتا تہا) کے چوتھے سال خاندان ہاشم کے تمام قریشیون کو کوہ صفا پر جو مکہ کے قریب تہا جمع ہونے کے لئے بلایا اور کہا کہ اسموقع پر مین تمہین چند امور بتلاونگا جو تمہارے لئے فایدہ مند ہین۔ یہہ سب لوگ وہان جمع ہوئے۔ انکے درمیان محمد کا مخالف چچا ابولہب بہی مع اپنی طعن و تشنیع کرنے والی بیوی ام جمیل کے تہا۔ محمد نے اپنی رسالت کے متعلق گفتگو شروع ہی کی تہی اور اپنے الہامات کو ظاہر کرنے ہی لگا تہا کہ ابو جہل نہایت غصہ اور طیش مین آگیا۔ اور محمد کو سخت گالیان دین اور پتھر لیکر مارنے کو آمادہ ہوا کہ اوسنے ایسے نکمے کام کے لئے اشراف قریش کو آنے کی تکلیف دی۔ محمد نے ایک پژمردہ نظر سے اوسکی طرف دیکہا اور اوس ہاتھہ پر جو مارنے اور ڈرانے کے لئے اوٹہایا گیا تہا خدا کی لعنت بہیجی اور پیشین گوئی کی کہ ابولہب دوزخ کی آگ مین دہکیلا جاویگا اور اوسکی بیوی ام جمیل اون لکڑیون کا گٹھا اوٹہاویگی جس سے جہنم کی آگ سلگائی جاویگی۔ اشراف قریش جو جمع ہوئے تہے گہبرا کر پراگندہ ہوگئے۔ ابولہب اور اوسکی بیوی لعنت سے جو اوپر بہیجی ہوئی تہی سخت خفا ہوئے اور اپنے بیٹے اوتہا کو مجبور کیا کہ اپنی بیوی کو گہر سے نکالدے اور اوسکو روتی کلپتی محمد کے پاس واپس بہیجے۔ اوسنے ایساہی کیا۔ مگر رقیہ کو بہت جلد اوسکا نعم البدل مل گیا یعنی عثمان بن عفان نے جو دین اسلام مین داخل ہوچکا تہا بڑی خواہش سے اوسکے ساتھہ نکاح کرلیا۔

گو محمد کو اپنی پہلی کوشش مین ناکامیابی ہوئی لیکن اوسنے ہمت نہ ہاری اور
بنی ہاشم کی ایک اور جماعت کو اپنے گھر مین بلایا اور اونکو ایک پر تکلف ضیافت
دی اور کھڑے ہو کر اونکے روبرو نہایت وضاحت کے ساتہہ الہامات کو بیان
کیا اور کہا کہ ان احکامات کی تبلیغ کے واسطے مین خدا کی طرف سے مامور ہوا ہون۔
اوسنے جوش سے باواز بلند کہا کہ اے عبد المطلب کی اولاد خدائے تعالے نے تمہین
سب آدمیون سے بڑہکر نعمتین عطا کی ہین۔ اوسکے نام سے مین تمہین دنیا کی برکات اور
آخرت کی بہی مسرت کی صلا دیتا ہون۔ تم مین سے کون ہے جو اس صلا کا حصہ لیگا
اور کون میرا بہائی۔ میرا نائب اور میرا وصی بنے گا۔ وہ سب کے سب خاموش تہے۔ کچہہ تو
متعجب اور حیران تہے اور کچہہ حقارت اور بے اعتباری سے تمسخر کرتے تہے۔ آخرکار علی
نے بڑے جوش و خروش کے ساتہہ جو نوجوانی کا لازمہ ہے محمد کی خدمت اوٹہائی
منظور کی۔ اور ساتہہ ہی اسکے نہایت ہی ادب و حیلے سے اپنی صغرسنی و جسمانی
کمزوری کا اعتراف کیا۔ ⁜

محمد نے اس فیاض جوان کے گلے مین بانہہ ڈالکر اوسے چہاتی سے لگایا اور کہا
دیکہہ اے میرے بہائی۔ میرے وصی۔ میرے نائب سب کو تیری بات سننی اور تیری اطاعت
کرنی چاہئے۔

علی جیسے نوجوان کے جوش پر تمام قریش نہایت حقارت کے ساتہہ ہنس پڑے
اور علی کے باپ ابو طالب کو طعن سے کہا کہ اب اپنے بیٹے کے آگے ادب سے سر جہکایا کرو
اور اوسکی متابعت کیا کرو۔

محمد کے دین کو اگرچہ اوسکے لواحقوں اور عزیزون نے اس حقارت و کراہت کی

⁜ اکثر مترجمون نے غلطی کی ہے جو کہتے ہین کہ جب علی نے اپنی خدمات دینے کا اظہار کیا تو اوسنے
ساتہہ ہی اسکے ادن لوگون کو سخت دہمکی دی جو محمد کی مزاحمت کرینگے۔

کی نظر سے دیکھا مگر وہ عام لوگون مین پسندیدگی و قبولیت کا رتبہ حاصل کرتا گیا۔ خصوصًا عورتون کے درمیان جو قدرتًا مظلوم اور مصیبت زدہ فرقہ کی ہمیشہ ہمدردی و جانبداری کیا کرتی ہین - کچھہ عرصہ تک کئی یہودی بھی اوسکے پیرو و معتقد رہے لیکن جب اونھون نے دیکھا کہ یہہ اپنے مریدون اور معتقدون کو اونٹ وغیرہ حیوانات کے گوشت کھانے کی اجازت دیتا ہے جو اونکے مذہب مین ممنوع ہے تو وہ ہٹ گئے اور اوسکے مذہب کو غلیظ و ناپاک سمجھکر ترک کردیا۔

محمد نے اب تمام حجاب بالاے طاق رکھدئے اور اوسکا جوش بہت بڑھ گیا اور وہ علانیہ طور پر اپنے دین کی تلقین کرنے اور اپنے تئین پیغمبر ظاہر کرنے لگا اور دعوے کرتا تھا کہ مجھے خدا نے بت پرستی کے استیصال اور یہود و نصاریٰ کے قوانین کی شدت وحدت کو فرو کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے - وہ اکثر کوہ صفا اور کوہ ابو قبیس پر جو اسمٰعیل و ہاجرہ کی روایات کے سبب بہت مشہور و مقدس خیال کئے جاتے ہین وعظ و ہدایت کیا کرتا تھا اور کوہ حرا اوسکے لئے سینا (کوہ طور) تھا جہان وہ اکثر وجدان کی حالت مین چلا جایا کرتا اور اوس عزلت گاہ سے تازہ احکام قرآنی لایا کرتا تھا۔

پرانے عیسائی مورخ جب اس شخص کی آمد کا حال بیان کرتے ہین جسکو وہ عیسوی مذہب کے عربی دشمن کے نام سے پکارتے ہین اپنے وہم اور وسواس سے بہت سے اعجوبہ اور نادر حادثات کا ذکر کرتے ہین جو اوس وقت وقوع مین آئے اور ان حادثات کو دنیا کی تکالیف و مصائب کا مقدمہ یعنی لین ڈوری قرار دیتے ہین - شہر قسطنطنیہ مین جو اوس زمانہ مین عیسائی سلطنت کا مستقر الخلافہ تھا بہت سی ہولناک علامتین اور عجیب و غریب شکلین ظہور مین آئین جنسے لوگ نہایت خائف و ہراسان ہوگئے - بہت سی مذہبی دہوم دہام والی سواریون مین قسطنطنیہ کے قریب صلیبین (سولیان) خود بخود حرکت مین آئین اور اسطرح پھڑکین کہ تمام ناظرین خوف زدہ ہوگئے - دریاے نیل مین سے

جو قدما کے نزدیک ام النوادر ہے دو شکلین نمودار ہوئین جو مرد و عورت کی معلوم ہوتی تھین یہ پانی کے اوپر آئین اور اپنے اردگرد نہایت حیرت اور خوف کی نگاہ سے دیکھکر پہر امواج دریا مین غرق ہوگئین۔ تمام دن آفتاب اپنے معمولی جرم سے ایک تہائی نظر آتا رہا۔ اور اسکی شعاع بہی نہایت پژمردہ اور زہریلی سی تہی۔ ایک اندہیری رات کے درمیان تمام آسمان مین ایک کانولی (بہٹی) شعلہ سا چمکتا رہا۔ اور دہشتناک شہاب نمودار ہوتے رہے۔ ایسے ہی اور کئی عجیب و غریب امور ظہور مین آئے جو آیندہ تکالیف و مصائب کا پیش خیمہ خیال کئے گئے تہے۔ خدا کے قدیم خدمتگار (پادری) حسرت و افسوس سے اپنا سر دہنتے تہے اور یہہ پیشین گوئی کرتے تہے کہ اب مخالفان مذہب عیسوی کی سلطنت کا دور قریب ہے۔ عیسائیون کو سخت مصیبت و عقوبت اوٹھانی پڑیگی اور گرجے مسمار و منہدم کئے جاوینگے۔ معزز و مقدس پادری جیسی ہلبیدا کا بیان ہے کہ صرف وہ مقدس آدمیون کو جو مذہب کی تکلیفون اور محنتون سے کامیابی کے ساتھہ عبور کر چکے ہین اون غائب و منحوس شگون کی سمجھہ بوجھہ ہوتی ہے جو عیسوی مذہب کی تباہی کے مقدمۃ الجیش ہوتے ہین جیسا کہ پرانے تجربہ کار ملاح ہوا آسمان اور سمندر کی لہرون کو دیکھکر اوس طوفان کی پیشین گوئی کر دیتے ہین جو اونکے جہاز پر آنے والا ہوتا ہے۔ اون مقدس اور پاک آدمیون سے بہت سے جمع ہوکر اپنی پیشین گوئیون کی تکمیل و اتمام کو دیکھتے ہونگے اور جنت کے جہروکون مین نہایت اطمینان اور تسلی کے ساتھہ بیٹھکر عیسوی مذہب کی تکالیف کی طرف ہمدردی کی نگاہ سے جہانکتے ہونگے جیسا کہ اکثر آدمی پہاڑون کی محفوظ چوٹیون پر بیٹھکر اوس طوفان کا ملاحظہ کرتے ہین جو بحر و بر کو غرقاب کرتا ہوا بڑے بڑے جہازون کو تباہی مین ڈالتا ہے اور بڑے بلند قلعون کو بیخ و بنیاد سے اکہیڑ دیتا ہے۔

دین اسلام کا مختصر حال

گو ہماری یہہ مراد نہین کہ ہم اون اصول کا پورا پورا حال تحریر کرین جو محمد مشہور کرتا تھا لیکن اوسکے ذاتی خصایل چال چلن اور حالات جو ہمنے اس کتاب مین بیان کئے ہین اچھی طرح سمجھہ مین نہین آسکتے جبتک کہ اون اصول کی چند خاص باتین بیان نہ کی جائین لہذا ہم بسبیل اختصار ذکر کرتے ہین۔

یہہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیے کہ محمد نے کسی نئے مذہب کے قایم کرنیکا کبھی دعوےٰ نہین کیا۔ بلکہ اوسی مذہب کی تائید و تصدیق کرتا تھا جو ابتدا مین خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ قرآن مین لکھا ہے "ہم اوس مذہب کی پیروی کرتے ہین جو ابراہیم حنیف کا تھا۔ اور جو بت پرستی سے بالکل بیرا تھا۔ ہم خدا پر اور اوسکے رسول پر یقین لاتے ہین۔ اور اوسپر جو ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اور اسباط پر نازل ہوا تھا۔ اور اوسپر جو عیسیٰ اور موسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ اور اوسپر جو خدا کی طرف سے پیغمبرون پر نازل ہوا۔ ہم اون رسولون کے مدارج و مراتب مین کچھہ تفریق نہین سمجھتے۔ اور خدا پر ہمارا بھروسا ہے" (قرآن سیپارہ ۲)

قرآن[1] جو محمد کے دین کی سب سے بڑی کتاب ہے وقتاً فوقتاً جیسا کہ اوسکے خیالات کا جوش یا مقتضاے وقت ہوتا تھا پارہ پارہ نازل ہوا ہے۔ یہہ اوسکی اپنی کتاب نہین بیان کی گئی بلکہ کہتے ہین کہ یہہ کلمات الہی ہین جو وحی کے ذریعہ اوسپر نازل ہوئے۔ اور کئی آیات مین خدا ہی متکلم ہے۔ مثلاً "ہمنے تجھپر صداقت کی کتاب نازل کی ہے۔ اور انجیل کی تصدیق کی ہے جو اس سے پہلے نازل کی تھی اور اوسکی صداقت و صفائی کو کامل طور پر محفوظ رکھا ہے" (قرآن سیپارہ ۵)

---

[1] یہہ لفظ عربی مین قرأ یا مفرد بمعنی پڑھنا یا سیکھنا سے مشتق ہے۔

یہہ مذکور ہے کہ نوع انسان کی ہدایت و انتظام کے لئے کچھہ عرصہ تک موسوی قوانین (توریت) جاری رہے۔ یسوع مسیح کے آنے پر اونکی بجاے انجیل ہوئی اب ان دونون کی جگہہ قرآن ہے جو کتب پیشینہ کے مجموعی احکام کی نسبت زیادہ تر واضح اور وسیع ہے۔ اور اون برائیون اور بدعتون کی اصلاح کرتا ہے جو کتب پیشینہ کے معتقدون کی غفلت یا شرارت سے ادیان سابقہ مین مل گئی تہین یہہ مکمل القوانین ہے۔ اسکے بعد کوئی آسمانی صحیفہ نازل نہین ہوگا۔ محمد تمام سلسلہ انبیا مین سے جو خدا کے احکام پہونچانے کے لئے بہیجے گئے ہین سب سے بڑا اور سب کا آخرین ہے۔

دین محمدی کی اصل بنیاد خدا کی وحدانیت ہے۔ لا اله الا الله اسکا اصل الاصول ہے اسیواسطے اسکا نام اسلام ہوا۔ اسلام کے معنی عربی مین خدا کی متابعت ہے٭ اس اصل الاصول کے ساتہہ محمد الرسول الله ملحق کیا گیا تہا۔ یہہ بات ثابت کی گئی ہے کہ یہہ الحاق وحی آسمانی کی سند پر ہے۔ اور اس امر کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے کہ اوسکے الہامات جلد قبولیت حاصل کرین۔

خدا کی وحدانیت کے علاوہ اوسکے فرشتون۔ موکلون۔ پیغمبرون۔ قیامت۔ مردون کے قبرون سے اوٹہنے۔ میزان۔ نیکی بدی کی جزا و سزا۔ اور تقدیر پر یقین لانے کی بہی ہدائیت کی گئی ہے

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا زیادہ تر حصہ انجیل اور یہودیون کے مشنا اور تالمد سے

٭ بعض صرفی اسلام کا ماخذ اسلم یا سلم قرار دیتے ہین جسکے معنی ہین نجات۔ عیسائیون نے اسلام سے لفظ اسلام ازم بنایا اور یہود نے لفظ اسمعیل ازم جس سے انکی مراد طعن ہے بنایا۔ اور اس سبب سے بہی کہ عرب والون کی اصل اسمعیل سے ہے۔ عرب والون نے لفظ اسلام سے مسلم اور مسلمان[1] بنائے۔ ان موخر الذکر الفاظ کے معنی پیرو مذہب اسلام ہے۔ یہہ دونون واحد ہین۔ انکا تثنیہ مسلمان اور جمع مسلمون یا مسلمین ہے۔

[1] مسلمان بلفظ فارسی ہے جو مسلم اور آن سے مرکب ہے یعنی مسلم جیسا اعتقاد وغیرہ مین (مترجم)

لیا گیا ہے - خصوصاً اوسکی وہ عجیب و غریب اور خوش آئیند روایات جو فرشتون - پیغمبرون - مجتہدان مذہب عیسوی اور نیک و بد جنون کے متعلق ہین *

محمد کو طفولیت ہی مین عیسوی مذہب کی تعظیم و تکریم کا خیال ہوگیا تھا - کنایتہً یہہ بات بتلائی گئی ہے کہ اوسکی مان اسی مذہب کی تھی -

شریعت جو قرآن مین بیان کی گئی ہے اصل مین عیسوی مذہب کے اون اصول کی بنا پر ہے جو انجیل مین مشتہر کیے گئے ہین اور جسطرح سے عرب کے ایک فرقہ کے ہمسایون نے محمد کے روبرو انکی تشریح و تصریح کی تھی - ہمارا نجات دہندہ (عیسیٰ) ایک مورد وحی رسول کی طرح نہایت معظم و مکرم قرار دیا گیا تھا اور محمد سے پہلے جتنے پیغمبر اصلاح خلایق کے لیے دنیا مین آئے تھے سب سے اعلیٰ و برتر تھا - لیکن اوسکی الوہیت کا خیال ناپاک سمجھکر ترک کیا گیا تھا اور مسئلہ تثلیث خدا کی وحدانیت کا فاسد ٹھیرایا گیا تھا - اور یہہ دونون مسئلے یعنی عیسیٰ کی الوہیت و تثلیث شارحین و مفسرین کی غلطی و تحریف و زواید پر محمول کئے گئے تھے یاد رہے کہ عرب کے ایسے عیسائیون کے چند فرقون کے یہی اصول تھے - اولیاء اللہ و متبرک آدمیون کی پرستش اصنام و تصاویر کا رواج بدین خیال ممنوع ٹھیرایا گیا تھا کہ یہہ امور اصلی مذہب عیسوی کی صفائی کے متناقض اور بت پرستی مین داخل ہین - ہم پیشتر ظاہر کر چکے ہین کہ مذہب عیسوی کے فرقہ نسطوریہ کے بھی جنکے ساتھ محمد کا میل جول تھا ایسی ہی خیالات تھے -

تمام جاندار اشیا کی تصاویر بنانے کی سخت ممانعت کی گئی تھی - محمد کہا کرتا تھا کہ جس مکان مین ایسی تصویرین ہونگی وہان فرشتے قدم نہین رکھین گے - اور وہ لوگ جو

---

* مشنو جیرو کی روایات کا مثل سنن الاسلام کی ایک مجموعہ ہے - جو زبانی قوانین (حدیث) کا حکم رکھتا ہے اسکو یہودہ ہکودیش ربی نے دوسری صدی مین تالیف کیا تھا اور تالمد اوسکی تفاسیر کا نام ہے یہودیون کے نزدیک مشنا باستثنائے انجیل سب سے پرانی کتاب ہے -

محمد

جو ایسی تصویرین بناتے مین انہی جہان مین ان سے کہا جاویگا کہ وہ ان تصویرون کیلیے ارواح پیدا کرین نہین تو سخت سزا کے مستوجب ہونگے۔

ہمارے نجات دہندہ کے بہت سے اور فیاض مسایل قرآن مین مندرج کیے گئے تھے۔ زکوۃ یعنی خیرات ایک ناطق فرض ٹھیرایا گیا تھا حقیقت اور ظلم کا غیر متغیر قانون یعنی "دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ اور لوگ تمہارے ساتھ کرین" مسلمانون کے لیے اخلاقی چال چلن بتلایا گیا تھا۔ قرآن کا حکم ہے "اور لوگون کے ساتھ نامناسب برتاؤ نہ کرو تمہارے ساتھ نامناسب برتاؤ نہین کیا جاویگا۔ اگر کوئی قرضدار اپنا قرض ادا نہ کرسکتا ہو تو اوسکے قرضخواہ کو اتنی دیر صبر کرنا چاہیے کہ وہ آسانی سے قرض ادا کرنے کے لایق ہوجاوے لیکن اگر قرضخواہ بطور خیرات کے چھوڑ دے تو اوسکے لئے نہایت اچھا ہوگا۔"

محمد معاملہ مین سچائی و صفائی کے استقلال کی ہدایت کرتا تھا اور کہتا تھا "اے تاجرو تجارت مین جھوٹ اور دہوکے کا بہت امکان ہے اسلیے خیرات زکوۃ سے اوسکو صاف کرتے رہا کرو بطور کفارہ کے کچھ دیا کرو کیونکہ معاملات مین دہوکا دینے سے خدا سخت غضب مین آتا ہے لیکن خیرات اوسکے غضب و غصہ کو دور کرتی ہے۔ وہ شخص جو عیب دار شی کو فروخت کرتا ہے اور اوسکے عیب کو چھپاتا ہے کہتا ہے اوسپر خدا کا قہر اور فرشتون کی لعنت نازل ہوتی ہے۔ وہ جو سودے کی بابت اور ضرورت سے بیفایدہ بڑہاتا کہ وہ خواہ مخواہ خریدیگا۔ بلکہ اوسکی حاجت رفع کرو بھوکون کو کہانا دو بیمارون کی عیادت کرو اور قیدیون کو بشرطیکہ اونکو انصاف سے قید مین ڈالا گیا ہو آزاد اور رہا کرو کسی آدمی کی طرف حقارت کی نظر سے مت دیکھو اور زمین پر اکڑ کر چلو کیونکہ خدا متکبر اور اکڑ کر چلنے والون کو پسند نہین کرتا۔ آہستہ چلو۔ نرم آواز سے بولو۔ کیونکہ سب آوازون مین سے گدھے کی آواز بہت درشت اور زبون ہے [١]

---

[١] محمد کے بعض ذیل کلمات جو اوسکے ایک معتقد نے جمع کیے تھے متی کی انجیل باب ۲۵ آیات ۳۵ سے ۴۵ تک مین سے ماخوذ معلوم ہوتے ہین۔ "بالضرور خدا قیامت کے دن یہ کہیگا۔ ای بنی آدم مین بیمار تھا تو نے

تمام اقسام کی بت پرستی کی نحوست نمایاں تھی۔ یہہ وہ چیز تھی کہ جس سے محمد کو نہایت ہی نفرت تھی
تاہم بہت سے مذہبی دستور و رسوم جو دیرینۃ الایام سے عرب والوں کے درمیان رائج و جاری تھے اور
جن کا خود محمد ایام طفولیت سے عادی و خوگرفتہ تھا اور جو خدا کی وحدانیت کے مخالف و معارض
نہیں تھے وہ بدستور قایم و بحال رکھی گئی ہیں۔ اور وہ رسوم اس قسم کی ہیں مثلاً کعبہ کی زیارت
مع ان تمام رسایہ کے جو کعبہ چاہ زمزم و دیگر مقدس مکانات متصلہ کعبہ۔ اور یہہ اصنام
و بتوں کی پرستش سے بالکل پاک و صاف تھی۔

عرب کا قدیمی رواج نماز مع وضو بھی برابر جاری رکھا گیا تھا۔ البتہ نماز کے لیے دن اور رات
کے درمیان خاص اوقات مقرر کیے گئے تھے۔ یہہ نمازیں وضع اور عبارت میں بالکل صاف
اور سادہ ہیں اور براہ راست خدا کی طرف خطاب کر کے پڑھی جاتی ہیں ان نمازوں کے ساتھ
جسم کا جھکانا اور کبھی دفعہ زمین پر سر رکھ دینا بھی شامل تھا جسکو رکوع و سجود کہتے ہیں ہر
نماز کے وقت منہ قبلہ یعنی مرکز العبادت کی طرف کیا جاتا تھا۔

ہر ایک نماز کے اختتام پر قرآن کے تیسرے سیپارہ کی سند حسب ذیل آیات پڑھی جاتی تھیں
کہتے ہیں کہ عرب کی اصلی زبان میں یہہ نہایت ہی اور موثر ہیں اور لوگ انکو سنتے جاذبی کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳) میری عیادت نہ کی تب آدمی یہہ کہینگے ہم تیری عیادت کسطرح کرتے تو کل کائنات کا
مالک ہے اور بیماری سے پاک و مبرا ہے۔ تب خدا یہہ جواب دیگا تمکو یہہ معلوم نہیں تھا کہ میرے بندوں میں سے
فلاں شخص بیمار تھا اور تمنے اوسکی عیادت نہ کی اگر تم میرے اوس بندہ کی عیادت کرتے تو یہہ تمہاری یاد خدا کی
اور وہاں رسائی ہوتی۔ خدا یہہ کہیگا ای بنی آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تمنے نہ دیا۔ تب بنی آدم کہینگے
کسطرح ہم تجھے کھانا دیتے جب ہم جانتے ہیں کہ تو تمام عالم کا پالنے والا ہے اور بھوک سے پاک ہے تب خدا کہیگا کہ
میرے بندوں میں سے فلاں کس نے تجھ سے روٹی مانگی اور تمنے انکار کیا اگر تم اوسکو روٹی دیتے تو اسکا
اجر مجھسے پاتے۔ پھر خدا کہیگا ای بنی آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تمنے مجھے نہ دیا تب آدمی جواب
دینگے کہ اے ہمارے سہارا دینے والے ہم کسطرح تجھے پانی دیتے جب ہم جانتے تھے کہ تو کل کا پالنے والا ہے
اور پیاس کا محتاج نہیں ہے۔ تب خدا کہیگا۔ میرے بندوں میں سے فلاں آدمی نے تمسے پانی مانگا اور تمنے
اوسکو نہ دیا اگر تم اوسکو دیتے تو تجھے اجر ملتا و ہم پاتے

زیورات اور قیمتی پتھروں پر کندہ کر کے بطور تعویذ پہنتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ "سوا اللہ کوئی الہ نہیں مگر وہ حی یعنی زندہ۔ ہمیشہ قایم رہنے والا۔ نہ وہ اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ اونکے درمیان ہے سب اوسی کا ہے۔ کون ہے جو اوسکے آگے بغیر اوسکی اجازت کے شفاعت نہیں کر سکتا۔ وہ گزشتہ اور آیندہ کا حال جانتا ہے۔ اور اوسکے علم کو سوائے اسکے جتنا کہ خود خدا ظاہر و منکشف کرے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اوسکی حکومت زمین و آسمان تک پھیلی ہوئی ہے اور ان دونوں کا اوٹھانا اوسکے لئے بوجھ نہیں ہے۔ وہ اعلی ہے اور بزرگتر ہے"۔

محمد نماز کی اقامت پر اوس کی ازحد تاکید و تشدید کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ "دن اور رات میں تمہارے درمیان باری باری سے فرشتے آتے ہیں۔ جب رات کے فرشتے آسمان کی طرف صعود کرتے ہیں تو خدا اون سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیسے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو وہ نماز پڑھتے تھے اور جب ہم آئے تب بھی وہ نماز ہی میں مشغول تھے"

قرآن کے اصول قیامت و دیگران کے باب میں اکثر وجوہ سے عیسوی مذہب کے اصول کے مطابق ہیں لیکن بہت سے عجیب غریب خیالات کے ساتھ جو دوسرے وسایل سے معلوم کئے گئے تھے مخلوط ہیں۔ مسلمانوں کی جنتی (بہشت کی) مسرت گو کسیقدر روحانی ہے مگر دنیوی عشرتوں سے بھی مملو ہے اور اون بے حد و حساب پاکیزگی و روحانی برکت و موہبت سے جو ہمارے نجات دہندہ کی جانب سے موعود ہے بدرجہا گری ہوئی ہے۔ باوجود اسکے یوم الآخرت کا ہولناک بیان جو قرآن کی اکاسیویں ۸۱ سورت میں مندرج ہے اور جسکو محمد نے مکہ کے درمیان اپنی رسالت کی ابتدا میں اپنے پہلے الہامات کے طور پر ظاہر کیا ہوگا نہایت ہی خوبیوں و حسنات سے بھرا

---

[1] اسکو آیۃ الکرسی کہتے ہیں الفاظ یہ ہیں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

ہو لے اور وہ یہہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ایکدن آویگا کہ آفتاب بے نور ہو جاویگا اور آسمان سے ستارے گر پڑینگے جب بچہ جننے والی اونٹنیون کی طرف کوئی دہیان نہین کریگا۔ اور تمام وحشی حیوانات مارے خوف کے اکٹھے ہو جاوینگے۔ جب سمندر کی لہرین موج پر آوینگی اور مردون کی ارواح اجسام کے ساتھہ پہر ملحق کیجاوینگی جب وہ لڑکی جو زندہ دفنائی گئی ہے یہہ تقاضا کریگی کہ مجھے کس جرم مین قربانی کیا گیا تہا۔ اور جب صحائف یعنی اعمال نامے کہولکر رکہے جاوینگے اور جب آسمان کی چہری اودہیڑی جاویگی اور جب دوزخ نہایت شدت سے تپایا جاویگا اور جب بہشت کی خوشیان ظاہر دکہائیان کی جاوینگی۔ اوس دن ہر ایک روح کو جو کچھہ کہ اوسنے کیا ہے معلوم کرایا جاویگا۔ بیشک مین ان ستارون کی قسم کہا کر کہتا ہون جو نہایت تیزی سے حرکت کرتے ہین آفتاب کی چمک رات کی ظلمت اور صبح کے نکلنے سے گم ہو جاتے ہین کہ یہہ شیطان الرجیم کے الفاظ نہین ہین بلکہ ایک معزز اور مقتدر فرشتہ کے جسپر اللہ کو اعتماد ہے اور جو اوسکے حکم سے دوسرے فرشتون سے تعظیم و تکریم لیتا ہے۔ اور نہ تمہارا دوست محمد مجنون و دیوانہ ہے اوسنے آسمانی وحی کو افق کی صاف اور چمکیلی روشنی مین دیکہا ہے۔ اور وہ کلمات جو اوسپر منکشف کئے گئے ہین تمام مخلوقات کی تنبیہ کے لئے ہین (دیکہو سورۃ اذا الشمس کورت ۱۲ مترجم)

نوٹ ۔ عیسوی مذہب کے متنازعہ فیہ اصول و عقاید کے اوس تذبذب اور گہبراہٹ کے ظاہر کرنے کے لئے جس سے کہ محمد نے اپنے خیالات دربارہ مذہب مذکور قایم کئے ہم مشرقی عیسائیون کے مباحث اور جہگڑنے والے فرقون کے چند خاص اصول و عقاید ذیل مین بیان کرتے ہین جو سب کے سب کافر یا بدعتی ظاہر کئے گئے ہین

سبلینیس جو سبلیس کے نام سے مشہور ہین جو تیسری صدی عیسوی مین علاقہ لبئین کا پادری تہا۔ خدا کی وحدانیت پر یقین کرتے تہے اور اونکا اعتقاد [illegible]ث مین مختلف روابط یعنی باپ۔ بیٹا۔ اور روح القدس کو ظاہر کرتی ہے جو سب ملکر ایک ہین جیسا کہ انسان روح اور جسم سے شامل ہے۔

[illegible] جو آریس کے پیرو تہے یہہ یقین رکہتے تہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے لیکن اوس سے علیحدہ اور [illegible] کو خدا نہین مانتے تہے۔ آریس جو چوتہی صدی عیسوی مین شہر اسکندریہ کا پادری تہا [illegible] نسطوریس لاٹ پادری قسطنطنیہ کے پیرو تہے جو پانچوین صدی عیسوی مین [illegible] کہتے تہے کہ مسیح کے دو ممیز اور مختلف خصایل تہے یعنی ربی اور انسانی۔ مریم صرف

اوسکی والدہ تھی اور یسوع صرف ایک آدمی مریم کو خدا کی ماں کہنا جیسا کہ مذہب عیسوی کا عقیدہ ہے انکے نزدیک ممنوع و مکروہ بات تھی۔

مونوفی سائیٹس جیسا کہ اونکے نام سے تشریح ہے عیسیٰ کی ایک ہی خصلت کے قائل تھے۔ اونکا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ سے انسانیت اور الوہیت کا مجمع ہے اور انمین یہ دونون خصائل اسطرح ملحق و مخلوط ہے کہ گویا وہ ایک ممیز و علیحدہ خصلت تھی۔

یوٹائی چینس جو یوٹائی چیز کے پیرو تھے مونوفی سائیٹس کی ایک شاخ تھے اور فرقہ نسطوریین کے عین متضاد۔ وہ عیسیٰ کی دوہری خصلت یعنی الوہیت و انسانیت کے منکر تھے اور یہ ظاہر کرتے تھے کہ عیسیٰ اوتار ہونے سے پہلے بالکل خدا تھا اور اوتار ہونے کی حالت مین بالکل انسان۔ انکا سرگروہ یوٹائی چیس پانچوین صدی عیسوی مین شہر قسطنطنیہ کے ایک معبد کا متولی تھا۔

جیکوبائیٹس پیرو ان جیکوبس جو چھٹی صدی عیسوی مین شہر اوڈیسہ واقع ملک شام کا بشپ یعنی لاٹ پادری تھا مونوفی سائیٹس کی ایک کثیر التعداد شاخ تھے اور یوٹائی چینس سے سرمو فرق نہین رکھتے تھے عرب مین جو عیسوی مذہب کی اقوام تھین زیادہ تر اسی فرقہ کی تھین۔

میریمائیٹس یعنی پرستندگان مریم کے خیال مین تثلیث خدا۔ باپ۔ خدا۔ بیٹا۔ اور خدا۔ کنواری مریم سے مشمول تھی۔

کالی ریڈینس بھی عرب کے عیسائیون کا ایک فرقہ تھا۔ اس فرقہ مین زیادہ تر عورتین ہی تھین وہ کنواری مریم کو الوہیت کی حیثیت مین پوجتی تھین۔ اور اوسکے آگے لپٹی ہوئی (پیچیدہ) روٹی کا چڑھاوا رکھتی تھین اس روٹی کو کالیرس کہتے تھے۔ اسی وجہ سے انکا نام کالی ریڈینس ہوا۔

نظارینس ایک یہودی عیسائی فرقہ تھا۔ یہ لوگ عیسیٰ کو مسیح خیال کرتے تھے جو روح القدس کے ذریعہ کنواری عورت سے پیدا ہوا تھا اور جسمین کسیقدر ربی خصائل تھے۔ لیکن اور سب باتون مین وہ موسوی قوانین و احکام کے پابند تھے۔

ایبونائیٹس جو ایبن کے پیرو تھے جو پہلے یہودی تھا اور پھر عیسائی ہو گیا تھا اور عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے درمیان تھا یہ بھی ایک یہودی عیسوی فرقہ تھا۔ اور فرقہ نظارینس کے مشابہ و متوافق تھا انکا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ ایک خالص انسان ہے۔ سب پیغمبرون سے افضل ہے۔ لیکن وہ اس بات کو ہرگز نہین مانتے تھے کہ کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہونے سے پیشتر بھی اوسکا کچھہ وجود تھا۔ اس فرقہ اور فرقہ نظارینس کے بہت سے پیرو لوگ عرب والون کے درمیان تھے۔

مندرجہ بالا فرقون کے علاوہ اور بھی بہت سے فرقے تھے جیسا کہ کارتھین میرونائیٹس باسیلینائیٹس وغیرہ اور انکے نام اونکے فاضل و عالم بانیون کے نام پر ہین انکے علاوہ ڈوسیٹیز اور گناسٹکس بھی تھے یہ بہت سے حصون اور فرقون مین منقسم تھے۔ انمین سے بعض کا دعوے ہے کہ کنواری مریم بالکل بے لوث و صاحب عصمت تھی۔ اور اوسکا حمل اور بچہ کا جننا نورانی شعاعون کی طرح ہے جو آئینہ مین سے انعکاس کرتی ہین اس سے اوسکی عصمت و پاکدامنی مین سرمو فرق نہین آیا۔ ملک ہسپانیہ کے رومن کیتھولک عیسائی تا حال اس عقیدہ کے بڑے زور شور سے پابند ہین۔

فرقہ ڈوسیٹیز کی بہت سی جماعتون کا یہہ دعوے تہا کہ یسوع مسیح کی خصلت بالکل ربی تہی۔ اور یہودیون نے جو فریب اور دہوکے مین تہے صرف ایک ہوائی شکل کو جسمین ہرگز کچہہ اصلیت اور مادہ تہا صلیب پر چڑہایا تہا۔ مسیح کا صلیب پر چڑہنا اور پہر آسمان کی طرف صعود کرنا یہہ صرف مغالطہ انداز اور غامض ظہور تہے جو یروشلم مین بنی نوع کی بہتری کے لئے کئے گئے تہے۔

کاربوکری شینس یا سیلیڈینس اور ویلینٹینس جو کہ مصری مباحثین و متخاصمین کے نام سے موسوم ہین یہہ دعوے کرتے تہے کہ یسوع مسیح صرف ایک دانا اور نیک فانی انسان تہا جو یوسف و مریم کا بیٹا تہا اور نوع انسان کی اصلاح و تہذیب کے لئے خدا کی جانب سے منتخب ہوا تہا جب وہ بالغ ہوا اور دلی چاہت یعنی یوحنا سے بپتسما (اصطباغ) لیا تو اوسکو ربی خصلت عطا ہوئی۔ اس کا پہلا حصہ جو فرقہ ایبونائیٹس کا ہے آجکل پہر تر و تازہ ہوا ہے۔ اور یونی ٹیرین فرقہ کے عیسائی اسکے معتقد ہین جو حال کے زمانہ کے فرقہ پروٹسٹنٹ مین بکثرت اور عام ہین۔

جب ان مخاصمات و تنازعات کو صرف سرسری نظر سے ہی دیکہا جاوے جو عیسوی مذہب کے ابتدائی سن و شور سے پہیل رہے تہے جنکو ہمنے تاریخوار بیان نہین کیا اور جو محمد کے زمانہ تک برابر جاری و ساری رہے تو یہہ واضح ہو جائیگا کہ ان خیالات کے بارہ مین جو محمد نے ہمارے نجات دہندہ کی رسالت و خصلت کے متعلق مشتہر کئے ہین اوسکو عمداً تکفیر و توہین کے الزام سے بری الذمہ کیا جاوے۔

محمد اور اوسکے عقاید پر تسخیر معجزات کا تقاضا۔ ابو طالب کا برتاؤ۔ قریشیون کی سخت گیری محمد کی بیٹی رقیہ کا مع اپنے چچا عثمان و دیگر اصحاب کے ملک حبش یعنی ابی سینیا مین جا کر پناہ گزین ہونا۔ محمد کا ارقم کے گہر مین رہنا۔ ابو جہل کا عناد

محمد کے لئے دور رسالت کے شروع مین سب سے بڑہکر مشکل اوسکے مخالفون کا تمسخر تہی۔ وہ لوگ جو بچپن سے اوسکو جانتے تہے اور جنہون نے اوسکو عام لڑکون کی طرح مکہ کے گلی کوچون مین پہرتا اور بعد ازان دنیوی تعلقات مین مشغول و مصروف دیکہا تہا اب اوسکے پیغمبری خصایل کے اختیار اور د

پر ہنسی اوڑاتے اور کہلّی مچاتے تہے۔ جس رستہ سے وہ گزرتا تہا اوسکی طرف نہایت حقارت سے اونگلیان اوٹہا اوٹہا کر اور اشارے کر کے کہتے تہے عبد المطلب کے پوتے کی طرف خدا دیکہا جو کچہہ آسمان پر ہو رہا ہے یہہ اوسکی خبر دیتا ہے۔ بعض اشخاص جنہون نے اوسکے قلبی ہیجان و جوش کو دیکہا تہا وہ اوسے مجنون و دیوانہ قرار دیتے تہے۔ بعض کے خیال مین وہ شیطان کے قابو و قبضہ مین تہا۔ بعض اوسکو سحر و جادو زدہ کہتے تہے۔

جب کبہی وہ گلی کوچون مین نکلتا تہا تو اوسکو ضرور وہ طعن و تشنیع اور حقارت اوٹہانی پڑتی تہی جو عوام الناس ہمیشہ اون لوگون پر کیا کرتے ہین جو نرالے ڈہنگ کے اور غیر مستقل القلب ہوا کرتے ہین اگر وہ کبہی وعظ و منادی کی کوشش کرتا تو لوگ ہو ہا سے اور ناپاک گیتون کے شور و غل سے اوسکی آواز نہ سننے دیتے۔ یہان تک کہ جب وہ کعبہ مین نماز پڑہتا تہا اوسپر مٹی اور کیچڑ پہینکتے تہے۔

صرف عام اور جاہل لوگ ہی محمد کی حقارت نہین کرتے تہے بلکہ اوسکے نہایت جری اور شجاع مخالفین مین سے ایک نوجوان مسمی عمرو تہا۔ چونکہ من بعد یہہ شخص اسلامی تواریخ مین نہایت ممتاز و مشہور ہوا ہے ہم اوسکے اول ہی اول فخر کے موقع کے حالات کو ناظرین کے روبرو خوب وضاحت کے ساتہہ بیان کرتے ہین۔

یہہ شخص مکہ کی ایک قحبہ کا بیٹا تہا جو معلوم ہوتا ہے کہ خوب صورتی اور عشوہ پردازی مین یونان کی نہایت مشہور و معروف عورات بہرائین اور ایسپیشیہ کے ہم پلہ تہی۔ اور ملک عرب کے نہایت دولتمند اور امرا لوگ اوسکے عشق مین فریفتہ و دلدادہ تہے۔

جب اوسکے ہان یہہ لڑکا پیدا ہوا تو اوسنے بہت سے قریشیون کے نام بتلائے جو اس بچہ کے والد ہونے کا یکسان حق رکہتے تہے۔ لیکن یہہ لڑکا شکل و شباہت مین زیادہ عاص کے ساتہہ مشابہہ تہا جو اوسکے نہایت پرانے عاشقون سے تہا۔ پس لڑکے کا نام عمرو بن العاص مشہور و نامزد ہوا۔

قدرت نے اس حلد الرتا کو بنظیر اور نہایت ہی عمدہ عطیات سے متحلی و سرفراز کیا تھا۔ گویا یہ عطیات اوس الزام اور دھبہ کا خاطر خواہ معاوضہ تھے جو اوسکی پیدائش کے متعلق تھا۔ گو ابھی وہ نوخیز جوان تھا مگر اپنے ملک کے مشہور و سربرآوردہ شعرا میں سے تھا۔ جیسا کہ وہ شعر کی خوبی۔ لطافت و مذاق کے لئے مشہور و ممتاز تھا ویسا ہی ہجو و مذمت کی ترشی و تلخی و ناگواری میں بھی شہرہ آفاق تھا۔

جب محمد نے پہلے پہل اپنی نبوت و رسالت کا اظہار کیا تو اس نوجوان نے مذمت و ہجو کے اشعار سے اوس پر حملہ کیا۔ چونکہ یہ شعر عرب کے شاعرانہ مذاق کے عین موافق تھے بہت ہی جلد شائع و سایر ہو گئے اور اسلام کی اشاعت کے روکنے میں تیر و تفنگ سے بھی بڑھ چڑھکر نکلے۔

جو لوگ مخالفت و مزاحمت میں کسیقدر سنجیدہ و صاحب تمیز تھے اونھوں نے دعاوی نبوت کے ثبوت میں متجاوز از حد بشریت شہادت (معجزہ) کا تقاضا اور کہا کہ موسے و عیسے و دیگر انبیا نے اپنی آسمانی رسالت کے ثبوت میں معجزات دکھلائے ہیں۔ اگر تو پیغمبر اونسے بڑا ہے تو ویسے ہی معجزے دکھلا۔

محمد کا جواب اوسکے اپنے کلمات سے جو قرآن میں درج ہیں مفہوم ہو سکتا ہے۔ اونکے لئے قرآن سے زیادہ تر معجزہ کیا ہو سکتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو ایک امی اور ان پڑھ آدمی کی معاملت سے نازل ہوئی ہے اور فصاحت میں ایسی بےنظیر اور صحت میں ایسی قاطع ہے کہ جن و انس دونوں کی مجتمع لیاقت سے بھی اوسکی مثل تحریر نہیں ہو سکتی۔ اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ صرف خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ پس قرآن بذات خود ایک معجزہ ہے۔ لیکن وہ لوگ زیادہ تر صریح شہادت کا تقاضا کرتے تھے یعنی وہ معجزات جو حواس سے متعلق ہیں یعنی گونگوں کو گویا کرے۔ اندھوں کو بینائی دے۔ مردوں کو زندہ کرے یا صحیفہ قدرت پر کچھ تغیر و تبدل دکھلا دے۔ یعنی پانی کے چشمے پیدا کرے۔

شور زمین مین گل و گلشن کی بہار دکہا دے۔ انگور اور کہجور کے باغ نظر آوین نہرین جاری ہون۔ یا ایک سونے کا محل کہڑا کرے جو جواہرات اور موتیون سے مرصع ہو۔ یا اونکے روبرو سیڑہی لگا کر آسمان پر چڑہ جاے۔ یا قرآن جیسا کہ اوسکا دعوے ہے کہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اونکے سامنے نازل ہو۔ یا وہ اوس فرشتہ کو جو قرآن لاتا ہے اپنی آنکھون دیکھہ سکین تب وہ لوگ یقین کرینگے۔

محمد ان سوالون کا جواب کبھی دلایل سے دیتا تہا اور کبھی تہدید و تنبیہ سے۔ اس سے زیادہ اوسکا کوئی دعوے نہین تہا کہ "مین بہی تمہاری طرح ایک بشر ہون۔ اور تمہین خدا کی طرف سے صرف بشارت دینے اور ڈر کی بات سنانے کے لئے آیا ہون"۔ اور یہہ بہی کہتا تہا کہ اگر فرشتے عام طور سے زمین پر چل پہر سکتے تو اس رسالت کے لئے بیشک کوئی فرشتہ بہیجا جاتا۔ لیکن اون لوگون کا جنہون نے میرے کلام پر شک کیا ہے جیسا کہ اسوقت تم کرتے ہو بہت برا حال ہوگا۔ وہ اس قابل نہین ہونگے کہ مجہسے بحث و خصومت کرین ورنہ اونکو نادم ہونے کے لئے مہلت ملے گی۔ بلکہ دفعۃً اور بہت جلد اونپر تباہی آویگی۔ وہ یہہ بہی کہتا تہا کہ میری رسالت کی تصدیق و تائید کے لئے کسی فرشتہ کی حاجت نہین میرے اور تمہارے درمیان خدا کی شہادت کافی ہے۔ جنکو خدا قایل کریگا وہ صدق دل سے ایمان لاوینگے۔ اور جنکو وہ گمراہی مین رکہنا چاہیگا کوئی شخص اونکے کفر مین اونکا حامی و مددگار نہوگا۔ قیامت کے دن وہ اپنے تئین گونگا بہرا اور اندہا پائینگے اور اپنے منہ کے بل زمین پر رینگین گے۔ جہنم کے غضبناک شعلے جو کبہی نہ بجہین گے اونکا گہر ہونگے۔ یہہ اونکے کفر اور بے ایمانی کی سزا ہوگی۔ تم لوگ معجزات کے لئے اصرار کرتے ہو۔ خدا نے موسیٰ کو معجزات دکہانے کی طاقت دی تہی۔ اسکا نتیجہ کیا ہوا تہا۔ فرعون نے اوسکے معجزون کو حقارت کی نظر سے دیکہا۔ اوسپر سحر اور جادوگری کا الزام لگایا اور اوسکو اور اوسپر ایمان لانے والون کو ملک سے نکال دینے

کی کوشش کی۔ لیکن فرعون اپنے لشکر سمیت غرقاب ہوا۔ کیا تم خدا کو معجزات پر آمادہ کرتے ہو اور فرعون کی سی سزا پانا چاہتے ہو۔

عربی مورخ المعلنؔ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ محمد کے خود اپنے بعض اصحاب بھی معجزات طلب کرنے میں عام لوگوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور اوس سے التجا کی کہ اپنی رسالت کے ثبوت کے لئے کوہ صفا کو دفعۃً سونے کا بنا دے۔ جب محمد تنگ آگیا تو مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ اور جب مراقبہ سے نکلا تو اپنے صحابہ کو یقین دلایا کہ جبرئیل مجھپر نازل ہوا ہے اور مجھے خبر دے گیا ہے کہ اگر خدا نے میری (محمد کی) دعا قبول کرلی اور معجزہ جو طلب کیا گیا ہے ظاہر کردیا تو وہ سب لوگ جو اوسپر ایمان نہیں لاوینگے نیست و نابود کر دئے جاوینگے۔ عوام الناس پر جو سخت گردن کش اور مغرور ہیں مجھے رحم آتا ہے میں انہیں ہلاکت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ پس کوہ صفا اپنی اصلی حالت پر رہا۔

بعض مسلمان مورخوں کا دعوےٰ ہے کہ محمد نے اپنے مقررہ قاعدہ سے انحراف کیا یعنی جب کبھی اوسکے سامعین بطی الایقان اور سست اعتقاد ہوتے تھے تو وہ گاہ گاہ معجزہ دکھا دیتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اوسنے ایک بڑے مجمع میں ایک سانڈ کو اپنی طرف بلایا اور اوسکے سینگوں کے درمیان سے کاغذ کا ایک ملفوفہ نکالا جسپر قرآن کی ایک سورۃ لکھی ہوئی تھی جو اوسیوقت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ایک اور موقع پر جبکہ وہ عام مجمع میں وعظ کر رہا تھا ایک سپید فاختہ اوسکے سر پر گھومتی رہی پھر اوسکے کندھے پر بیٹھکر اوسکے کان میں کچھ کہتی ہوئی معلوم ہوتی۔ محمد نے کہا کہ یہ ایک الٰہی قاصد تھا۔ ایک اور موقع پر اوسنے زمین کو شق ہونیکا حکم دیا۔ شگاف سے دو کوزے نکلے ایک شہد سے بھرا ہوا تھا اور دوسرا دودھ سے۔ اوسنے کہا کہ یہہ دونوں کوزے میری امت کے لئے برکت کا نشان ہیں۔

عیسائی مورخ ان معجزوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فاختہ اس

کام کے لئے سکہائی ہوئی تہی - اور گیہون کے دانے ڈہونڈہتے تہی جو وہ محمد کے کان مین پایا کرتی تہی - اور کاغذ کا ملطفہ پہلے ہی سے سانڈ کے سینگون کے درمیان باندہ دیا گیا تہا اور شہد اور دودہ کے کوزے بہی پہلے ہی سے زمین مین گاڑ دئے گئے تہے -

سب سے بہتر تو یہی ہے کہ ان معجزہ والی روایتون کو بالکل نہ مانا جاوے - یہہ صرف بناوٹی باتین ہین اور اون لوگون کی گہڑی ہوئی ہین جو مذہب مین بڑے سرگرم اور پرجوش تہے - فرقہ مفسرین مجتہدین مین سے جو لوگ اعلے درجہ کے ہین وہ بہی ان روایتون کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکہتے ہین - فی الواقع اس امر کا ہرگز کوئی ثبوت نہین ہے کہ محمد نے اپنی شریعت کے پہیلانے اور اپنی نبوت کے یقین دلانے مین کسی قسم کا دہوکا یا فریب کیا ہو - معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ دلائل اور اپنی فصاحت پر بہروسا رکہتا تہا اور اوسکو اپنے پیغمبرانہ دور کی پہلی اور مشتبہ منزل مین صرف مذہبی جوش و سرگرمی کا سہارا تہا - اوسکے پرجوش حملون نے بت پرستی پر عجب ہی اثر کیا جو بت پرستی نے کعبہ کی ابتدائی اور سادہ پرستش پر کیا تہا - اوسکا جوش ہی تہا جسنے قریشیون کو یہانتک تہلکہ مین ڈال دیا کہ وہ ابوطالب سے یہہ کہنے کو مجبور ہوئے کہ وہ یا تو اپنے بہتیجے کو چپ کرائے یا اوسکو کہین دور مقام مین بہیجدے - لیکن جب اونہون نے دیکہا کہ اونکی منت سماجت کارگر نہین ہوئی تو اونہون نے اوس بوڑہے آدمی کو مطلع کردیا کہ اگر یہہ جہوٹا پیغمبر اور اوسکے پیرو اپنے کفر پر اصرار کرتے رہے تو اونہین اپنی جان سے ہاتہ دہو ڈالنے چاہئین - ابوطالب نے محمد کو ان دہمکیون کی بہت جلد اطلاع دی اور اوس سے کہا کہ اپنے اور اپنے خاندان کے برخلاف اسقدر بیشمار اور زبردست دشمنون کو برانگیختہ نہ کر -

ان باتون سے محمد کی پرجوش اور سرگرم ہمت اور بہی زیادہ چمکی اور اوسنے جوش مین آکر کہا " اے چچا اگر یہہ (دشمن) آفتاب کو میرے داہنے ہاتہ اور ماہتاب کو بائین ہاتہ لڑنے کے لئے لادین تو بہی مین تاوقتیکہ خدا مجہے حکم نہ دے یا مجہکو یہان سے نہ لیجاوے

اپنے ارادہ اور مطلب سے باز نہین ہونگا"۔ یہہ کہکر محمد مغموم صورت اور افسردہ خاطر واپس جا رہا تہا کہ ابوطالب نے اوسے پہر بلایا۔ یہہ سن رسیدہ آدمی ہنوز مسلمان نہین ہوا تہا لیکن وہ اپنے بہتیجے کے اس شدہ استقلال سے متعجب و حیران ہوگیا اور کہا اے بہتیجے جو تیرا جی چاہے کہہ مین تجہے دشمنون کے ہاتہہ مین نہین چہوڑونگا۔

چونکہ وہ جانتا تہا کہ وہ اکیلا محمد کو دشمنون سے محفوظ رکہنے مین کامیاب نہوگا اوسنے ہاشم اور عبدالمطلب کی نسل کے دوسرے بزرگون کو بلاکر کہا کہ یہہ تمہارا بہائی ہے اسکو باقی قوم کی تکلیف سے بچانے کے لیئے مدد دو۔ عرب والون کے درمیان خاندانی تعلق و رشتہ کا یہانتک پاس و لحاظ ہے کہ اگرچہ اونکی یہہ مدد و حفاظت اونکے زعم مین ایک خوفناک کفر و ارتداد کرنے تہی پہر بہی سب نے بجز محمد کے چچا ابولہب کے رضامندی ظاہر کی۔ قریشیون کے دشمنی روز بروز بڑہتے گئے۔ یہانتک کہ شخصی عداوت تک نوبت پہونچ گئی محمد پر کعبہ کے اندر حملہ ہوا اور قریب تہا کہ گلا دباکر اوسے مار ڈالین بڑی مشکل سے ابوبکر نے بچایا۔ ابوبکر کو اس معرکہ مین خود بہی زخم اور صدمہ اوٹہانا پڑا۔ محمد کے قریبی رشتہ دارون پر تعزیر و تحقیر کیجاتی تہی خصوصاً اوسکی بیٹی رقیہ اور اوسکے شوہر عثمان بن عفان پر۔ اوسکے اصحاب مین سے وہ لوگ جنکی حفاظت کیلئے کوئی طاقتور رشتہ دار موجود نہ تہا اونکو ہر وقت جان کے لالے پڑے رہتے تہے۔ محمد بہی اونکی سلامتی کے لیئے از بس متردد و فکرمند تہا اوسنے اونکو ہدایت کی کہ بہتر ہے چندے میری خوفناک ہمراہی سے کنارہ کشی کرین اور ملک ابی سینیا مین جاکر پناہ لین۔

بحیرہ قلزم کی عدم وسعت کے سبب ساحل افریقہ پر جانا آسان تہا۔ ابی سینیا کے لوگ فرقہ نسطوریہ کے عیسائی تہے اور اپنے قرب و جوار کے وحشی اقوام کی نسبت اپنے مذہب کے بہت ہی عمدہ اور عالی خیال تہے۔ اونکا نجاشی یا بادشاہ انصاف اور بے تعصبی مین بہت مشہور تہا محمد کو اعتماد تہا کہ ایسے شخص کے پاس اوسکی بیٹی اور اوسکے اصحاب آرام مین رہینگے

مسلمانون کے اس چہوٹے سے گروہ کا جسمین گیارہ مرد اور چار عورتین تہین عثمان بن عفان امیر تہا۔ یہہ لوگ سمندر کے کنارے کنارے جدہ کی طرف گئی جو مکہ سے دو منزل مشرق کی طرف واقع ہے۔ اسوقت اس بندرگاہ مین ابی سینیا کے دو جہاز لنگر انداز تہے اسمین سوار ہوکر اپنی جائے پناہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اس واقعہ کو جو محمد کی رسالت کے پانچوین سال مین ہوا پہلی ہجرت کہتے ہین تاکہ اسمین اور دوسری ہجرت مین جسمین رسول نے خود مکہ سے مدینہ کی طرف رحلت کی تمیز ہو سکے۔ اوس عمدہ اور مشفقانہ سلوک نے جو ابی سینیا مین مسلمان پناہ گزینون کے ساتھ ہوا دوسرے مسلمانون کو بہی وہان جانے کا حوصلہ دلایا حتی کہ مسلمانون کی تعداد ابی سینیا مین علاوہ خورد سال بچون کے ۸۳ مرد و ۱۸ عورات تک پہنچ گئی

قریشیون نے جب دیکہا کہ محمد خاموش نہین ہوا اور روز بروز لوگون کو اونکے مذہب سے برگشتہ اور مسلمان کرتا جاتا ہے تو اونہون نے ایک قانون پاس کیا کہ جو شخص اوسکا دین قبول کریگا اوسکو جلاوطن کیا جاویگا۔ محمد اس طوفان کے برپا ہونے سے پہلے ہی کنارہ کش ہو گیا اور کوہ صفا پر اپنے ایک صحابی مسمی ارقم کے گہر مین پناہ گزین ہوا۔ یہہ پہاڑی جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے عربون کی روایات کے بموجب اس سبب سے مشہور و معروف تہی کہ یہان آدم و حوا کو بہت سی سرگردانی اور پریشانی کے بعد جو جنت سے نکلنے پر اونہین پیش آئی باہم ملنے کی اجازت دی گئی تہی اور ہاجرہ اور اسمعیل کی روایت کے ساتہہ بہی اسکا تعلق ہے۔ محمد اس مکان مین ایک ماہ تک رہا اور اسکو وحی ہوتی رہی اور عرب کے قبائل میں سے لوگ اوسکے دین مین شامل ہوتے گئے مگر قریشیون کی دشمنی نے یہان بہی اوسکا تعاقب کیا۔

ابوجہل نے جو اوسی خاندان سے تہا اوسکو ڈہونڈہ نکالا اور نامناسب کلمات سے اوسکو ذلیل کیا اور جسمانی صدمہ بہی پہنچایا جب حمزہ محمد کا چچا شکار کہیل کر مکہ مین واپس آیا

تو اس زیادتی کا حال اوسکو سنایا گیا حمزہ اسلام مین داخل نہین تھا لیکن وہ اپنے بھتیجے کی حفاظت کا اقرار کرچکا تھا۔ وہ تیر وکمان لیکر قریشیون کے ایک مجمع مین پہونچا جہان ابوجہل اپنی تازہ فتحیابی پر فخر کررہا تھا۔ ابوجہل کے سر پر کمان کا قبضہ مارا جس سے اوسکے سر مین سخت زخم آگیا۔ ابوجہل کا ایک رشتہ دار اوسکی مدد کو دوڑا۔ لیکن ابوجہل حمزہ کے قوی بازو اور آتش مزاجی سے نہایت خائف وہراسان ہوا اور اوسکے غصہ کے ٹھنڈا کرنے کے درپے ہوا اور اپنے مددگار رشتہ دار سے کہا اسکو کچھ نہ کہو اصل بات یہہ ہے کہ مین نے اسکے بھتیجے سے بدسلوکی کی۔ ابوجہل نے اپنی اس بدنظری کو جوابی ثابت کرنے کے لیے محمد کی تکفیر ہی پیش کی۔ مگر حمزہ کا غصہ کب فرو ہونے والا تھا۔ اوسنے نہایت غصہ اور حقارت سے کہا۔ اچھا مین بھی تمہارے پتھر کے خداون پر یقین نہین کرسکتا۔ کیا تم مجھے مجبور کرسکتے ہو۔ اس جوش وطیش نے اوسکے دل پر وہ اثر کیا جو بزور عقل و دلائل کی سعی سے نہو سکتا۔ وہ اوسوقت سے مسلمان ہوگیا اور محمد کی متابعت پر قسم کہائی اور اس نے مذہب کا ایک سرگرم اور جری حامی ہوا۔

عمر بن الخطاب برادرزادہ ابوجہل کا اپنے چچا کے تقاضا مین محمد کے قتل پر کمربستہ ہونا اور اوسکا عجیب وغریب طور سے مسلمان ہونا۔ محمد کا ابوطالب کے ایک قلعہ مین پناہ گزین ہونا ابوسفیان کا مقابل فرقہ قریشیون کیساتھ ملکر محمد اور اوسکے پیروون کو تکلیف دینا اور انسے تمام تعلقات قطع کرنا۔ حج کے مہینے مین محمد کا اپنی جائے پناہ سے باہر نکلنا اور لوگون کو اپنے دین مین لانا۔ حبیب العاقل کے مسلمان ہونے کا قصہ

وہ تحقیر و توبیخ جو حمزہ کے ہاتھہ سے ابوجہل نے اوٹھائی اوسنے ابوجہل کے بغض و عناد کو جو اوسے محمد کے ساتھہ تہا دہ چند کردیا۔ اسکا ایک بہتیجا تہا جسکا نام عمر بن الخطاب تہا۔ اسکی عمر ۲۶ سال کی تہی۔ یہہ بڑا تند آدمی منہ زور اور جرار تہا۔ اسکی وحشت ناک ضرب سے بڑے بڑے بہادر خائف تھے۔ اسکی لاٹھی سے لوگ اتنا ڈرتے تہے جتنا کہ دوسرے آدمی کی تلوار سے۔ یہہ عربی مورخ ابوعبد اللہ محمد بن عمر الواقدی کے الفاظ ہین۔ عمر بن الخطاب کی بعد کی کارگزاریون اور مہمون سے ثابت ہوتا ہے کہ ان الفاظ مین ذرہ بہی مبالغہ نہین

اپنے چچا ابوجہل کی سازش سے اس ہیبتناک مرد نے محمد کے مخفی مکان یعنی ارقم کے گہر جا اور اوسکے کلیجہ مین خنجر مارنے کا تہیہ بالجزم کرلیا۔ فرقہ قریش کے لوگون پر الزام لگایا گیا ہے کہ اونہون نے اس خونخوار کاروائی کے معاوضہ مین عمر کو ایک سو اونٹ اور ایک ہزار درہم سونا دینے کا اقرار کیا تہا۔ لیکن یہہ مطلب معلوم نہین ہوتا اور نہ ابوجہل کا انتقام لینے مین اوسکے بہتیجے کو کسی قسم کی رشوت کی ضرورت تہی۔

جب وہ ارقم کے مکان کی طرف جارہا تہا رستہ مین اوسے ایک قریشی ملا۔ عمر نے اوسکو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ یہہ قریشی خفیہ طور پر مسلمان تہا۔ اسنے عمر کو اس خونخوار ارادہ سے باز رکہنا چاہا اور اوس سے یون مخاطب ہوا "اس سے پیشتر کہ تم محمد کو قتل کرو اور اوسکے لواحقون کو انتقام لینے پر آمادہ کرو دیکہو کہ تمہارے اپنے لواحق تو کفر سے بری ہین" عمر نے حیران و متعجب ہوکر پوچہا کہ کیا میرے لواحقون مین سے بہی کوئی شخص کفر و ارتداد کا مجرم ہے۔ اس قریشی نے جواب دیا بیشک ہین تیری بہن امینہ اور اوسکا شوہر سعید۔ عمر وہین سے اپنی بہن کے گہر کی طرف گیا اور بلا تامل اندر چلا گیا دیکہا کہ امینہ اور اوسکا شوہر قرآن کی تلاوت کررہے ہین۔ سعید نے اوسکو چہپانا چاہا۔ اسکی گہبراہٹ سے عمر کو الزام کی صداقت کا یقین ہوگیا اور وہ طیش مین آگیا۔ غیظ و غضب کی حالت مین اوسنے سعید کو زمین پر دے مارا اور اوسکی چہاتی پر پانوں رکہکر خنجر مارنا ہی چاہتا تہا

کہ اوسکی بہن آمینہ بیچ بچاؤ کرنے لگی تو زخم کے دمدمہ سے آمینہ کا سارا چہرہ لہو لہان ہوگیا۔ اوسنے سسکتے ہوئے کہا ای دشمن خدا تو مجھے اس جرم مین قتل کرنا چاہتا ہے کہ مین صرف ایک سچے خدا پر یقین رکھتی ہون مین تیری اور تیرے غضب کی کچھہ پروا نہین کرتی مین سچے دین پر ثابت قدم رہونگی۔ اوسنے بڑے جوش سے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ای عمر ب اور اپنا کام پورا کر۔ عمر ٹھیر گیا اور اپنی سخت گیری پر افسوس کیا اور سعید کے سینہ پر سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہا مجھے بھی تو نوشتہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔ آمینہ نے کہا جبتک تم اپنے ہاتھہ پاک نہین کروگے تو مین تمہین یہہ مقدس صحیفہ نہین چھونے دونگی۔ کہتے ہین کہ عمر نے جو آیتین پڑھین وہ قرآن کی بیسوین سورۃ کی تہین جو یون شروع ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہمنے قرآن تجھپر مصیبت اور تکلیف مین ڈالنے کے لئے نہین نازل کیا بلکہ یہہ ہدایت ہے اوس شخص کے لئے جو حقیقی خدا پر ایمان لانا چاہتا ہے۔ یہہ اوس شخص کی طرف سے نازل ہوا ہے جو زمین و بلند آسمانون کا خالق ہے اور وہ رحمن عرش پر غالب ہے۔ جو کچھہ آسمان پر یا زمین پر یا اونکے مابین یا تحت الثری مین ہے سب اوسی کا ہے۔ کیا تو اپنی عبادت بلند آواز سے کرتا ہے۔ جان لے کہ اسکی کچھہ ضرورت نہین ہے۔ خدا تیرے دل کے اسرار بلکہ مخفی سے مخفی رموز کو جانتا ہے بیشک وہ خدا ہے اوسکے سوا اور کوئی خدا نہین ہے اوسی کے آگے سجدہ کر اور کسی اور کے سامنے سر نہ جھکا اور اوسکے سوا کسی کے آگے دعا کے لئے ہاتھہ نہ اوٹھا۔

قرآن کے کلمات نے عمر کے دل پر نہایت ہی اثر کیا اور جون جون پڑھتا جاتا تھا اوسکے دل کو گرفت ہوتی جاتی تھی حتی کہ جب وہ اون آیات پر پہونچا جو قیامت اور میزان کے متعلق تہین تو اوسکا انقلاب مکمل ہوگیا اور وہ ارقم کے مکان کی طرف گیا اور اوسکا دل دشمنی سے بدلکر محبت کی طرف مائل تہا۔ دروازہ پر آہستہ دستک دی

اندر آنے کے لیئے التجا کی۔ محمد نے کہا ایہاالاابن الخطاب تم کیونکر آئے۔ عمر نے جواب دیا کہ مین اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لانے والون کی جماعت مین شامل ہونے کو آیا ہون۔ یہہ کہکر وہ اسلام پر یقین لایا۔ اور جبتک اوسکا اسلام قبول کرنا پورے پورے طور پر مشتہر نہ ہو چکا اوسے صبر نہ آیا۔ اوسکی درخواست پر محمد اوسیوقت علانیہ شعائر اسلام بجالانے کے لیئے کعبہ مین گیا۔ پیغمبر کو دشمنون کی تحقیر اور کسی صدمہ سے محفوظ رکہنے کی غرض سے عمر اوسکے بائین ہاتہہ اور حمزہ داہنے ہاتہہ چلے اور اونکے پیچہے قریبا ۴۰ مسلمان تہے عین ظہر کے وقت مکہ کے بازارون مین سے گزرے۔ لوگ متعجب و حیران تہے۔ اونہون نے کعبہ کے گرد سات طواف کیئے اور ہر ایک طوف مین حجر اسود کو بوسہ دیا اور ساتہہ ہی اسکے دوسرے مناسک بہی ادا کیئے۔ قریشی لوگ اس جماعت کو نہایت ہی حیرت کی نگاہ سے دیکہہ رہے تہے لیکن حمزہ اور عمر جیسے جنگی آدمیون کے خوف سے انکو یہہ جرات نہ تہی کہ پیغمبر کو کسی قسم کی تکلیف پہونچا سکین یا اوسکے نزدیک ہی جا سکین۔ یہ کہتے ہین کہ یہہ دونون بہادر اور جری قریشیون کو اون غم آلودہ شیرون کی طرح گہورتے تہے جنکے بچے کہو گئے ہون۔

دوسرے روز عمر جو ہر ایک امر مین بیخوف اور من چلا تہا اکیلا کعبہ مین گیا اور تمام قریشیون کے سامنے فرائض اسلام ادا کیئے۔ ایک اور مسلمان بہی تنہا کعبہ مین گیا تہا لیکن اوسکو لوگون نے نماز پڑہنے سے روک دیا اور مار پیٹ بہی کی مگر عمر کو کسی نے کچہہ نہ کہا کیونکہ یہہ ابوجہل کا بہتیجا تہا۔ عمر اپنے چچا کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ مین تیری حمایت و حفاظت مین نہین رہنا چاہتا کیونکہ مین پسند نہین کرتا کہ اپنے دوسرے مسلمان بہائیون سے اچہی حالت مین رہون۔ اوس دن سے وہ محمد کے اصحاب مین شامل ہو گیا اور اوسکے نہایت بہادر اور جری معاونون مین سے تہا۔

یہہ عمر کے عجیب و غریب تبدیل مذہب کا بیان ہے جو من بعد دین اسلام کا اسقدر مشہور و معروف غازی ہوا ہے۔ محمد کی اس تازہ کامیابی پر قریشی لوگ ایسے طیش و غصہ مین آئے

کہ اوسکے چچا ابو طالب کو اندیشہ ہو گیا ہتا کہ یہہ لوگ میرے بہتیجے کو خواہ علانیہ خواہ کسی مکر و عناد فریب سے ضرور مار ڈالینگے - اسلیے محمد ابو طالب کے کہنے سے اپنے چند خاص خاص اصحاب سمیت اوسکے قلعہ مین جو مکہ کے قریب ہتا چلا گیا - ابو طالب جو خاندان ہاشمی کا سردار ہتا اور دیگر اکابر خاندان نے محمد اور اوسکے معتقدون کی خاطر خواہ حمایت و حفاظت کی (گو ان حامیون مین سے کئی ایسے ہی تہے جو محمد کے دین کو برا سمجہتے تہے) اس امر سے فرقہ قریش نہایت ہی برافروختہ اور غضبناک ہو گیا اور قوم کے درمیان ایک تفرقہ پیدا ہو گیا - ابو سفیان کو جو حریف فرقہ کا سردار ہتا موقع مل گیا کہ پیغمبر کے کفر و الحاد سے نہ صرف اوسکے اون لواحقون پر جو اوسکے معتقد اور پیرو تہے بلکہ تمام نسل ہاشم پر بدنامی اور الزام کا دہبہ لگائے جنہون نے صرف خاندانی تعلقات کے باعث اوسکی حفاظت و حمایت مین مدد دی تہی اور اوسکے عقائد سے ہرگز متفق نہین تہے - یہہ صاف ظاہر ہے کہ ابو سفیان کے بغض و عناد کا باعث صرف ذاتی نفرت یا مذہبی جوش نہین ہتا بلکہ خاندانی خصومت تہی وہ اس امر کا خواہشمند ہتا کہ وہ توقیر و تعظیم جو مدت مدید سے شہر مکہ مین ہاشم کے خاندان کی ہوتی ہے اسکے خاندان مین منتقل ہو جاوے -

حلیم الطبع ابو طالب کی اس آخری تجویز نے جس سے محمد ایک قلعہ مین پناہ گزین ہو گیا ہتا اور تکالیف و مصائب کے احاطہ سے نکل گیا ہتا ابو سفیان اور اوسکے لواحقون کو ایک موقع دیا کہ وہ خاندان ہاشم کے برخلاف عام فتوے دین چنانچہ اونہون نے ایک عہد نامہ لکہا جسکے رو سے تمام قریشیون کو سخت ممانعت کی گئی تہی کہ وہ ہاشمیون کے ساتہہ نہ باہمی شادی کرین نہ لین دین رکہین اور نہ کسی قسم کا معاملہ بیع و شرا کرین تا وقتیکہ وہ اپنے رشتہ دار محمد کو سزا و تنبیہ کے لیئے نہ چہوڑ دین. یہہ عہد نامہ جو محمد کی (جیسا کہ کہا گیا ہے) رسالت کے ساتوین سال مین منعقد ہوا ہتا اور ایک لکہنے والی جہلی پر لکہا گیا ہتا اور کعبہ مین آویزان کیا گیا ہتا اس سے محمد اور اوسکے معتقد نہایت ہی تنگ ہوئے - حتی کہ بعض اوقات اوس قلعہ مین

جہان یہہ پناہ گزین تہے کبہی کبہی دن فاقہ سے گزرنے لگے۔ اس عہدنامہ کی درشتی کو ساتہہ پوری پوری تعمیل کرنے کے لیئے گاہ گاہ قریشی اس قلعہ کا محاصرہ بہی کر لیتے تہے تاکہ ضروریات زندگی کے پہونچنے کا ہر ایک امکان روکا جاوے۔

سالانہ حج و زیارت کے ایام مین جب ملک عرب کے ہر ایک حصہ سے حاجی و زائر لوگ انبوہ در انبوہ مکہ مین آتے تہے تو اُس مصیبت زدہ زحمت کشیدہ مسلمانون کو کسیقدر آسائش ملجاتی تہی۔ ان مقدس ایام کے درمیان عرب کے قدیم دستور کے مطابق تمام بغض و عناد ملتوی کیئے جاتے تہے اور مخاصم و محارب قبائل عارضی صلح و صفائی کے ساتہہ کعبہ مین اکٹہے ہوتے تہے۔ ایسے موقع پر محمد اور اوسکے پیرو اپنے قلعہ سے نکل کر مکہ کی طرف آنے کی جرات کرسکتے تہے۔ اس مقدس مہینے کی معافی و امن سے فایدہ اوٹہا کر محمد حاجیون مین جا ملتا۔ نماز پڑہتا۔ وعظ و تلقین کرتا۔ اپنے عقاید مشتہر کرتا اور اپنے الہامات لوگون پر ظاہر کرتا۔ اسطرح سے اوسنے بہت سے آدمیون کو مسلمان کیا۔ یہہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف واپس جانے پر دور دراز علاقون مین نئے مذہب کا بیج اپنے ساتہہ لیجاتے تہے۔ ان نومسلم لوگون کے درمیان بعض اوقات شاہزادے یا سادات الاقوام بہی ہوا کرتے تہے جنکی تمثیل اونکے لواحقین و تابعین پر بہت عمدہ اثر رکہتی تہی۔ ملک عرب کی روایات مین ایسے ہی ایک شہزادے کے تبدیل مذہب کا قصہ نہایت شکوہ اور مبالغہ کے ساتہہ بیان کیا گیا ہے۔ یہہ واقعہ جسکا محمد کے نہایت ہی مشہور و معروف معجزات کے ساتہہ تعلق بیان کیا گیا ہے اس امر کا مستحق ہے کہ ہم اوسکو بالاختصار درج کرین۔

اس شہزادے کا نام حبیب بن مالک تہا۔ یہہ اپنے وسیع علم و فضل کے باعث عاقل کے لقب سے ملقب تہا۔ کہتے ہین کہ یہہ شہزادہ جادو اور سحر و دیگر فنون مین خوب ماہر تہا اور ہر ایک مذہب و ملت کے اصول و غوامض اچہی طرح سمجہتا تہا۔ تمام مذاہب کی کتب و صحائف پر اوسکو عبور تہا۔ صرف مختلف مذاہب کا عالم ہی نہ تہا بلکہ عملی طور پر بہی وقعیت رکہتا تہا کیونکہ

یہہ پہلے یہودی تہا۔ پہر عیسائی بعدہ مجوسی یعنی آتش پرست رہ چکا تہا۔ یہہ بہی واقعی امر ہے کہ اور لوگون کی نسبت اوسکو مطالعہ اور تجربات حاصل کرنے کے لئے فرصت بہی زیادہ ملی تہی۔ کیونکہ عربی روایات کے بموجب اوسکی عمر ایکسو چالیس سال کی تہی۔ یہہ بیس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ کے ساتہہ مکہ مین آیا اور اپنے ساتہہ ایک جوان لڑکی سمات لسینی کو لایا جو اوسکی جوانی کے وقت متولد ہوئی ہوگی۔ یہہ لڑکی گونگی بہری اندہی اور مفلوج تہی۔ حبیب اوسکے واسطے دعا مانگنے کے لئے مکہ مین آیا تہا۔

حسب بیان روایات ابوجہل اور ابوسفیان نے ایسے طاقتور بت پرستی کے سچے معتقد۔ دانا اور سن رسیدہ شہزادہ کے قدوم کو محمد کی تباہی کے لئے ایک نہایت نیک شگون اور عمدہ موقع خیال کیا۔ انہون نے محمد کے دعوت اور کفر و الحاد سے حبیب العاقل کو آگاہ کیا اور اوسکو ترغیب دی کہ محمد کو اپنے عقائد و اصول کے ثابت کرنے کے لئے اپنے خیمہ گاہ مین جو وادی حقماق مین نصب ہے بلا وے۔ انکو یہہ امید تہی کہ محمد کا اپنی غلطی پر اصرار و ہٹ کرنا اوسکے لئے موت یا جلاوطنی کا فتوی ہوگا۔

اس روایت مین مفصل بیان ہے کہ کسطرح بت پرست قریشی بسرکردگی ابوسفیان و ابوجہل تزک و شان سے مغرورانہ جلو مین گہوڑون پر اور پا پیادہ وادی حقماق کی طرف اس بہاری مباحثہ پر حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے اور کسطرح مشرقی دستور کے موافق حبیب العاقل نے جو ایک قرمزی خیمہ مین آبنوس کے تخت پر جسپر صندل اور ہاتہی دانت کی منبت کاری تہی اور سونے کے پترے لگے ہوئے تہے بیٹہا تہا اونکا استقبال کیا۔ محمد کو جب اس خوفناک معرکہ مین حاضر ہونے کا حکم ہوا وہ اوسوقت خدیجہ کے مکان مین تہا۔ خدیجہ نے باآواز بلند کہا کہ ایسے معرکہ مین جانا خطرناک ہے۔ اور محمد کی لڑکیان آہ و زاری کرتی ہوئین اوسکے گلے سے لپٹ گئین کیونکہ انکے خیال مین محمد کا وہان جانا یقینی موت و ہلاکت کا سامنا تہا۔ لیکن محمد نے آہستگی سے اونکو خوف و اندیشہ کرنے پر جہڑکا اور کہا کہ اللہ پر بہروسا

محمد

رکھو وہ اپنے دشمنوں ابوجہل و ابوسفیان کے برخلاف جو بڑے تزک و احتشام کے ساتھہ گئے تھے بالکل سادہ وضع سے اوس موقعہ امتحان و معرکہ آزمائش میں گیا۔ صرف سپید پوشاک تھی اور سیاہ پگڑی اور اوپر ایک فرغل تھا جو اوسکے دادا عبدالمطلب کے وقت کا تھا۔ اور عدن کے ایک کپڑے کا بنا ہوا تھا۔ اوسکے گیسو کندھوں پر لٹک رہے تھے اور رسالت کا گہرا نور اوسکے چہرے سے تابان تھا۔ گو اوسنے ڈاڑھی میں عطر یا کوئی خوشبودار تیل نہیں ملا تھا صرف مچھوں میں تھوڑا سا کافور لگایا تھا۔ پھر بھی جس رستہ سے وہ گزرتا تھا خوشبو کی لپٹیں آتی تھیں۔ عربی مورخوں کا بیان ہے کہ یہہ خوشبو خود بخود اوسکے جسم سے نکلتی تھی۔ ابوبکر صدیق محمد کے آگے آگے تھا اور وہ قرمزی قمیص اور سفید پگڑی پہنے ہوئے تھا اور اپنا فرغل لپیٹ کر بغل میں دبایا ہوا تھا تاکہ اوسکا قرمزی جوتل نظر آتا رہے روایت میں مذکور ہے کہ جوں ہی محمد وہاں پہونچا اوس عالی شان جماعت پر ایک خوفناک خاموشی چھا گئی۔ کوئی آواز یا کسی قسم کی سرگوشی نہیں کی جاتی تھی۔ حتی کہ دشتی حیوانوں پر بھی خاموشی کا اثر ہو گیا تھا۔ گھوڑے کا ہنہنانا۔ اونٹ کا بغ بغ کرنا۔ گدہے کا رینگنا سب بند ہو گئے تھے۔

معزز اور مسن حبیب نے محمد کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا اوسکا پہلا ہی سوال یہہ تھا کہ یہہ لوگ مجھسے کہتے ہیں کہ تیرا دعوے ہے کہ تو خدا کی طرف سے رسول ہے۔ کیا یہہ درست ہے؟" محمد نے جواب دیا "ہاں بیشک اللہ تعالی نے مجھے صداقت کی اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔"

"بہت اچھا" اس محتاط بوڑھے آدمی نے کہا۔ "لیکن ہر ایک پیغمبر نے اپنی رسالت کے ثبوت میں معجزات و نشانات دکھلائے ہیں چنانچہ نوح نے قوس قزح دکھلائی۔ سلیمان کے پاس معجز نما خاتم تھی۔ ابراہیم نے آگ کو گلزار کیا۔ اسحق نے دنبہ پیش کیا جو اوسکی جگہ قربانی ہوا۔ موسی کے پاس عجیب و غریب عصا تھا۔ عیسی نے مردوں کو زندہ کیا اور ایک کلمہ سے طوفانوں کو فرو کیا۔ اگر تو بھی پیغمبر ہے تو اپنی پیغمبری کے ثبوت میں کوئی معجزہ دکھلا"

محمد کے اصحاب اور طرفدار یہہ بات سنکر تہرآنے لگے۔ اور ابوجہل نے تالی بجائی اور حبیب العاقل کی دانشمندی کی بہت تعریف و ستایش کی لیکن رسول نے طعن و تشنیع سے اوسکو خوب جہاڑا اور یہہ الفاظ کہے "ای اپنی قوم کے کتے۔ اپنی نسل اور خاندان کے ننگ"۔ پہر محمد حبیب کے سوالون کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوا اور سب سے پہلے محمد سے یہہ معجزہ طلب کیا گیا تہا کہ حبیب کے خیمہ مین کیا چیز ہے اور وہ اوسے کہین کیون لایا ہے۔ روایت کا بیان ہے کہ اس سوال پر محمد نے زمین کی طرف جہک کر دیکہا اور ریت مین کچہہ ہندسون کا سا نشان کیا پہر سر اوٹہا کر یہہ جواب دیا "ای حبیب تو اپنی لڑکی سیت کو جو گونگی بہری اندہی اور لنگڑی ہے اس غرض سے مکہ مین لایا ہے کہ خدا سے اوسکی صحت کے لیئے دعا مانگے اوسکے خیمہ مین جا اور اوس سے باتین کر اور اوسکا جواب سن اور یہہ جان رکہہ خدا قادر مطلق ہے" وہ بوڑہا بادشاہ جلدی سے خیمہ مین گیا۔ اوسکی لڑکی دوڑ کر کہلے بازوؤن سے ملی اوسکے تمام قوے و اعضا صحیح و سالم تہے۔ اوسکی آنکہون سے مسرت و بہجت ٹپکتی تہی۔ اوسکا چہرہ خورم و خندان تہا اور ایک صاف رات کے چاند سے بہی زیادہ خوبصورت اور خوشنما تہا۔

دوسرا معجزہ جو حبیب نے طلب کیا وہ اس سے بہی زیادہ مشکل تہا اور وہ یہہ تہا کہ دوپہر کے وقت اندہیرا چہا جاے اور چاند آسمان سے اوتر کر کعبہ کی چوٹی پر ٹہیر جاے۔ رسول نے اس معجزہ کو بہی ایسی ہی سہولت و آسانی سے سرانجام دیا جیسا کہ پہلے معجزہ کو کیا تہا۔ اوسکے حکم سے تمام روے زمین پر ظلمت چہا گئی اور چاند کو دیکہا گیا کہ اپنے اصلی ست سے منحرف ہوکر ادہر اودہر گہوم رہا ہے۔ رسول کی نہایت زبردست طاقت نے اوسکو آسمان سے نیچے اوتارا اور کعبہ کے سر پر کہڑا کیا۔ تب چاند نے زائرون کی طرح کعبہ کے گرد سات طواف کیئے اور پہر وہ نہایت ادب و تعظیم سے ایک خفیف حرکت مین شعلہ فشان تلوار کی طرح محمد کے سامنے کہڑا ہو گیا اور ادب سے

سلام علیکم کہا اور اوسکے پیغمبر ہونیکی مبارکبادی۔

روایت مین مذکور ہے کہ محمد نے اسیقدر معجزہ پر اکتفا نکرکے چاند کو حکم دیا کہ آکر بغل کی داہنی آستین سے گھسکر بائین سے باہر نکل جاوے۔ پھر اوسنے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف چلا گیا۔ پھر آسمان پر جاکر دونون ٹکڑے آپسمین مل گئے اور ایک ہی خوب صورت شکل مین ہو گئے۔

اس امر کے بیان کرنیکی چندان ضرورت نہین ہے کہ حبیب المعاقل قائل ہوا اور ان معجزات کو دیکھکر مع ۵۰۰ باشندگان مکہ اسلام پر ایمان لایا۔ مگر ابو جہل کا کفر اور بھی شدید ہوا اور وہ یہہ کہتا تھا کہ یہہ سب کاروائی دہوکے اور سحر کی شے ہے جو محمد نے جادوگری سے کر دکھلائی ہے ⁂

قطع تعلق کے فتوی کا مخفی اور نامعلوم طور پر معدوم ہونا محمد کا مکہ کی طرف واپس آنیکے قابل ہونا۔ ابو طالب اور خدیجہ کی وفات محمد کا عایشہ کے ساتھ نسبت کرنا سودہ کی ساتھ نکاح کرنا۔ قریشیونکی جانب سے از سر نو ایذا و تکلیف کا جاری ہونا۔ محمد کا مقام طایف مین پناہ گزین ہونا۔ وہان سے خارج ہونا۔ صحرا نخلہ مین جن کا

⁂ یہہ معجزات جو بیان کیے گئے معتبر اور صحیح مورخ ابو الفدا کی تاریخ مین نہین ہین اور نہ دوسرے ثقہ مورخان اسلام کی تحریرون مین پائے جاتے ہین صرف روایتاً سنے جاتے ہین یا غیر معتبر مورخون کی تاریخون مین نہایت مبالغہ اور غلو کے ساتھ بیان کیے گئے ہین جنکا اصرار ہے کہ یہہ معجزات قرآن کی ۵۴ وین سورت مین کنایتہً درج ہین۔ غالباً یہہ معجزات ایسے ہی درست و صادق ہین جیسے کہ دیگر اعجوبات جو پیغمبر کی طرف منسوب کیے جاتے ہین لیکن یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ محمد خود صرف ایک ہی معجزہ کا دعوی کرتا تھا اور

محمد اور اوسکے اصحاب کو ابوطالب کے قلعہ مین پناہ گزین ہوئے تین سال گزر چکے تہے وہ عہد نامہ جسکی رو سے باقی قوم کے ساتہہ راہ رابطہ مسدود تہا ہنوز کعبہ مین موجود تہا۔ مسلمانون کے گروہ کے آلام و مصائب حسب دستور روزمرہ بڑہتے گئے۔ مکہ کے بہت سے لوگ اسمین شامل ہو گئے۔ قریشیون کے درمیان جو فساد و عناد تہا اوسکے متعلق شکایتین ہونے لگین۔ ابوسفیان نے جو اپنے کئی اوچھون کے ساتہہ اسقدر عرصہ دراز تک بغض و عناد قایم رکہا اسلئے اوسکو ہر طرف سے ملامت ہونے لگی اسی اثنا مین دفعۃً یہہ معلوم ہوا کہ وہ عہد نامہ جو کعبہ مین آویزان تہا اس طرح سے نیست و نابود ہو گیا ہے کہ سوائے سرنامہ یعنی الفاظ قادر علی الاطلاق کے اور کچھہ نہین رہا۔ اسلئے یہہ عہد نامہ منسوخ قرار دیا گیا اور محمد اور اوسکے اصحاب کو بدون کسی دقت و تکلیف کے مکہ کی طرف واپس آنے کی اجازت ہو گئی۔ مسلمانون کے نزدیک اس قانونی رکاوٹ کا یون یکایک مخفی اور نامعلوم طور سے گم ہو جانا ایک معجزہ تہا جو محمد کی خاطر ہستی ورا از بشریت طاقت کے ذریعہ سے کیا گیا تہا۔ گو منکر اور غیر مسلم لوگون کا بیان ہے کہ یہہ وثیقہ جو کہ ابوسفیان کے لئے موجب تکلیف و ندامت ہو رہا تہا خفیہ طور پر فانی ہاتہون سے معدوم کیا گیا تہا۔

محمد اور اوسکے اصحاب جب مکہ مین واپس آئے تو بہت سے مشہور و معروف آدمی خاص مکہ کے باشندے اور نیز دور و دراز ملکون کے رہنے والے لوگ جو حج و زیارت کے لئے آئے تہے مسلمان ہوئے۔ اس نئے فرقہ کی تو بڑی تعداد سے قریشیون کو رنج و قلق تو بہت ہی ہوا مگر یہہ قلق اس خبر کے سننے سے فرو ہو گیا کہ فارسیون نے یونانیون پر غلبہ حاصل کرکے ملک شام اور کچھہ حصہ مصر کا مفتوح کر لیا ہے کیونکہ بت پرست قریشی یونان کے عیسائیون کی شکست و ہزیمت سے اسلئے خوش تہے کہ ان عیسائیون کا مذہب بتون کی پرستش کا سخت مخالف تہا اور اونکے نزدیک محمد کا مذہب بہی انہی عیسائیون کے

مذہب کے ساتھہ ملتا جلتا تہا۔ محمد نے قریشیون کے اس طعن و تفاخر کا جواب قرآن کی تیسوین سورۃ پیش کرنے سے دیا جسکی پہلی آیت کا یہہ مطلب ہے کہ "یونانی فارس والون سے مغلوب ہوئے ہین لیکن چند ہی سال مین یونانی فارس والون پر غالب آجاوینگے" مومن اور صدیق ابوبکر نے دس اونٹ کی شرط بدی کہ تین سال کے اندر یہہ پیشین گوئی پوری ہو جائیگی محمد نے چپکے سے اوسکے کان مین کہا کہ شرط کی تعداد بڑہا دو مگر وقت بہی زیادہ کردو۔ ابوبکر نے سو اونٹ کردئے اور مہلت نو سال کی کردی۔ یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ابوبکر نے شرط جیتی۔

مسلمان مجتہد نہایت اعتبار اور وثوق کے ساتھہ اس روایت کو اس امر کے ثبوت مین پیش کرتے ہین کہ قرآن آسمانی کتاب اور محمد کی رسالت کی سند ہے۔ اگر یہہ واقعہ بالکل درست و راست ہو تو بیشک آئندہ کا ایک عمدہ قیاس ہے اور یہہ قیاس وہ شخص بآسانی کرسکتا ہے جو لڑنے والی قومون کے حالات سے کما حقہ آگاہ ہو۔

محمد کو مکہ مین آئے ہوئے بہت مدت نہین گزری تھی کہ اوسکا چچا ابو طالب جو اسی سال سے زیادہ عمر کا تہا اور اوضاع و اطوار مین نہایت شریف اور واجب التعظیم تہا راہی ملک بقا ہوا۔ جب اسکی وفات کا وقت قریب پہنچا تو محمد نے اوسکو دین اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی تاکہ مسلمانون کے عقیدہ کے موافق اوسکو نیک اور مبارک حشر نصیب ہو اس جوان بلند رگ کے سینہ مین ہنوز دنیوی حشمت و جاہ و جلال کا کوئی شمہ باقی تہا اوسنے محمد کو یہہ جواب دیا کہ ای ابن الاخی اگر مین تیرا دین قبول کرونگا تو قریشی لوگ

الٓمٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین یعنی رومی تہوڑی سی زمین مین مغلوب ہوگئے ہین مگر وہ چند ہی سال مین غالب ہو جاوینگے عرب کے محاورہ مین لفظ بضع کا اطلاق اوس تعداد پر کیا جاتا ہے جو تین سے زیادہ اور نو سے کم ہو۔ مترجم

ہین لیے [illegible] سے جو [illegible] نام لیا

مورخ ابوالفدا اس بات پر زور دیتا ہے کہ ابوطالب دین اسلام مین فوت ہوا۔ اوسکا بیان ہے کہ عباس اپنے مرنے والے بہائی کے بستر مرگ کے قریب تہا جب اوسنے اوسکے ہونٹون کو حرکت مین دیکہا تو اوسکے آخری الفاظ سننے کے لئے اپنے کان نزدیک کیئے وہ کہہ رہا تہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ دوسرے مورخون کا دعوے ہے کہ ابوطالب کے آخری الفاظ یہہ تہے کہ مین عبدالمطلب کے دین مین مرتا ہون۔ مفسر اور شارح ان دونون مختلف بیانات کی تطبیق کے لئے یہہ توجیہ کرتے ہین کہ عبدالمطلب نے اپنی اخیر عمر مین بت پرستی ترک کر دی تہی اور خدا کی وحدانیت کا قایل تہا۔

بزرگ اور معظم ابوطالب کی وفات کو ابہی پورے تین دن بہی نہین ہوئے تہے کہ محمد کی صادق وفادار اور حقیقی بیوی نے بہی سفر آخرت اختیار کیا۔ اوسکی عمر اوس وقت پینسٹھہ سال کی تہی۔ محمد اسکی قبر پر نہایت دلسوزی اور رقت سے رویا کرتا تہا۔ اسنے اسکے اور ابوطالب کے غم مین ماتمی لباس پہنا۔ یہان تک اس سال کو سال ماتم کہتے ہین عربی مورخ ابوہریرہ روایت کرتا ہے کہ اس ماتم و غم مین جبرائیل نے محمد کی تسلی و تشفی کی اور یہہ بشارت دی کہ خدیجہ کے لئے جنت مین اوسکے ایمان اور اون خدمات کی جزا مین جو اوسنے ابتداء اسلام کے لئے کین چاندی کا ایک محل تجویز ہوا ہے۔

شادی کے وقت گو خدیجہ محمد سے عمر مین بڑی تہی اور اوس نوخیز شگفتہ عمر کی حد سے گزر چکی تہی جبکہ مشرقی ممالک مین عورتین عموماً مرغوب خاطر ہوتی ہین۔ اگرچہ رسول بہی عاشق مزاجی اور حسن پرستی مین مشہور و معروف تہا لیکن کہتے ہین کہ محمد خدیجہ کے اوس وقت تک اوسکے ساتہہ صداقت و یگانگی سے برتاؤ کرتا رہا اور ملک عرب کے قانون سے [illegible] ایک سے زیادہ عورتون کو ازدواج مین لاسکتا تہا فایدہ نہ اوٹہایا۔

ماتم کا پہلا جوش و خروش فرو ہو گیا تو اوسنے اپنا غم غلط کرنے کے لئے ازدواج ثانی کی کوشش کی۔ اور من بعد کئی عورتوں کو عقد نکاح میں لایا۔ اوسنے اپنی شرع میں اپنے معتقدوں کو ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنے کی اجازت نہیں دی لیکن اپنے لئے یہہ تعداد محدود نہیں رکھی اور یہہ بتلایا کہ چونکہ پیغمبر الہامات عطیات الہی سے بالخصوص شرف ممتاز ہے وہ دوسرے فانی آدمیوں کی طرح اونہی قواعد و شرائع کا پابند نہیں ہے۔

خدیجہ کی وفات کے ایک ماہ بعد اوسنے پہلے پہل ایک خوبصورت لڑکی مسماۃ عایشہ کو جو اوسکے وفادار دوست صدیق اکبر کی بیٹی تھی پسند کیا۔ شاید اس ارتباط سے اوسکا یہہ منشا تھا کہ ابو بکر جو اپنی قوم میں بڑا بہادر اور ہر دلعزیز تھا اوسکی طرفداری میں زیادہ راسخ و مستحکم ہو جاوے۔ عایشہ کی عمر اسوقت صرف سات سال کی تھی اگرچہ اون مشرقی ممالک میں عورت بہت جلد شگفتہ ہو کر بلوغت کو پہونچ جاتی ہے تاہم وہ ہرگز اس لائق نہ تھی کہ تاہل میں لائی جاوے اسلئے محمد نے اوسکے ساتھہ صرف ناطہ کر لیا اور دو سال تک شادی کو ملتوی رکھا۔ اس اثنا میں اس امر کی خوب تاکید کرتا رہا کہ اوسکو اون تمام کمالات و فضایل میں کماحقہ تعلیم و تربیت دیجاوے جو ملک عرب کے ایک شریف اعلی خاندان کی عورت کے لیئے ضروری ہیں۔ پیغمبر اس عورت پر جو ایک ناشگفتہ غنچہ کی حالت میں پسند کی گئی تھی تمام دوسری عورتوں کی نسبت جو من بعد اوسکے نکاح میں آئیں ہمیشہ نہایت اشتیاق و تپاک سے فریفتہ رہا۔ یہہ سب عورتیں جو عایشہ کی نسبت کے بعد محمد کے نکاح میں آئیں متاہل ہو چکی تھیں اور وہ کہا کرتا تھا کہ صرف عایشہ ہی ایک عورت ہے جو بالکل اچھوتی مجھسے بغلگیر ہوئی۔

جبتک عایشہ سن بلوغ کو پہونچے اور شادی کے قابل ہو جاوے محمد نے اپنا دل بہلانے

لئے سودہ بیوہ سکران سے شادی کی۔ یہہ سکران محمد کے صحابہ مین سے تہا اور یہہ عورت رسول کی بیٹی فاطمہ کی دایہ تہی اور ان مومنون مین سے تہی جو مکیون کے جور و ستم سے تنگ آکر ابی سینیا کو چلے گئے تہے۔

کہتے ہین کہ جب جلاوطنی کی حالت مین تہی تو اوسکو اوس توقیر و منزلت کی جو اوسکے نصیب مین تہی غیب سے اطلاع مل گئی تہی کیونکہ اوسنے خواب مین دیکہا تہا کہ محمد نے اوسکی چہاتی پر سر رکہا ہوا ہے۔ اسنے اپنے شوہر سکران سے یہہ خواب بیان کیا اوسنے اسکی یہہ تعبیر کی کہ مین عنقریب مرجاؤنگا اور تو محمد کے ساتہہ شادی کریگی یہہ شادی کہ اوسکی پیشین گوئی کے موافق ہوئی تہی یا نہین صرف مصلحت وقت کے لحاظ سے تہی۔ محمد نے سودہ کے ساتہہ کبہی وہ محبت نہین کی جو دوسری عورتون کے ساتہہ کرتا تہا۔ وہ اسکو طلاق دے دیتا لیکن اسنے یہہ بات قبول کی کہ مجہے لئے صرف اسیقدر افتخار کافی ہوگا کہ رسول کی بیوی کہلاتی رہون اور یہہ شرط کی کہ جب ہمبستری کے لئے میری باری آیا کریگی مین اپنا حق عایشہ کو دیدیا کرونگی۔ محمد نے اس تجویز کو جس سے عایشہ کے ساتہہ محبت و الفت کی زیادتی ہوتی تہی منظور کیا اور سودہ جبتک جیتی رہی تب تک برائے نام محمد کی بیوی کہلاتی رہی

محمد کو یہہ بات بہت جلد معلوم ہوگئی کہ ابوطالب کی وفات سے اوسکو کسقدر نقصان پہونچا ہے کیونکہ وہ اوسکا صرف ایک عزیز رشتہ دار ہی نہین تہا بلکہ کمسے کم اپنے رعب داب کے باعث محمد کا ایک مستقل اور زبردست محافظ تہا۔ اسکی وفات کے بعد کوئی ایسا اونچا نہین تہا جو ابوجہل اور ابوسفیان کے حسد و عناد کو روک سکتا۔ ان دونون نے یہان تک تکلیف دینی شروع کی کہ محمد کو اپنے وطن مین سلامتی سے رہنا محال ہوگیا اسلئے وہ اپنے آزاد کردہ غلام زید کے ساتہہ طائف مین جائے پناہ تلاش کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ طائف ایک چہوٹا سا قصبہ محیط بچار دیواری مکہ سے ستر میل کے فاصلہ

پر تہا اور یہان قبیلہ ثقیف کے عرب لوگ آباد تہے۔ یہہ عرب کے نہایت ہی عمدہ قطعات مین سے تہا۔ اسکے اردگرد باغات و تاکستان ہین۔ یہان شفتالو کشمش انا خربوزہ۔ انجیر سبز و سیاہ اور کہجور بکثرت پیدا ہوتے ہین۔ عرب قرب جوار کے صحراؤن کی خشکی اور شورابی کو مد نظر رکہا جاتا تہا تو اسکی چراگاہین نہایت سرسبز اور اسکے کہیت اور سب شاداب و باردار ہین۔ حتی کہ عرب والون کے درمیان یہہ روایت مشہور ہتی کہ یہہ اصل مین ملک شام کا ایک ٹکڑا ہے۔ نوح کے طوفان کے وقت وہان سے منقطع ہوگیا اور یہہ آکر یہان چلا آیا۔

محمد نے کچہہ بہروسے کے ساتہہ طایف کے دروازہ مین قدم رکہا کیونکہ اوسکو امید تہی کہ اوسکا چچا عباس جو اوس مقام مین کچہہ جاگیر رکہتا تہا اوسکی حمایت و حفاظت کریگا لیکن یہہ اوسکا خیال خام تہا۔ محمد کے لئے پناہ کے واسطے اس سے زیادہ تر خراب در کوئی جگہ نہین تہی۔ قصبہ طایف تو بت پرستی کا ایک مستحکم قلعہ تہا۔ یہان لات کی پرستش بڑے زور شور سے جاری تہی۔ لات[1] ایک مونث دیوتاؤن مین سے تہا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اسکی سنگین تصویر جواہرات و زیورات سے لدی ہوئی تہی جو اوسکے پرستش کرنے والون نے چڑہائے تہے۔ اسکی نسبت لوگون کا یقین تہا کہ اسمین جان پڑ جاویگی اور اسی خدا کی بیٹی سمجہکر اوس سے شفاعت کی التجا کی جاتی تہی۔

محمد ایک ماہ تک وہان رہا اور وہان کے باشندون کو مسلمان کرنے کی بے سود کوشش کرتا رہا۔ جب کبہی وہ اپنے اصول عقاید کا وعظ کرتا لوگ شور و غوغا مین اوسکی آواز پست کر دیتے۔ کئی دفعہ پتہرون سے جو اوسپر پہینکے جاتے تہے اسکو چوٹ بہی لگی وفادار زید رسول کو پتہرون وغیرہ سے بچانے کی بہتیری کوشش کرتا تہا مگر لاحاصل۔

---

[1] اہل لغت کا بیان ہے کہ لات عربی مین اسم فاعل کا صیغہ ہے لت اسکا مصدر ہے اسکے معنی ہین دست مال کرنا۔ چونکہ یہہ شخص ہمیشہ سویق یعنی ستو دست مال کیا کرتا اور مسافرون کو پلایا کرتا تہا اسلیئے اسکا نام لات مشہور ہوگیا چونکہ یہہ اس سخاوت کی وجہ سے ہر دلعزیز ہوگیا تہا اسواسطے اسکا بت بنایا گیا ۱۲ مترجم

یہان تک لوگ طیش و غضب مین آگئے کہ محمد کو شہر سے باہر نکال دیا اور شہر کے باہر ہی کچھ فاصلہ تک غلامون اور لڑکون نے اوسکا تعاقب کیا اور گالیان دین۔

جب محمد اپنی ستم رسیدہ جاے پناہ سے اس ذلت کے ساتھ نکالا گیا اور وہ اپنے وطن مین بھی کھلے طور پر جانے کی جرات نکر سکتا تھا تو وہ خود صحرا مین ٹھہرا اور زید کو مکہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اوسکے دوستون کو کہہ سن کر اوسکے لئے کوئی خفیہ مکان تجویز کرے۔ اس تکلیف کے وقت اوسنے اون مشاہدات یا آسمانی تجلیات مین سے ایک جلوہ دیکھا جو ہمیشہ تنہا مقامات مین خاص اوقات پر وقوع مین آیا کرتی تھین یعنی جب اوسکا دل روحانی جوش و اضطراب مین ہوا کرتا تھا۔ اوسکا بیان ہے کہ یہہ تجلی مغرب کی نماز کے بعد وادی نقلہ مین جو طائف اور مکہ کے درمیان واقع ہے ایک تنہا مقام مین ظہور مین آئی۔ وہ قرآن پڑھ رہا تھا۔ ناگاہ اوسنے جنات کے ایک گذرنے والی جماعت کی باتین سنین۔

یہہ جن روحانی مخلوقات مین سے ہین۔ انمین نیک بھی ہوتے ہین اور بد بھی۔ اور انسان کی طرح آیندہ کی جزا و سزا پانے والے ہین۔ جنات مین سے ایک نے دوسرے سے کہا ذرا کان دھر کر سنو۔ محمد پڑھا کیا اور وہ سنا کئے۔ آخر ان سب نے کہا کہ ہمنے ایک نہایت ہی عمدہ تقریر سنی ہے جو سچی راہ کی ہدایت کرتی ہے اسلئے ہم اسپر یقین لاتے ہین۔

محمد کو طائف سے بدنام ہونے مین جو تکلیف ہوئی تھی وہ اس روحانی مشاہدہ کے وقوع سے رفع ہوگئی کیونکہ اوسکو یہہ بات واضح ہوگئی کہ گو مین اور میرے عقائد انسانون کے نزدیک حقیر و ذلیل ہون مگر روحانی مخلوقات تو اونکو معزز و موقر سمجھتی ہے۔ ہم محمد کے اپنے بیان سے جو اوسنے قرآن کی چھیالیسوین ۴۶ اور بہتروین ۷۲ سورتون مین کیا ہے یہی مفہوم کر سکتے ہین۔

اسکے بعد محمد نے یہہ مشتہر کیا کہ مین جن و انسان[1] دونون کو مسلمان کرنے کے لئے بھیجا گیا ہون۔

---

[1] چنانچہ قرآن شریف مین کئی جگہ دونون گروہون کو اسطرح خطاب کیا گیا ہے یا معشر الجن و الانس ۱۲ مترجم

* نوٹ

نوٹ۔ محمد کی پیدایش سے بہت پہلے وقتون سے مشرقی ممالک مین جن وغیرہ پر اعتقاد کیا جاتا تھا اور یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ غیر آباد مقامات مین خصوصًا شام کے وقت آمد کیا کرتے ہین۔ مشرقی ممالک کے اون باشندون کے خیالات و عادات ایسے اوہام کے از بس موید و ممد تھے جو تنہا صحراؤن اور گوشون مین بود و باش رکھتے تھے۔ عرب والون کے خیال مین ہر ایک وادی اور غیر آباد بیابانون مین ایک خاص فرقہ جنون کا تھا جو ایک قوی جن کے زیر حکم رہتا تھا اور یہہ جن رات کے وقت مسافرون اور رہگزرون کے احاطہ اور حملہ کرنے کے لئے گشت کیا کرتے تھے۔ اسی سبب سے عرب لوگ جب کسی غیر آباد اور تنہا وادی مین شام کے وقت داخل ہوتے تھے تو وہان کے حاکم اور بالا دست جن کی خدمت مین الحاح و منت سے یہہ عرض داشت کرتے تھے کہ وہ خبیث جن جو اوسکے زیر حکم ہین اونکو تکلیف نہ دین۔ آندھی اور طوفان جو صحراؤن مین کثرت اور شدت سے واقع ہوتے ہین خیال ہے کہ یہہ بڑے قوی ہیکل یا خبیث جنون کی کارستانی ہے۔ بڑے بڑے سانپ جو اکثر اوقات مکانات مین گھسکر باعث تکلیف و ایذا ہوتے ہین اکثر جن خیال کئے جاتے بعض انمین سے مومن اور بعض منکر و کافر قرار دئے جاتے تھے۔ محمد اپنے معتقدون کو گھر کا سانپ مارنے مین محتاط رہنے کی ہدایت کیا کرتا تھا اور یہہ اوسکا قول تھا کہ "اوسکو کہدو کہ چلا جاوے اگر وہ نہ مانے تو اوسکو قتل کرو۔ کیونکہ یہہ ایک علامت ہو کہ آیا وہ صرف حشرات الارض مین سے ہے یا کوئی کافر جن ہے"

یہہ بھی روایت ہے کہ پہلے زمانہ مین جنون کو جنت مین جانے کی اجازت تھی لیکن بیجا دخلت کرنے والی خصلتون اور خواہشون کے باعث اونکو وہان سے خارج کیا گیا۔ تب سے اونکو دزدیدہ اور چوری دیکھنے کی عادت ہو گئی اکثر اوقات آسمان پر چڑھکر کوشش کرتے ہین کہ چوری سے جنت کو دیکھین اور معلوم کرین کہ وہان کیا ہو رہا ہے لیکن فرشتے شرر ریز تلوارون کے ساتھ اونکو وہان سے نکال دیتے ہین۔ شہاب وغیرہ جو وقوع مین آتے ہین اور جنکو تارے ٹوٹنا کہا جاتا ہے مسلمانون کے نزدیک یہہ جنت کے محافظ فرشتون کی شعلہ باری و تیر اندازی ہے جو دخلت کرنے والے شیاطین پر کی جاتی ہے

بعض روایات کا بیان ہے کہ پہلے پہل زمین پر بھی جن آباد تھے لیکن انھون نے خدا سے بغاوت کی اور دنیا کے ممالک کو غصب کر لیا اور دو ہزار سال تک اپنے قابو مین رکھا۔ آخر عزازیل کو انکے مقابلہ مین بھیجا گیا۔ عزازیل نے انکو شکست دی اور اونکے نہایت طاقتور بادشاہ جان بن جان کو جسنے اہرام (پیرامڈ) مصر کی بنا ڈالی تھی مسخر و مغلوب کیا۔ اسی بادشاہ کی سپر (ڈھال) سلیمان پیغمبر کے ہاتھ آئی تھی جسکے سبب سے وہ تمام جن انس اور ساحرون وغیرہ پر حکمران ہوا۔ یہہ باغی و سرکش اور اسطرح جب مسخر و مغلوب ہوگئے تو دنیا کے نہایت ویران اور غیر آباد مقامات مین نکالے گئے تھے۔ اسکے بعد خدا نے انسان کو مخلوق کیا اگرچہ اوسکو اسقدر خوفناک قوے اور طاقتین نہ بخشین اور اوسکو دنیا پر بسنے کے لئے دی۔

مسلمانون کا خیال ہے کہ خدا نے فرشتون کو نور سے پیدا کیا جنون کو بے دہوان آگ سے اور آدم کو مٹی سے۔ محمد قرآن کی بہترویں سورہ مین جب وادی نخلہ کے درمیان جنون سے ملاقات کا اشارہ کرتا ہے تو اونکی اپنی زبانی اونکا حال نہایت صاف اور کھلے طور پر بیان کرتا ہے۔

"ہم پہلے اس بات کی کوشش کیا کرتے تھے کہ دیکھین جنت مین کیا کارروائی ہو رہی ہے لیکن ہمنے دیکھا کہ جنت کی حفاظت کے لئے فرشتے شعلہ دار تیر لئے کھڑے ہین۔ ہم جنت کے باشندون کی باتین سننے کو

بیٹھے وہان کسی گوشہ مین بیٹھہ جایا کرتے تہے ۔ لیکن اب جو کوئی ایسا کرتا ہے فی الفور دیکھہ لیتا ہے کہ بہشتی سرحد کی حفاظت کے لئے ایک شعلہ جوالہ طیار رہتا ہے ۔ ہم مین سے اکثر مسلمان ہین اور بعض ہمسے ایسے بھی ہین جو راہ راست سے منحرف ہین ۔ جو اسلام قبول کرتا ہے راہ راست پر چلتا ہے لیکن وہ لوگ جو صداقت اور راستی کے رستے سے انحراف کرتے ہین جہنم کی آگ کے لئے ایندھن ہونگے "

(مترجم دیکھو سورۃ الاحقاف و سورۃ الجن)

محمد کا مکہ سے یروشلم تک اور یروشلم سے ساتوین آسمان تک شبانہ سفر (معراج)

مطعم بن عدیؓ نے جو محمد کے معتقدون مین سے تہا اوسکو اپنے گہر مین پناہ دی اور محمد مکہ مین واپس آگیا ۔ وادی نقلہ مین جنون کے مشاہدہ کے تہوڑے عرصہ کے بعد ایک اور انکشاف ظہور مین آیا جو نہایت ہی عجیب غریب تہا اور ابتک صادق و متقی علماء اسلام کا گروہ اوسپر طرح طرح کی توجیہات اور خیال بندیان کر رہا ہے ۔ ہمارا اشارہ محمد کے اوس مشہور و معروف شبانہ سفر کی طرف ہے جو اوسنے مکہ سے بیت المقدس تک اور بیت المقدس سے ساتوین آسمان تک کیا ۔ اس سفر کی کیفیت گو اسطرح پر بیان کی جاتی ہے کہ محمد کی اپنے منہ کی بات ہے ۔ صرف روایت پر ہی مبنی و موقوف ہے ۔ اگرچہ اسکی تصدیق و تائید مین بعض لوگ قرآنی آیات جو مختلف مقامات پر ہین پیش کرتے ہین ۔

ہم اس مشاہدہ یا انکشاف کو پوری پوری وضاحت اور عجیب غریب غلو کے ساتہہ بیان نہین کرنا چاہتے ۔ صرف اسکے ضروری حالات بیان کرینگے ۔

وہ رات جسمین یہہ واقعہ ظہور مین آیا تہا کہتے ہین کہ ایسی اندہیری اور سنسان تہی کہ ویسی رات کبہی نہین ہوئی ۔ اس رات نہ مرغ بولتے تہے اور نہ کتے بہونکتے تہے نہ وحشی حیوانات اور بوم وغیرہ کی آواز سنی جاتی تہی ۔ یہان تک کہ پانی کے بہاؤ اور ہوا کے چلنے کی آواز بہی بند تہی ۔ کل کائنات بیحس و مردہ معلوم ہوتی تہی ۔ اس رات کے درمیان محمد کو

محمد کو اس آواز سے بیدار کیا گیا "ای سونے والے جاگ" اور جبرائیل اوسکے سامنے کھڑا تھا۔ اسکی پیشانی صاف و سادہ تھی۔ اوسکا رنگ برف کی طرح سپید تھا۔ اوسکے سر کے بال کندھوں پر جھوم رہے تھے۔ اور بہت سے چمکیلے رنگون کے بازو یعنی پر تھے۔ اوسکی پوشاک موتیون اور کندن سے مرصع تھی۔ یہہ فرشتہ محمد کے لئے ایک نہایت ہی عجیب شکل اور غریب شمایل کی سواری لایا۔ اور بیشک اس مرکب کی کیفیت تمام دیگر حیوانات سے جو کبھی دیکھے یا سنے گئے ہین بالکل مختلف ہے۔ محمد نے بھی ایسا حیوان کبھی نہین دیکھا تھا۔ اسکا چہرہ انسان کا تھا۔ رخسارے گھوڑے کے تھے۔ اوسکی آنکھین ستارون کی طرح چمکتی تھین۔ عقاب کی طرح بازو تھے جو نور کی کرنون سے چمکتے تھے۔ اوسکا سارا جسم بیش قیمت جواہرات سے درخشان و معمور تھا۔ یہہ مرکب مادہ تھا اور اپنی بیحد سرعت اور بے اندازہ جگمگاہٹ کے باعث براق یا بجلی کہلاتا تھا۔ محمد اس آسمانی مرکب پر سوار ہونے کے لئے طیار ہوا۔ جون ہی اوسنے اپنا ہاتھ بڑہایا مرکب پیچھے ہٹ گیا۔ جبرائیل نے کہا ای براق ٹھیر۔ اور رسول خدا کی تعظیم کر۔ کوئی فانی انسان آجتک تجھپر سوار نہین ہوا جو اللہ کے نزدیک اسقدر موقر و معزز ہو" براق نے جسکو معجزے سے اوسوقت گویائی کی طاقت عطا کی گئی تھی جواب دیا "ای جبرائیل کیا ابراہیم خلیل اللہ اگلے زمانہ مین مجھپر سوار نہین ہوئے تھے جب وہ اپنے بیٹے اسمعیل سے ملے۔ ای جبرائیل کیا یہہ شفیع خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور موجد دین متین نہین ہے"

ہان بیشک ای براق یہہ محمد بن عبد اللہ خویش و قوم عربستان کی اقوام مین سے ہے اور سچے مذہب کا بانی ہے۔ یہہ خیر البشر سرور انبیا اور خاتم النبیین ہے۔ تمام مخلوقات پیشتر اسکے کہ جنت مین داخل ہو سکین اسکی شفاعت کی طلبگار ہونگی جنت اسکے داہنے ہاتھ ہے اور اون لوگون کی جزا ہے جو اسپر ایمان لاوینگے۔ جہنم کی آگ اسکے بائین ہاتھ ہے جو لوگ اسکی اطاعت سے منحرف ہونگے سب اوس آگ مین جھونکے

جا وینگے"۔ براق نے کہا ای جبرائیل تجھے قسم ہے اوس دوستی کی جو تیرے اور اوسکے درمیان ہے اوسکی خدمت مین التجا کر کہ قیامت کے دن میری شفاعت کرے۔

محمد نے کہا اے براق تسلی رکھہ اور یقین جان کہ میری شفاعت سے تو جنت مین داخل ہوگا۔ جونہی محمد نے یہہ بشارت دی براق چپ چاپ نہایت طاعت کے ساتھہ سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور محمد کو اپنی پیٹھہ پر سوار کرکے مکہ کے پہاڑون سے بہت اونچا نکل گیا۔ جب کہ وہ زمین آسمان کے درمیان بجلی کی طرح جا رہا تہا جبرئیل نے کہا ای محمد ٹھیر جا۔ زمین پر اوترا اور دو دفعہ اپنا سر جہکا کر نماز پڑھ۔ یہہ تینون نیچے اوترے اور محمد نے رکوع و سجود کرکے کہا ای میرے دوست روح الامین تو نے مجہے اس جگہ سجدہ کرنے کے لئے کیون حکم دیا کیونکہ یہہ وہ سینا ہے جسپر خدا موسی کے ساتھہ ہمکلام ہوا تہا۔ بہت اونچے چڑھکر وہ آسمان اور زمین کے درمیان نہایت سرعت سے جا رہے تہے کہ جبرائیل پھر پکارا ای محمد ٹھہر جا نیچے اوترا اور دو سجدے کر۔ وہ نیچے اوترے۔ محمد نے سجدہ کیا اور پھر پوچہا تو نے مجہے اس جگہ سجدہ کرنے کے لئے کیون کہا۔ کیونکہ یہہ بیت اللحم ہے۔ یہان یسوع مریم کا بیٹا پیدا ہوا تہا۔

وہ پھر ہوا مین اوڑ گئے۔ داہنی طرف سے ایک آواز آئی کہ ای محمد ایک لمحہ ٹھیر جا کہ مین تجہسے باتین کرلون۔ تمام مخلوقات سے بڑھکر مین تیرا معتقد ہون لیکن براق آگے نکل گیا اور محمد نہ ٹھیرا کیونکہ یہہ اوسکو معلوم تہا کہ اس رفتار مین ٹھیرنا اوسکے اختیار مین نہین تہا بلکہ قادر علی الاطلاق کے اختیار مین تہا۔

بائین ہاتھہ سے ایک اور آواز آئی۔ اوسنے بہی ایسی ہی باتون سے محمد کو ٹھیرنے کے لئے کہا لیکن براق آگے بڑہتا گیا اور محمد ہرگز نہ ٹھیرا۔ اس بعد محمد نے ایک نہایت ہی حسین عورت اپنے سامنے دیکھی جو دنیا کی تمام دولت و تنعم سے آراستہ پیراستہ تہی اسنے نہایت ہی دلآویز تبسم سے محمد کی طرف اشارہ کیا اور کہا ای محمد ایک لمحہ ٹھیر جا

کہ مین تجہسے باتین کرون۔ مین تمام مخلوقات کی نسبت تیری زیادہ تر معتقد ہون۔ لیکن براق بڑہتا گیا اور محمد نہ ٹہیرا اور یہہ خیال کیا کہ اس رفتار مین ٹہیرنا میرے اختیار مین نہین بلکہ قادر قدیر و جلیل کے اختیار مین ہے

محمد نے جبرائیل کی طرف مخاطب ہو کر کہا "یہہ آوازین جو مین نے سنی ہین کیا ہین اور یہہ عورت جسنے میری طرف اشارہ کیا کون ہے"

ای محمد پہلی آواز ایک یہودی کی تہی۔ اگر تو اوسکی باتین سن لیتا تو تیری تمام امت موسائی ہو جاتی۔ دوسری آواز ایک عیسائی کی تہی۔ اگر تو اوسکی بات سن لیتا تو تیری امت کا عیسوی مذہب کی طرف میلان ہوتا۔ وہ عورت دنیا تہی جو اپنی تمام دولت۔ غرور و عجب کے ساتہہ لئے ہوئے تہی۔ اگر تو اوسکی بات سن لیتا تو تیری تمام امت مدامی خوشی اور جاودانی خورسندی و خوشحالی کی بجاے دنیوی حظوظ و لذائذ کو پسند کر لیتی اور سب کی سب جہنم واصل ہوتی۔

اونہون نے اپنی ہوائی رفتار جاری رکہی حتّٰی کہ یروشلم کے مقدس دروازہ تک آپہونچے۔ محمد نے براق سے اوتر کر اوسکو اوس حلقہ سے باندہ دیا جس سے انبیاء سابق نے اوسی باندہا تہا۔ پہر وہ معبد کے اندر داخل ہوا۔ وہان ابراہیم موسی عیسی اور اور بہت سے پیغمبرون کو پایا اور اونکے ساتہہ جماعت مین نماز پڑہی۔ پہر آسمان سے نور کی ایک سیڑہی اتری جسکا نیچے کا سرا شکرہ یعنی سنگ یعقوب پر جو اس مقدس معبد کا بنیادی پتہر ہے آٹہیرا۔

جبرائیل کی اعانت سے محمد اوس نردبان پر بجلی کی طرح چڑہ گیا۔ جب وہ پہلے آسمان پر پہونچے تو جبرائیل نے دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی "کون ہے" "جبرائیل" "تیرے ساتہہ کون ہے" "محمد" "کیا اسکو اپنی رسالت مل گئی ہے" "ہان مل گئی ہے" "تو اوسکے لئے خوش آمدید و مرحبا ہے" دروازہ کہل گیا۔

پہلا بہشت خالص چاندی کا تہا اور اوسکے منور درخشان محرابون مین سونے کی زنجیرون

ستارے لٹکے ہوئے تھے۔ ہر ایک ستارہ مین ایک فرشتہ محافظ کے طور پر مقرر ہے جو دیو اور جنات کو مقدس مکانات مین آنے سے روکتا ہے۔ جون ہی محمد داخل ہوا ایک سن رسیدہ آدمی اوسکے پاس آیا۔ جبرائیل نے کہا یہہ تیرا باپ آدم ہے اسکی تعظیم کر۔ محمد نے اوسکی تعظیم کی آدم نے اوسکو اپنے گلے لگایا اور کہا کہ تو میری اولاد مین سب سے اچھا اور انبیا مین سب سے افضل ہے اس پہلے بہشت مین تمام اقسام و اصناف کے بیشمار حیوانات تہے۔ جبرائیل نے کہا کہ یہہ سب فرشتے ہین اور اپنی اپنی شکل مین روئے زمین کے تمام حیوانات کی مختلف اجناس کی اللہ تعالے سے شفاعت کرتے ہین۔ انکے درمیان ایک نہایت ہی سفید رنگ کا مرغ تہا اور اسقدر بلند قامت تہا کہ اوسکی کلغی دوسرے بہشت تک پہونچی ہوئی تھی جو پہلے بہشت سے پانسو سال کی مسافت کے فاصلہ پر بلند تہا۔ یہہ عجیب غریب پرندہ ہر صبح اپنی خوش الحان بانگ خدا کے کانون تک پہونچاتا تہا۔ روئے زمین کی تمام مخلوقات باستثنا انسان اسی جانور کی آواز سے بیدار ہوتے ہین اور اسکے جنس کے تمام پرند اسکی آواز کی تقلید مین تسبیح و تہلیل کرتے ہین۔

نوٹ علماء اسلام کا بیان ہے کہ خدا تین شخصون کی آواز نہائیت خوشی سے سنتا ہے اول اوس شخص کی آواز جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ دوم اوسکی آواز جو صبح تقصیرات کے لئے دعا مانگتا ہے سوم اوس مرغ کی آواز جو قادر علے الاطلاق کے جلال و جبروت کے اظہار مین بانگ دیتا ہے۔

اونکا بیان ہے کہ جب قیامت قریب آجاویگی تو خدا اوس پرندہ کو حکم دیگا کہ اپنے بازو وغیرہ بند کر لے اور پھر بانگ نہ دے۔ اوسپر روئے زمین کے تمام مرغ بانگ دینا ترک کر دینگے اور اوسکی خاموشی اس امر کی دلیل ہوگی کہ یوم المیزان قریب ہے۔

پادری ڈاکٹر ہمفری پریڈو ڈین آف ناروچ اپنی حیات محمدی مین محمد پر یہہ الزام لگاتے ہین کہ یہہ حصہ نزوہر بند بادا بارتہا کی کتاب بابلی (متعلق بابل) تالمد[1] سے چرایا گیا ہے۔ اونکا بیان ہے کہ اس کتاب مین ایسے ہی ایک عجیب غریب پرندہ کی کہانی ہے جسکو زز کہا گیا ہے۔ جب یہہ اپنے پاؤن کے بل زمین پر کھڑا ہوتا ہے تو اوسکا سر آسمان تک پہونچتا ہے اور اپنے بازون کے پھیلاؤ سے تمام جرم آفتاب کو بالکل سیاہ کر دیتا ہے جس سے کہ تمام آفتاب کسوف مین آجاتا ہے۔ ایک جبادریہ کے رہنے والے مفسر شہر دو ماہے "آلبی" نے اس پرندہ کو مرغ قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہہ مرغ خدا کے حضور مین ہر صبح بانگ دیتا ہے اور خدا اوسکو اس مطلب کے لئے دانائی عطا کرتا ہے۔

---

[1] تالمد موسائیون کی حدیث کی ایک تفسیر کا نام ہے ۱۲ مترجم

اب انہون نے دوسرے بہشت پر صعود کیا - پہلے آسمان کی طرح یہان ہی جبرائیل نے دروازہ کہٹکہٹایا - ویسی ہی سوال و جواب ہوئے - دروازہ کہل گیا اور وہ اندر داخل ہوئے - یہہ آسمان بالکل مجلّے فولاد کا تہا اور نہایت ہی منور و روشن تہا - یہان انکو نوح پیغمبر ملا جسنے محمد کو گلے لگایا اور اوسکو تمام انبیا سے اعلےٰ و افضل ہونے کی مبارکباد دی - تیسرے آسمان پر پہونچکر ویسے ہی سوال و جوابکے بعد اندر داخل ہوئے - یہہ تمام آسمان قیمتی جواہرات سے مرصع تہا اور یہان تک چمکتا تہا کہ اوسکی چمک دمک سے آنکہون مین چکا چوند ہوتی تہی - یہان ایک نہایت ہی بلند قامت فرشتہ بیٹہا تہا جسکی دونون آنکہون کے مابین ستر ہزار دن کی مسافت کا فاصلہ تہا - مسلح آدمیون کا ایک لاکہہ دستہ اوسکے زیر حکم تہا - اسکے سامنے ایک بڑی وسیع کتاب کہلی تہی جسمین وہ برابر لکہتا اور کاٹتا جاتا تہا - جبرائیل نے کہا ای محمد یہہ عزرائیل یعنی موت کا فرشتہ ہے جو خدا کا مقر و معتبر ہے - اسکے سامنے جو کتاب کہی ہے اسمین اون لوگون کا نام درج کرتا ہے جو پیدا ہونے والے ہین اور اون لوگون کا نام خارج کرتا ہے جو زندگی کے دن پورے کر چکے ہین اور فی الفور مرنے والے ہین -

اسکے بعد وہ چوتہے آسمان پر چڑہے جو نہایت عمدہ چاندی کا بنا ہوا ہے - اون فرشتون کے درمیان جو اس آسمان پر رہنے والے تہے ایک بہت بڑا فرشتہ تہا جسکا قد پانسو دن کی مسافت کے برابر بلند تہا اور اوسکی شکل نہایت اندوہناک تہی - اور اوسکی آنکہون سے اشکون کے دریا جاری تہے - جبرائیل نے کہا یہہ اشک اور آنسوون کا فرشتہ ہے - بنی آدم کے گناہون پر گریہ وزاری کرنے اور اون خرابیون اور تباہیون کی پیشینگوئی کرنے کے لئے مقرر ہے جو اونپر نازل ہونے والی ہین -

پانچوان آسمان نہایت عمدہ سونے کا تہا - یہان محمد کو ہارون نہایت خلوص اور محبت کے ساتہہ ملا - یہہ انتقام لینے والا فرشتہ اس بہشت مین رہتا ہے اور عنصر آتش پر موکل

ہے۔ اون تمام فرشتون مین سے جو محمد نے دیکہے تہے یہہ نہایت خوفناک اور مہیب تہا۔ اسکا چہرہ تانبے کا معلوم ہوتا تہا اور رسولیون اور مسون سے بہرا ہوا تہا۔ اوسکی آنکہین بجلی کیطرح چمکتی تہین اسکے ہاتہہ مین ایک شعلہ دار نیزہ تہا اور یہہ ایک تخت پر جسکے پاؤن کیطرف آگ کے شعلے بلند تہے بیٹہا ہوا تہا اور اسکے سامنے زنجیرون کا ڈہیر پڑا تہا جو آگ سے تپاکر سرخ کی گئی تہین اگر یہہ اپنی اسی ہیئت مین زمین پر نزول کرے تو پہاڑ جل جاوین اور سمندر خشک ہو جاوین اور تمام ساکنان روی زمین خوف و ہراس سے مرجاوین۔ یہہ ملکو اور اسکے کارکن فرشتون کو خدا کی جانب سے کافرون اور گنہگارون سے انتقام کشی کا کام سپرد ہے۔

اس خوفناک نظارہ کو چہوڑکر وہ چہٹے آسمان پر چڑہے جو مصفی پتہر کا بنا ہوا ہے جسکو ہسلہ کہتے ہین اور جو لعل بن سکتا ہے۔ یہان ایک بڑا فرشتہ تہا جو نصف آگ کا اور نصف برف کا بنا ہوا تہا مگر برف پگہلتی نہین تہی اور نہ آگ بجہتی تہی اوسکے ارد گرد فرشتون کی ایک جماعت یہہ دعا مانگ رہی ہے کہ ای اللہ تو جو آگ اور برف کو یکجا کرتا ہے اپنے تمام ایماندار بندون کو اپنے قانون کے مطابق یکجا کر۔ جبرائیل نے کہا کہ یہہ فرشتہ زمین و آسمان کا محافظ ہے۔ یہہ وہ ہے جو تیری امت کے لوگون کے پاس فرشتون کو بہیجتا ہے تاکہ وہ اونکو تیری سالت کی طرف مائل کرین اور اونکو خدا کی اطاعت کی ترغیب دین۔ اور یہہ فرشتہ قیامت کے دن تک ایسا ہی کرتا رہے گا۔ اسی آسمان پر موسی پیغمبر تہا جو بجاے اسکے کہ دوسرے پیغمبرون کی طرح محمد سے مسرت و شادمانی کے ساتہہ ملتا اوسکو دیکہکر آنسو بہر لایا۔ محمد نے اوس سے آنسو بہانے کا سبب پوچہا۔ جواب دیا کہ مین ایک ایسے جانشین کو دیکہتا ہون جو اپنی امت کے زیادہ تر آدمی بہشت مین لیجاویگا بنسبت اسکے کہ مین ملحدان بنی اسرائیل کو لیجانے کے قابل ہونگا۔

ساتوین آسمان پر ابراہیم پیغمبر نے محمد کا استقبال کیا۔ یہہ نہایت ہی عجیب مقام تجلیات الہی

سے بنا ہوا ہے اور اوسپر اسقدر جلال و جبروت اور نور برس رہا ہے کہ انسان کی زبان اوسکے بیان
بالکل قاصر ہے۔ اوسکے نورانی ساکنون مین سے ایک کا بیان کر دینا اس امر کے لیئے کافی
ہوگا کہ باقی بیشمار باشندگان کا حال اوسپر قیاس کر لیا جائے۔ وہ مقدار مین تمام کرہ زمین کے
برابر ہے۔ اوسکے ستر ہزار سر ہین ہر ایک سر مین ستر ہزار منہ۔ ہر ایک منہ مین ستر ہزار
زبان۔ ہر ایک زبان مین ستر ہزار مختلف بولیان۔ اور یہہ تمام زبانین ہر وقت اللہ جل شانہ
کے حمد و ثنا مین مشغول رہتی ہین۔ محمد اس عجیب و غریب مخلوق کے بارہ مین ابہی سوچ بچار
ہی کر رہا تہا کہ اوسکو دفعتہً کنول پہول کے درخت کی طرف جسکو سدرۃ المنتہی بہی کہتے
ہین اوٹہایا گیا۔ یہہ درخت تخت رب العالمین کے جو ہر ایک نظر سے غایب ہے دائین ہاتہہ
پر پہیلا ہوا ہے۔ اسکی شاخین وسعت مین اوس فاصلہ سے زیادہ ہین جو زمین و آسمان کے
مابین ہے۔ اسکے سایہ مین فرشتے جو تعداد مین دریاؤن کے قطرات اور ریگ بیابان کے
ذرات سے زیادہ ہین آرام کرتے ہین۔ اسکے پتے ہاتہی کے کانون سے مشابہ ہین۔ ہزارہا
غیر فانی پرندے اسکی شاخون پر منڈلاتے پہرتے ہین اور قرآن مجید کی آیتین خوش الحانی سے
پڑہتے ہین۔ اسکا پہل دودہ سے سفید اور نرم اور شہد سے زیادہ میٹہا ہے۔ اگر خدا تعالے
کی کل مخلوقات جمع ہو جاوے تو اوسکی خوراک کے لیئے فقط ایک پہل کافی و وافی ہے۔ اسکے ہر ایک
بیج مین ایک ایک حور یا آسمانی دوشیزہ مستور ہے جو صادق مومنون کی بہجت و مسرت کے لیئے
ہے۔ اس درخت سے چار دریا نکلے ہین۔ دو انمین سے بہشت کے اندر چلے جاتے ہین اور دو اوسکے باہر
بہیہ باہر والے دریا نیل اور فرات ہین۔ محمد اور اوسکا آسمانی رہنما بیت المعمور یا مسجد اقصیٰ
کی طرف گئے۔ یہہ سرخ چمکیلے پتہر یا یاقوت کی بنی ہوئی تہی اور اوسمین بیشمار قندیلین تہین جو
ہمیشہ روشن رہتی ہین۔ جونہی محمد نے آستانہ کے اندر قدم رکہا اوسکے سامنے تین
برتن رکہے گئے۔ ایکمین شراب تہی دوسرے مین دودہ اور تیسرے مین شہد۔ اوسنے دودہ کا برتن

ملہ ایک کا نام کوثر ہے دوسرے کا نام سلسبیل جسے تسنیم بہی کہتے ہین ۱۲ مترجم

اوٹھاکر اوسمیں سے دودھ پی لیا۔ جبرائیل نے کہا تو نے بہت اچھا کیا۔ تیرا انتخاب بہت برجستہ اور مبارک ہے۔ اگر تو شراب پی لیتا تو تیری ساری امت گمراہ ہو جاتی۔

یہہ مقدس مکان شکل میں کعبہ کی مانند ہے جو مکہ مین ہے اور ساتوین آسمان مین کعبہ کے عین اوپر ہے۔ اس مقدس مسجد مین ہر روز ستر ہزار ملایکہ مقربین زیارت کے لئے آتے ہین۔ یہہ فرشتے اسوقت طواف کر رہے تہے۔ محمد نے بہی انکے ساتھہ شامل ہوکر سات مرتبہ طواف کیا۔ جبرائیل اب اس سے آگے نہ جا سکا۔ محمد بہت سے فاصلے کو اس جلدی سے طے کر گیا کہ خیال بہی اس سرعت کے ساتھہ پہونچ نہین سکتا۔ رستہ مین بعض مقام تو نہایت ہی جگمگے اور روشن تہے اور ایک سخت اندہیرے اور ظلمت کا تہا۔ محض ظلمت اور تیرگی اندہیرے سے نکلکر محمد اپنے تئین اللہ کے حضور مین پاکر نہایت خائف و متحیر ہوا۔ اور ابہی اوسکے تخت سے دو تیر کے فاصلہ پر تہا۔ اللہ کا جمال بیس ہزار پردہ مین مستور تہا۔ کیونکہ اوسکے جلوہ پر نظر کرنے سے انسان معدوم و فنا ہوجاتا ہے اللہ تعالے نے اپنے ہاتہہ بڑہائے ایک محمد کی چہاتی پر رکہا اور دوسرا اوسکے کندہے پر۔ اس سے محمد نے اپنے تہ دل اور مغز استخوان تک سردی محسوس کی۔ اسکے بعد اوسپر نہایت ہی مسرت اور وجدان کی حالت طاری ہوئی۔ اور اوسکے اردگرد نرم نرم خوشبو اور سوندہی سوندہی بو باس پہیلنے لگی جسکو سوائے اونکے جو رب کے حضور مین رہ چکے ہوں کوئی محسوس نہین کر سکتا۔ محمد نے بہت سے احکام جو قرآن مین مندرج ہین بالمشافہ خدا سے حاصل کئے۔ انہین سے ایک یہہ تہا کہ مسلمانون پر پچاس نمازین روزانہ فرض ہوئین۔

جب محمد خدا کے حضور سے واپس آیا اور موسی سے ملا تو موسی نے پوچہا کہ کیا احکام لائے۔ کہا امت پر پچاس نمازین روزانہ فرض ہوئی ہین۔ موسی نے کہا کیا ایسا بہاری فرض تو ادا کر سکے گا۔ مجہسے پیشتر مین تجربہ کر چکا ہون۔ مینے بنی اسرائیل کے ساتھہ اس امر مین سعی و کوشش کی تہی مگر محض لاطایل واپس جا اور اپنے فرائض مین کمی کی [illegible]

محمد واپس گیا اور دس نمازین کم کرا لایا۔ جب اسنے موسیٰ کے پاس آکر اپنی کامیابی کا ذکر کیا تو موسیٰ نے چالیس روزانہ نمازون پر بہی وہی اعتراض پیش کیا۔ اوسکی صلاح سے محمد متواتر واپس جاتا رہا حتی کہ نمازون کی تعداد پانچ رہ گئی مگر موسیٰ تا حال معترض تہا کہ کیا تو اپنی امت سے ہر روز پانچ نمازون کے لینے کا خیال کرتا ہے۔ قسم ہے خدا کی مین بنی اسرائیل کے ساتہہ امتحان کر چکا ہون۔ ایسا تقاضا فضول ہے۔ واپس جا اور زیادہ تخفیف کے لئے التجا کر۔ محمد نے جواب دیا۔ بس مین اسقدر عنایت و فضل کا تقاضا کر چکا ہون کہ اس سے زیادہ درخواست کرنے سے شرمسار ہوتا ہون۔ یہہ کہکر اوسنے موسیٰ کو سلام کیا اور روانہ ہوا۔ نور کی سیڑہی کے ذریعہ یروشلم مین اُتر آیا جہان اوسنے براق بندہا ہوا پایا۔ اوسپر سوار ہوکر ایک لمحہ مین وہین آپہونچا جہان سے روانہ ہوا تہا۔

اس نظارہ یا شبانہ سفر کا یہہ بیان بعینہ مورخ ابو الفدا اور ابوہریرہ کے بیانات کے مطابق ہے۔ اور گیگنیر کی تصنیف حیات محمدی مین زیادہ تر تفصیل و تشریح کے ساتہہ بیان کیا گیا ہے۔ یہہ واقعہ حکما و علماے اسلام کے درمیان بڑے بڑے مباحثات و اختلافات کا باعث ہوا ہے۔ بعض کا یہہ دعوےٰ ہے کہ یہہ صرف عالم رویا اور شبانہ خواب تہا اور جنہونے اس دعوے کی تصدیق کیلئے یہہ لوگ محمد کی زوجہ عایشہ سے ایک روایت پیش کرتے ہین۔ اور وہ یہہ ہے۔ عایشہ نے ظاہر کیا تہا کہ اوس رات محمد کا جسم بالکل بے حس اور وہ بیہوش تہا اور یہہ صرف اوسکی روح ہی تہی جسنے شبانہ سفر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگون نے عایشہ کی اس روایت کو اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کیا ہے اونہون نے اس بات کا کچہہ خیال نہین کیا کہ جب یہہ شبانہ سفر وقوع مین آیا اوسوقت عایشہ ابہی خورد سال تہی اور گو محمد کے ساتہہ منسوب تہی مگر ہنوز اوسکی اہلیہ نہین ہوئی تہی۔ بعض لوگ اس امر پر مصر ہیں کہ اوسنے یہہ آسمانی سفر فی الواقع جسم کے ساتہہ کیا ہے اور یہہ سب کاروائی ازروے معجزہ اسقدر قلیل فرصت مین سرانجام کی گئی تہی کہ روانگی کے وقت جبرائیل کے بازو کی ٹہوکر سے

پانی کا ایک برتن اولٹ گیا تہا۔ محمد نے معراج سے واپس آکر اوس برتن کو تہام لیا اور سارا اولٹنے نہ دیا۔

بعض لوگون کا بیان ہے کہ محمد نے صرف بیت المقدس تک شبانہ سفر کرنے کا دعوے کیا ہے اور باقی کی کارروائی یعنی آسمانون کی سیر صرف ایک وہم ہے۔ احمد بن یوسف کا بیان ہے کہ محمد کا رات کے وقت یروشلم تک سفر کرنا خود یروشلم کے متولی اور مہتمم نے تصدیق کیا ہے۔ اس متولی کا بیان ہے کہ جب محمد نے اپنا ایک سفیر شہنشاہ ہرقلیس کے پاس قسطنطنیہ مین بہیجا اور اوسکو اسلام کی دعوت کی مین اوسوقت شہنشاہ کے حضور مین موجود تہا سفیر نے محمد کے معراج کا ذکر کیا۔ مین متعجب و حیران ہوا اور شہنشاہ کے روبرو ایک واقعہ کا ذکر کیا جو سفیر کے بیان کے ساتہہ منطبق ہوتا تہا۔ مین نے کہا میرا یہہ دستور ہے کہ رات کے وقت جب تک مسجد کا ہر ایک دروازہ بند نہ کر لون مین آرام نہین کرتا۔ اس رات جسکا ذکر ہوا ہے مین نے حسب معمول ہر ایک دروازہ بند کیا لیکن ایک دروازہ مین بالکل بند نہ کر سکا۔ مین نے نجارون کو بلایا جنہون نے دروازہ کو دیکہکر کہا کہ ڈیوڑہی کی عمارت کا اوپر کا حصہ اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ دروازہ کا بند کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اسلئے مین نے مجبوراً اوسے کہلا چہوڑ دیا۔ علی الصباح مین اوسطرف گیا۔ کیا دیکہتا ہون کہ وہ پتہر جو مسجد کے گوشہ مین رکہا ہوا تہا چہید چہید ہو رہا ہے اور اوس جگہ جہان براق باندہا گیا تہا بہت سے نشانات موجود تہے۔ تب مین نے اون لوگون سے جو وہان موجود تہے کہا کہ یہہ ڈیوڑہی کبہی اسقدر سخت اور مضبوط نہ ہوتی اگر کسی پیغمبر کو یہان آکر نماز نہ پڑہنی ہوتی۔

روایات کا بیان ہے کہ جب محمد نے مکہ مین ایک جم غفیر کے سامنے اس شبانہ سفر کا ذکر کیا تو بہت لوگ گو یقین کرتے تہے مگر حیران و شگفت تہے بعض کو شکوک و شبہات نے گہیر لیا۔ لیکن قریش تو اسپر تمسخر و مزاح کرتے تہے۔ ابوجہل نے کہا "تو کہتا ہے کہ مین مسجد یروشلم مین ہو آیا ہون۔ اپنے کلام کی تصدیق کے لئے اوس مسجد کی کیفیت بیان کر"

اسپر ایک لمحہ کے لئے محمد گھبرایا کیونکہ اوسنے اس معبد کو رات کے وقت دیکھا تھا جبکہ اوسکی شکل اچھی طرح نظر نہین آئی تہی۔ دفعۃً جبرئیل اوسکے سامنے آکھڑا ہوا اور اوس مقدس عمارت کا ٹہیک ٹہیک نقشہ اوسکی آنکھون کے سامنے رکھدیا۔ یہانتک کہ وہ فی الفور اس لائق ہوگیا کہ نہایت باریک سوالات کا جواب دے سکے۔ تاہم یہہ کہانی محمد کے بہت سے معتقدون کے یقین و اعتقاد سے بڑھکر تہی۔ حتیٰ کہ ابو بکر نے اونکو اپنے ایمان مین تزلزل دیکھکر اور اس خوف سے کہ مبادا یہہ لوگ مرتد ہوجاوین اسکی صداقت کے لئے کچھہ گول مول سی قسم کہائی۔ اس اعانت کے صلہ مین محمد نے اوسکو صدیق[1] کا خطاب دیا اور وہ بعدہ اسی خطاب سے مشہور و ممتاز رہا۔

جیسا کہ ہم پیشتر بیان کرچکے ہین اس سیر کا تمام حال محض روایات پر مبنی و منحصر ہے۔ گو اسکے متعلق چند باتون کا کہین کہین قرآن[2] مین بھی کنایۃً ذکر آیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہہ تمام ماجرا اون مشاہدات وجدان مین سے جو محمد کو ہوا کرتے تہے کسی ایک نظارہ یا وجد کے متعلق محبت مین ڈوبے ہوئے مسلمانون کی جانب سے وہمی تصنع ہو۔ بہرحال اس ماجرا کے بیان سے دشمنون نے اوسپر پاگل اور دیوانہ ہونے کا دہبہ لگایا۔

محمد کا مدینہ کے حاجیون کو مسلمان کرنا۔ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا عزم بالجزم کرنا۔ اوسکے قتل کی سازش۔ اوسکا ازروے معجزہ بچ جانا۔ اوسکی ہجرت مدینہ مین اوسکا استقبال

محمد کے اقبال کا ستارہ دن بدن مکہ مین تنزل پر تہا۔ خدیجہ جو سب سے محسنہ تہی۔ تنہائی کو

---

[1] اس خطاب کی مناسبت یہہ تہی کہ ابو بکر نے معراج کا واقعہ سنکر کہا تہا صدقت یا رسول اللہ ۱۲ مترجم

[2] یہ بالکل صریح ذکر ہو رہا ہے پندرھوین سیپارہ کی پہلی آیت یہہ ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ یعنی پاک ہے وہ خدا جو لے گیا اپنے بندہ کو رات کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ [illegible]

غزلت میں اوسکی جان نثار انیسہ تھی۔ اوسکے عقاید و اصول پر نہایت پر جوش یقین کرنے
والی تھی فوت ہو چکی تھی۔ ایسا ہی ابوطالب جو کبھی اوسکا وفادار اور کماحقہ محافظ تھا قبر میں
موت کی نیند سویا پڑا تھا۔ جب ابوطالب کی حفاظت و حیات کا سایہ جاتا رہا تو محمد مکہ میں
قانونی حفاظت سے ایک گونہ خارج تھا۔ اپنے تئیں مخفی و مستور رکھنے پر مجبور تھا۔ اور اون لوگوں
کی مہمان نوازی پر ایک گونہ بوجھہ تھا جنکو اوسکے عقاید نے عذاب و مصیبت میں ڈال رکھا تھا
اگر دنیوی انتفاع اوسکے مدنظر ہوتا تو کیونکر حاصل ہو سکتا تھا۔ اوسکو اپنی رسالت کا اظہار
و اشتہار کئے ہوئے دس سال گزر چکے تھے۔ اور یہہ دس سال محض عناد۔ تکلیف اور مصیبت کے
تھے۔ باوجود اسکے وہ مستقل اور ثابت قدم تھا۔ زندگی کے ایسے وقت میں جبکہ لوگ اپنی گزشتہ
مساعی و محاصدات سے آرام کے ساتھہ بیٹھکر پہل کھانے کی تلاش میں ہوتے ہیں نہ کہ آیندہ
کے لئے نئی تجاویز میں جان جوکھوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد اپنا آرام جائیداد۔
اور خویش و اقربا کو قربان کر کے صرف اپنے مذہبی ایقان کے لئے اپنا وطن اور ملک ترک
کرنے پر بھی آمادہ و مستعد ہوا۔ جوں ہی حج و زیارت کا موسمی وقت آپہونچا۔ محمد اپنی مخفی
جگہ سے باہر نکلا اور ایک بڑے ازدحام میں جو عربستان کے مختلف ممالک سے آیا ہوا تھا شامل ہوا
اوسکی دلی خواہش یہہ تھی کہ کوئی طاقتور قوم یا کسی بڑے شہر کے باشندے ایسے مل جاویں جو
اوسکو مہمان کے طور پر قبول کرنے کے قابل و خواہاں ہوں اور اوسکی اپنے مذہب کی اشاعت
و تعمیل میں کماحقہ حفاظت کریں۔ کچھہ عرصہ کے لئے وہ اپنی تلاش میں کامیاب نہو سکا۔ وہ
لوگ جو کعبہ میں زیارت و عبادت کے لئے آئے تھے وہ ایسے شخص سے جو کفر و الحاد میں بدنام
ہو چکا ہو کنارہ کشی کرتے تھے اور دنیوی اغراض کے مفتون ایسے شخص کی دوستی کے ہرگز خواہاں
نہیں تھے جو اپنے وطن کے زبردست اور طاقتور لوگوں کے نزدیک مقہور اور مستوجب تعزیر ہو
آخر کار جبکہ وہ ایک دن کوہ عقبہ پر جو مکہ سے تھوڑی دور شمال کی جانب واقع ہے وعظ
و منادی کر رہا تھا شہر یثرب کے چند حاجی اوسکی طرف متوجہ و مایل ہوئے۔ یہہ شہر جو اوس

رو[illegible] سے مدینہ کے نام [illegible] سے قریبہ ۲۷۰ ۔ میل کی فاصلہ پر سمت
شمال واقع ہے۔ اسکے باشندون مین بہت سے لوگ یہودی اور بعض عیسائی تھے
مذکرہ بالا حاجی خالص عرب تھے اور قدیم اور مشہور قبیلہ خضاراد کے متعلق تھے اور انکے
مشہور و معروف اقوام کنید اور نذیر کے ساتھہ جو مقدس خاندان عارن کی نسل سے ہونیکا
کا دعوے کرتے تھے دوستانہ ارتباط رکھتے تھے۔ یہہ حاجی اپنے یہودی دوستون
سے اکثر موسوی مذہب کے رموز کی تفسیر و تشریح سنا کرتے تھے اور مسیح موعود کا ذکر بھی سن
چکے تھے۔ یہہ محمد کی فصاحت سے نہایت متاثر ہوئے اور اوسکے اصول و قواعد کو موسوی
مذہب کے مطابق پاکر حیران و متعجب رہ گئے حتّی کہ جب اونہون نے محمد کو یہہ کہتے سنا کہ مین
رسول ہون اور خدا کی طرف سے قدیمی مذہب کی تائید و تصدیق کرنے کے لئے بھیجا
گیا ہون تو وہ ایک دوسرے سے یہہ کہنے لگے "بیشک یہہ مسیح موعود ہے جسکے بارہ مین
ہمین بتلایا گیا ہے" جون جون وہ محمد کی باتین سنتے تھے اونکا یقین ترقی کرتا جاتا تھا
آخرکار وہ علانیہ طور پر ایمان لائے اور قطعًا اسلام کا اعتراف کیا۔

چونکہ خضاراد لوگ یثرب کی طاقتور قومون مین سے تھے محمد نے اون سے حفاظت و حمایت
کی التجا کی اور یہہ تجویز کی کہ جب تم حج سے واپس جاؤ گے مین تمہارے ہمراہ جاؤنگا لیکن ان
لوگون نے یہہ کہا کہ ہمارے اور فرقہ اوست کے درمیان جو یثرب مین ایک طاقتور اور بارعب فرقہ
ہے باہمی بغض و عناد ہے۔ جبتک ہم اوس فرقہ کے ساتھہ صلح و آشتی نہ کرلین مناسب
ہے کہ تم اپنا آنا ملتوی رکھو۔ محمد نے یہہ بات مان لی لیکن جب یہہ حاجی اپنے وطن کو واپس
گئے تو محمد نے مصعب ابن عمیر کو جو اوسکے معتقدون مین نہایت ہی فاضل اور لائق تہا تاکید
ہدایت دیکر انکے ساتھہ روانہ کیا کہ اونکو اس نئے مذہب مین راسخ و مستحکم کرے اور اونکے
شہر کے دوسرے باشندون کے درمیان بھی اس مذہب کو پھیلاوے۔ شہر مدینہ مین پہلے پہل
اسلام کا بیج اسطرح بویا گیا تہا۔ کچھہ عرصہ کے بعد یہہ تخم ریزی بتدریج کامیاب ہوگئی

بت پرستون نے تعصب کی مزاحمت کی یہانتک کہ اوسکی جان کے لالے پڑ گئے لیکن وہ اپنے ساعی و مشاغل مین ثابت قدمی و استقلال سے سرگرم رہا اور شہر کے کئی بڑے بڑے مشہور باشندون کو مسلمان کیا۔ انمین ایک تو سعد بن معاذ تہا جو فرقہ آوست کا شہزادہ یا سردار تہا۔ اور ایک عثمان بن حجیر تہا۔ یہہ شخص شہر مدینہ مین بڑا مستند و مشہور تہا۔ مکہ کے بہی بہت سے مسلمان جو عذاب و مصیبت مین مبتلا تہے مدینہ مین پناہ گزین ہوئے اور اس شہر مین جدید مذہب کی اشاعت کے لیئے امداد دی حتی کہ اس شہر کے ہر ایک گہر تک یہہ مذہب پہونچ گیا۔ مدینہ کے مسلمانون کو جب اس امر کا یقین ہو گیا کہ ہم محمد کو اپنے شہر مین پناہ دینے کے قابل ہو گئے ہین تو اونمین سے ستر آدمی بسر کردگی مصعب بن عمیر رسالت کے تیرہوین سال مقدس ماہ حج مین دیگر زایرون کے ساتہہ شامل ہو کر مکہ کی طرف گئے اور محمد کو اپنے شہر مین بود و باش کرنے کی دعوت کی۔ محمد نے آدہی رات کو کوہ عقبہ پر اونکے ساتہہ کنگاش (مجلس شوری) کی۔ محمد کا چچا عباس جو متوفی ابوطالب کی طرح اوسکی بہتری و سلامتی کے لیئے نہایت ہی شغف رکہتا تہا اگرچہ وہ اسکے عقاید و اصول کا پیرو نہین تہا اس خیال سے اس مخفی مجلس مین محمد کے ہمراہ گیا کہ اوسکو کسی قسم کا نقصان و خطرہ لاحق نہو عباس نے مدینہ کے زایرون سے درخواست کی کہ جبتک تم لوگ محمد کو محفوظ و مصون رکہنے کی زیادہ تر قابل نہو جاؤ اسکو اپنے شہر مین لے جانے کی ترغیب دو اونکو آگاہ کیا کہ اگر تم کہلے طور پر نیا مذہب اختیار کر لوگے تو تمام عربستان تمہارا مخالف و دشمن ہو جائیگا۔ مگر عباس کی منت سماجت اور تخویف محض لاطایل تہی۔ فریقین کے درمیان ایک پختہ عہد و پیمان ہو گیا۔ محمد نے اونکے ساتہہ یہہ شرط کی کہ وہ بت پرستی کو ترک کرین۔ اور ایک سچے خدا کی کہلے طور پر بیخوف و خطر پرستش کرین۔ اور اپنے لیئے یہہ کہا کہ رنج و راحت مین میری متابعت کرو۔ اور جو میرے پیرو میرے ہمراہ جاوین اپنے عیال و اطفال کی طرح اونکی حفاظت و حمایت کرو۔ ان شرایط پر اسنے اونکے ساتہہ رہنے کا اقرار کیا اور یہہ کہا کہ مین تمہارے دوستون کا دوست اور

دشمنون کا دشمن ہونگا۔

اونہون نے یہہ سوال کیا کہ اگر ہم تیرے لئے تباہ و ہلاک ہوئے تو ہمین کیا معاوضہ ملیگا پیغمبر نے جواب دیا۔ فردوس۔

یہہ شرائط منظور و مقبول ہوئین۔ مدینہ کے ایلچیون نے محمد کے ہاتھ مین ہاتھ مارا (بیعت کی یا قول دیا) اور عہد و پیمان پر قایم رہنے کے لئے حلف اوٹھایا۔ محمد نے انمین سے بارہ آدمیون کو منتخب کرکے اپنا اصحاب قرار دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کارروائی ہمارے نجات دہندہ کی تقلید تھی۔ اوسوقت پہاڑ کی چوٹی کی طرف سے ایک آواز آئی۔ اس آواز نے اونکو کافر و مرتد کے خطاب سے مخاطب کیا اور عقوبت کی دہمکی دی۔ اس آواز کے سننے سے جو رات کے اندھیرے مین مسموع ہوئی کچھہ عارضی خوف پیدا کردیا۔ محمد نے نہائیت حقارت سے کہا کہ یہہ ابلیس کی آواز ہے جو خدا کا دشمن ہے۔ اس سے کچھہ خوف نہ کرو۔

اغلب ہے کہ یہہ قریشیون کے کسی جاسوس یا چوری سے باتین سننے والی کی آواز تھی کیونکہ اوس بہاری رات کو جو کچھہ وقوع مین آیا تھا علی الصباح قریشیون نے اوس سے پوری پوری آگاہی ظاہر کی اور ان نے معاہدین کے ساتھہ جب وہ اونکے شہر سے روانہ ہونے کو تھے نہائیت ہی درشتی اور تندی سے سلوک کیا۔ اسطرح سے پہلے پہل اسلام کے قبول کرنے اور محمد اور اونکے پیروان کو نہائیت ہی مشکل موقع پر مدد دینے سے مدینہ کے مسلمانون نے انصار یعنی معاونین کا خطاب حاصل کیا جس سے وہ بعد ازان مشخص و ممیز رہے۔

انصار کی روانگی اور مقدس ماہ حج کے گزرجانے کے بعد مسلمانون کی تکلیف و عقوبت ازسرنو نہائیت سختی و درشتی کے ساتھہ جاری کی گئی یہان تک کہ محمد نے جو وطن مالوف کے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرچکا تھا سخت تکلیف و مصیبت کا وقت قریب جانکر اپنے تمام معتقدون کو ہدایت کی کہ اپنے اپنے بچاؤ کے لئے بندوبست کرین۔ اور خود اپنے چند راسخ الاعتقاد مریدون کے ساتھہ ابھی مکہ مین رہا۔ اسوقت ابوسفیان جو محمد

قابلیت بہی بحث و مباحثہ کا عالم تہا۔ وہ اس نئے مذہب کی اشاعت پر نہایت غضبناک ہو رہا تہا۔ اوسنے تمام مشہور و معروف سرداران قریش کی ایک مجلس منعقد کی کہ قرار واقعی طور پر اس نئے مذہب کو روکا جاوے۔ بعض کی یہہ رائے تہی کہ محمد کو شہر بدر کیا جاوے۔ لیکن اس تجویز پر یہہ اعتراض تہا کہ شاید وہ دیگر قبائل عرب کو اپنی ہمراہ کرلے یا مدینہ کے باشندون کی مدد سے انتقام لینے کے واسطے اس شہر پر یورش کرے۔ بعض کی یہہ رائے تہی کہ اوسکو قید خانہ مین محبوس کیا جاوے اور جبتک زندہ رہے صرف روٹی پانی اوسے دیا جایا کرے۔ مگر اسپر یہہ اعتراض تہا کہ شاید اوسکے دوست اوسکو قید خانہ سے نکال لے جائین۔ غرض ہر ایک تجویز پر ایک نہایت تند اور خواہ مخواہ خلل ڈالنے والا بوڑہا آدمی اعتراض کرتا تہا جو اجنبی اور علاقہ نجد کا باشندہ تہا۔ مسلمان علما کا قول ہے کہ یہہ شخص ابلیس تہا جو بہیس بدلکر یہان آیا تہا اور حاضرین کے دلون مین اپنے بغض و کینہ کا اثر ڈالتا تہا۔ آخرکار ابوجہل نے کہا کہ اس بڑہتی ہوئی خرابی کی روک محمد کے قتل سے ہو سکتی ہے۔ اس تجویز پر سب نے اتفاق کیا اور اس غرض سے کہ اس کارروائی مین ہر ایک شخص شامل و شریک ہونے کی بدنامی اور مقتول کے لواحقین سے انتقام کا کم حصہ لے سکے یہہ بات قرار پائی کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک آدمی محمد کے جسم مین اپنی تلوار چبہوئے۔ وہ یہی سازش ہے جسکا قرآن کی آٹہوین سورۃ مین کنایۃً ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ یہہ ہے "یاد کر اے محمد کہ کافرون نے کس طرح تیرے برخلاف سازش کی کہ یا تو وہ تجہے پابزنجیر کرین یا قتل کرین یا شہر سے خارج کرین لیکن خدا نے اونکے برخلاف سازش کی اور خدا سازش کرنے والون مین سب سے بڑہکر ہے" ملہ

جب قاتل لوگ محمد کے مکان تک پہونچے اوسکو اس مخاطرہ کی خبر ہو گئی تہی۔ حسب معمول یہہ خبر رسانی بہی جبرائیل کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ لیکن اغلب ہے کہ

ملہ دیکھو سورۃ الانفال ۱۲ مترجم

یہہ خبر ایک قریشی کے ذریعہ جو سازش کرنے والے قریشیون کی نسبت کم خونخوار تہا محمد تک پہونچی ہو۔ بہرحال یہہ خبر اوسکو ایسے عمدہ وقت پر ملی کہ وہ دشمنون کے چنگال سے بچ گیا۔ تمام لوگ محمد کے دروازہ پر شمشیر لئے اور اندر جانے مین پس و پیش کر رہے تہے اونہون نے کواڑ کی دراز مین سے دیکہا کہ محمد اپنی سبز رزائی اوڑہے ہوئے بستر پر سویا ہوا ہے۔ تہوڑی دیر اونہون نے توقف کیا اور یہہ سوچنے لگے کہ آیا سوتے ہوئے پر حملہ کرین یا اوسکے اوٹہنے کا انتظار کرین۔ آخر اونہون نے دروازہ توڑ ڈالا اور بستر کی طرف ہلہ کیا۔ سونے والا چونک اوٹہا۔ لیکن محمد کی بجائے علی اونکے سامنے کہڑا ہوا۔ اونہون نے نہایت متعجب و حیران ہوکر پوچہا "محمد کہان ہے" علی نے درشتی سے جواب دیا "مجہے نہین معلوم" اور آپ چلدیا۔ کوئی اوسکو چہیڑنے کی جرات نہ کرسکا۔ اپنے دشمن کے سلامت نکل جانے سے نہایت غضبناک ہوکر قریشیون نے منادی دی کہ جو شخص محمد کو زندہ یا مردہ پکڑکر لادیگا اوسکو سو اونٹ انعام دیا جاویگا۔ محمد کے اوس مکان سے نکل جانے کے متعلق جبکہ وفادار علی اوسکی رزائی اوڑہکر اوسکی جگہ بستر پر جا لیٹا مختلف بیان ہین مگر معجز نما بیان یہہ ہے کہ جب قریش دروازہ پر آ کہڑے ہوئے تو محمد نے دروازہ کہولا اور ایک مٹہی خاک کی ہوا مین اوڑاکر اونکو ایسا اندہا کردیا کہ یہہ اونکے درمیان سے ہوکر نکل گیا اور کوئی اوسکو دیکہہ نہ سکا۔ مذکور ہے کہ قرآن کی تیسوین سورۃ کی ایک آیت سے اس معجزہ کی تصدیق ہوچکی ہے اور وہ یہہ ہے "ہمنے اونپر نابینائی ڈالدی ہے تاکہ وہ نہ دیکہہ سکین" [1]

لیکن اغلب یہہ ہے کہ محمد ایک نوکر کے کندہے پر چڑہکر گہر کے عقب کی دیوار پہاندکر نکل گیا اور ابوبکر کے گہر مین چلا گیا اور وہان سے فی الفور بہاگ جانے کی تجویز کی اور یہہ بات قرار پائی کہ دونون غار ثور مین جا چہپین۔ یہہ غار مکہ سے صرف ایک گہنٹے کی مسافت پر تہا اور

---

[1] دیکہو سورۃ الروم ۱۲ مترجم

جبتک سلامتی کے ساتھہ مدینہ کی طرف روانہ ہوسکین تبتک وہین قیام کرین اور ابوبکر کی لڑکی خفیہ طور پر اونکو کہانا وغیرہ دے آیا کرے۔

ابہی اندہیرا ہی تہا کہ وہ مکہ سے روانہ ہوے۔ ستارون کی روشنی سے رستہ ڈہونڈہتے ہوئے پیادہ پا گئے۔ جب وہ کوہ ثور کے نیچے پہونچے تو دن نکل آیا۔ وہ مشکل سے غار مین داخل ہوئے تہے کہ اونہون نے تعاقب کی آواز سنی۔ اگرچہ ابوبکر بہادر و جری آدمی تہا مگر مارے خوف کے کانپ اوٹہا اور کہا کہ ہم صرف دو آدمی ہین اور ہمارے متعاقب بہت ہین محمد نے جواب دیا۔ نہین۔ تیسرا ایک اور بہی ہے یعنی خدا ہمارے ساتھہ ہے۔[1]

اسموقع پر مسلمان مورخ ایک معجزہ بیان کرتے ہین جو صادق الاعتقاد مسلمانون کے نزدیک بہت دلچسپ ہے۔ وہ بیان کرتے ہین کہ جب قریشی لوگ اس غار کے منہ پر پہونچے تو وہان ببول کا درخت اگا ہوا تہا اور اوسکی وسیع شاخون مین ایک کبوتر نے گہونسلا بنا کر اوسمین انڈے دے رکہے تہے اور ان سب پر عنکبوت نے جالا تنا ہوا تہا۔ جب قریشیون نے آرام و سکون کی یہہ علامتین دیکہین تو اونہون نے یہہ نتیجہ نکالا کہ ممکن نہین کہ اس حالت مین کوئی شخص غار کے اندر گیا ہو۔ پس وہ لوگ وہان سے ہٹ آئے اور دوسری طرف تلاش شروع کی۔ خواہ یہہ معجزہ سے جانبر ہوئے خواہ کسی اور حکمت سے مگر تین دن غار مین چہپے رہے۔ عاصمہ ابوبکر کی بیٹی شام کے اندہیرے مین انہین کہانا پہونچاتی رہی۔ چوتہے دن یہہ قیاس کرکے کہ اب تعاقب کا جوش خروش فرو ہوگیا ہے وہ باہر نکلے اور اونٹون پر جو ابوبکر کا ایک غلام رات کو لے آیا تہا سوار ہوکر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہراہ کو جہان سے عموماً کاروان آیا جایا کرتے تہے چہوڑ کر وہ بحیرہ قلزم کے کنارے کنارے جانے لگے۔ ابہی وہ بہت دور نہین گئے تہے کہ زرقہ ابن مالک سوارون کی ایک دستہ کو ساتہہ

---

[1] ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ الاٰیۃ ۱۲ مترجم

اپر آن پڑا۔ ابوبکر اپنے متعاقبین کی تعداد سے پھر خایف و ہراسان ہوا۔ محمد نے پھر اوسکو حوصلہ دیا "کچھہ فکر نہ کر۔ اللہ ہمارے ساتھہ ہے"۔ زرقہ ایک مہیب سپاہی تھا اوسکی بڑی بڑی بھوری زلفین تھین اور اوسکے موٹے پٹھے دار بازو بالون سے لدے ہوئے تھے۔ جون ہی اوسنے محمد کو دبایا اوسکا گھوڑا پیچھے ہٹ کر راکب سمیت گر پڑا۔ اوسکے متوہم دل کو ایک بدشگونی سی معلوم ہوئی۔ محمد نے اوسکے خیالات سے مطلع ہوکر ایک نہایت موثر اور فصیح تقریر کی جو یہان تک کارگر ہوئی کہ زرقہ خایف و ہراسان ہوکر معافی کا خواستگار ہوا اور اپنے سوارون سمیت واپس ہٹ گیا اور محمد کو بدون کسی ہرج مرج کے آگے جانے دیا۔

بعد ازان مفرورون کو کوئی مزاحمت پیش نہ آئی حتی کہ وہ کوہ قبا پر جو مدینہ سے صرف دو میل کے فاصلہ پر ہے پہونچ گئے۔ اس مقام پر مدینہ کے باشندے کثرت سے آمد و رفت رکہتے تھے اور چونکہ یہان کی آب و ہوا نہایت عمدہ اور صحت افزا تھی مدینہ والے اپنے علیل و بیمار آدمیون کو یہان بہیج دیا کرتے تھے۔ یہین سے تمام پھل پھول شہر مین جاتا تہا۔ اس پہاڑی پر اور گرد و نواح کی زمین مین نخلستان اور تاکستان کے علاوہ سنترہ۔ انار انجیر اور شفتالو و دیگر میوہ جات کے باغات کثرت سے تھے اور یہان نہایت شفاف نہرین جاری تھین۔ اس پرمیوہ مقام پر پہونچکر قسوہ یعنی محمد کا اونٹ اپنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھہ گیا اور سے نہین جاتا تہا۔ پیغمبر نے یہہ ایک عمدہ فال قرار دی اور قبا پر ٹھیرنے کا عزم کیا تاکہ شہر مین داخل ہونے کے لئے طیاری کی جاوے۔ وہ مقام جہان اونٹ بیٹھا تہا تا حال متبرک خیال کی جاتی ہے اور اس واقعہ کی یادگار مین وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے جو مسجد التقویٰ کے نام سے مشہور ہے۔ بعض کا قول ہے کہ محمد نے خود اس مسجد کی بنا ڈالی تہی۔ اسی کے قرب و جوار مین ایک بڑا عمیق کنوان دکہلایا جاتا ہے جسکے قریب محمد نے درختون کے سایہ مین آرام کیا تہا۔ اس کنوئین مین محمد نے اپنی مہردار انگوٹھی

ڈالی تہی۔ کہتے ہین کہ یہہ انگوٹہی تا حال اسی کنوئین مین ہے اور اس سبب سے یہہ کنوان نہایت متبرک و متیمن قرار دیا جاتا ہے۔ زمین دوز نالیون کے ذریعہ اس کنوئین کا پانی شہر مدینہ کے اندر پہونچایا گیا ہے۔ قُبا پر محمد چار یوم رہا اور کلثوم ابن حادم کے گہر مین قیام کیا۔ یہہ شخص آوس کے قبیلہ سے تہا۔ محمد ابہی اس گانون ہی مین تہا کہ مشہور و معروف سردار بریدا ابن خصیب ستر آدمیون کو ساتہہ لیکر اوس سے آملا۔ یہہ سب سہام کی نسل سے تہے۔ ان سب نے محمد کے ہاتہہ پر بیعت اسلام اختیار کی۔ ایک اور مرید جو پیغمبر کے پاس اس گانون مین آیا سلمان فارسی* تہا۔ مذکور ہے کہ یہہ شخص اصفہان کے قرب و جوار کے ایک چہوٹے سے گانون کا باشندہ تہا۔ ایک روز اتفاقاً ایک عیسوی گرجے کے پاس سے گزرا اور لوگون کی عبادت کی سنجیدگی و شایستگی دیکہکر ایسا متحیر ہوا کہ وہ اوس بت پرستی سے جسمین اوسنے نشو و نما پایا تہا نہایت بیزار ہو گیا۔ بعد ازان وہ مشرقی ممالک کے شہر بشہر پہرا کیا اور مذہب کی تلاش مین ایک معبد سے دوسرے معبد مین جاتا رہا یہانتک کہ ایک مسن سخت مرتاض مذہب عیسوی نے اوسکو ایک پیغمبر کے مبعوث ہونے کی خبر دی جو ابراہیم کے مذہب کو از سر نو تازہ کرنے کے لیئے عربستان مین پیدا ہوا تہا۔

یہہ سلمان بعد ازان بڑا مشہور و ممتاز ہوا۔ مکہ کے کفار خیال کرتے تہے کہ اس شخص نے محمد کو اوسکے عقاید و اصول کی تالیف مین مدد دی ہے۔ اس امر کا ذکر قرآن کی سولہوین سورہ مین کنایۃً آیا ہے۔ "ان کافر لوگ یہہ کہتے ہین کہ فلان کس نے قرآن کی تصنیف مین مدد دی ہے لیکن اس شخص کی زبان عجمی ہے۔ حالانکہ قرآن نہایت صاف و صریح عربی زبان مین ہے"[1]

---

* مشہور فاضل ڈاکٹر ہمفری پریڈو ڈین آف نارویچ اپنی حیات محمدی مین سلمان فارسی کو عبد اللہ بن سلام کے ساتہہ جو ایک فاضل یہودی تہا مخلوط کرتا ہے۔ بعض لوگ اسکو عبرانی زبان مین عبد یاس بن صالن کہتے ہین اور بعض عبد اللہ صالن عیسائی مورخ اس شخص پر یہہ الزام لگاتے ہین کہ اسنے محمد کو الہام کی جعلسازی مین مدد دی تہی

[1] سورۃ النحل آیۃ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۱۲ مترجم

لگے کہ وہ مسلمان جو پہلے سے مدینہ مین پناہ گزین تھے محمد کے آنے کی خبر سنکر اوسکے استقبال کے لیئے قبا مین آئے - انمین طلحہ جو شروع زمانہ مین مسلمان ہوا تہا اور زبیر خدیجہ کا بھتیجا شامل تھے - انہون نے محمد اور ابوبکر کی پوشاک کو گرد سفر سے مکدر دیکھکر اپنے سفید پیراہن دیئے کہ یہہ پہن کر مدینہ مین داخل ہون - اون انصاریون کی ایک بڑی جماعت جنہون نے گذشتہ سال محمد کے ساتھہ عہد و پیمان کیئے تھے اب اپنی متابعت و صداقت کے ازسرنو تازہ کرنے کے لیئے محمد کے پاس آئی - اون سے یہہ بات دریافت کرکے کہ شہر مدینہ مین مسلمانون کی تعداد بڑہتی جاتی ہے اور لوگ اوسکے ساتھہ تلطف سے پیش آنے کا میلان رکہتے ہین محمد نے شہر مین داخل ہونے کے لیئے جمعہ کا دن جو مسلمانون کا یوم السبت ہے سولہوین ماہ ربیع الاول مقرر کی - ایس جمعہ کے دن علی الصباح اوسنے اپنے تمام پیروان کو نماز کے لیئے جمع کیا اور کچھہ وعظ کے بعد جسمین اوسنے اپنے مذہب کے خاص خاص اصول کی تشریح کی وہ اپنے اونٹ قصوہ پر سوار ہوا اور اوس شہر کی طرف روانہ ہوا جو بعدہ اوسکی پناہ کے شہر (مدینۃ الرسول) کے نام سے مشہور ہوا - بریدہ ابن حصیب اپنے ستر سوارون سمیت جلو مین تہا اور چند مسلمان داہنے بائین اوسکے سر پر کہجور کے پتون کا چہتر کرتے چلتے تھے اور اسکے ساتھہ ابوبکر سوار تہا - بریدہ نے باواز بلند کہا اے رسول خدا تو مدینہ مین علم کے بدون داخل نہین ہوگا - یہہ کہکر اوسنے اپنی پگڑی کہول لی اور اوسکا ایک سرا اپنے نیزہ سے باندہکر پیغمبر کے آگے آگے اوٹہائے ہوئے چلنے لگا -

شہر مدینہ کے گرد و نواح کا نظارہ نہایت خوبصورت تہا - اسکی جگہ کی عمدگی - آب و ہوا کی صحت افزائی - زمین کی زرخیزی - نخلستان کی بہتات - پہول دار بیل بوٹون کی خوشبو کی نہایت تعریف و توصیف کی جاتی تھی - جب شہر تہوڑی دور رہگیا تو نو مسلمون کا ایک ہجوم خیر مقدم پڑہتا ہوا گرد و غبار مین اوس جلو کے استقبال کو شہر سے باہر نکلا - انمین سے بہت لوگون نے محمد کو پہلے ابہی نہین دیکہا تہا اور غلطی سے ابوبکر کو تعظیم و تکریم دیتے رہے لیکن ابوبکر نے

کھجور کے پتون کا چھتر اپنے سر پر سے ہٹا دیا اور حقیقی مذہب المستقیم کی طرف اشارہ کیا الغرض لوگون نے بڑے جوش اور تپاک سے استقبال کیا۔ اس طرح سے محمد جو ابھی وطن مالوف سے فرار کرکے آیا تھا اور جسکے سر کے لئے انعام کا اشتہار دیا گیا تھا اب ایک فاتح ملک کی شوکت و تجمل سے مدینہ مین داخل ہوا۔ نہ کہ ایک جلاوطن کی طرح جو کسی گوشہ امن کی تلاش مین پھرتا ہو۔

وہ ابو ایوب کے مکان پر فروکش ہوا۔ یہہ ایک ارادتمند مسلمان تھا اور اسکے علاوہ محمد سے کچھہ دور کا رشتہ بھی رکھتا تھا۔ یہان اسکی نہایت خاطرداری ہوئی اور نیچے کی منزل مین اُتارا گیا۔ مدینہ مین پہونچنے کے تھوڑے دنون بعد وفادار علی بھی محمد سے جا ملا۔ یہہ شخص مکہ سے بھاگ کر پیادہ پا روانہ ہوا۔ دن کو چھپ رہتا اور رات کو چلتا۔ ڈرتا تھا کہ کہین قریشیون کے قابو مین نہ آجاوے۔ جب وہ پہونچا تو نہایت تھکا ماندہ تھا۔ یہان تک کہ سفر کی کوفت سے اوسکے پانون لہولہان ہو رہے تھے۔ چند روز کے بعد عائیشہ مع دیگر [illegible] ابوبکر مدینہ مین آگئی۔ انہی کے ساتھہ محمد کے قبایل بھی ہمراہی آزاد شدہ غلام زید اور عبداللہ جو ابوبکر کا نوکر تھا آگئے۔

مشہور و معروف ہجرت یا فرار رسول کا یہہ قصہ ہے اور عربی تقویم کا یہی سنہ ہے۔ تمام سب مسلمان اسی سنہ سے وقت کا شمار کرتے ہین۔ یہہ سنہ سنہ عیسوی کے چھہ سو ۶۲۲ بائیسوین سال کے مطابق ہے۔

مدینہ مین مسلمان۔ مہاجرین و انصار۔ عبداللہ بن عبا کا فریق اور منافق۔ محمد کا ایک مسجد بنانا۔ وعظ کہنا۔ عیسائیون کو مسلمان کرنا۔ یہودیون کا بنی النضیر

ہونا۔ مہاجرین انصار کے درمیان رابطہ برادری قایم ہونا

مدینہ مین محمد بہت جلد ایک کثیر التعداد اور طاقتور گروہ کا سرپرست ہوگیا۔ انمین سے کچھہ اوسکے وہ پیرو تہے جو مکہ سے ہجرت کرکے آئے تہے اور اسی سبب سے مہاجرین کہلاتے تہے اور کچہہ اوس جگہ کے باشندے تہے جو محمد اور اوسکے پیرووں کو پناہ دینے کے باعث انصار یا معاون کہلاتے تہے۔ انصار مین سے بہت سے آدمی تو طاقتور قبایل آدستا ور خضاراد کے تہے۔ اگرچہ یہہ دونون بہائی الخضراج اور الاوس کی نسل مین سے تہے مگر اونہون نے ایک طویل کے عرصہ سے اپنے مہلک مخاصمات و شدید تنازعات کے باعث مدینہ کا ستیاناس کر رکہا تہا لیکن اب مذہبی روابط کے سبب سے دونون باہم متفق و متحد ہوگئے تہے۔ اون قبایل کے ساتہہ جنہون نے سردست محمد کا دین قبول نہین کیا تہا اوسنے ایک عہدنامہ کرلیا۔ قبیلہ خضاراد کے لوگ زیادہ تر ایک شاہزادہ یا رئیس مسمی عبداللہ بن عبا کے رعب و داب مین تہے لکہتے ہین کہ یہہ شخص عنقریب بادشاہ بننے والا تہا کہ محمد کی آمد اور اوسکے دین کے جوش و خروش نے لوگون کی توجہ کو ادہر طرف منعطف کردیا۔ عبداللہ شاہانہ وضع کا آدمی تہا اور اوسکا طور و طریق نہایت مہذبانہ تہا۔ نہایت فصیح اور لستان آدمی تہا۔ وہ محمد کی دوستی کا بڑا دم بہرتا تہا اور بہت سے ہمراہیون کے ساتہہ جو اوسی چال ڈہال کے تہے مسلمانون کی مجالس و محافل مین آیا جایا کرتا تہا۔ ابتدا مین محمد انکی ظاہری وضع۔ انکی معقول گفتگو اور نمایشی ادب و تعظیم پر نہایت فریفتہ ہوا لیکن آخرکار اوسکو معلوم ہوگیا کہ عبداللہ اوسکی ہردلعزیزی کا حاسد ہے اور اوسکے ساتہہ خفیہ دشمنی رکہتا ہے اور اوسکے ہمراہی بہی ویسی کی طرح دوستی و یگانگی کے اظہار مین محض جہوٹے اور ریاکار ہین۔ اسلیے محمد نے اونکو منافقون کے نام سے منسوب کیا۔ مدینہ مین عبداللہ بن عبا دیر تک محمد کا پولیٹکل رقیب و حریف رہا

محمد چونکہ اب علانیہ اپنے مذہب کی تکمیل اور اپنے عقاید کی اشاعت کے لایق ہوگیا تہا

اوسنے ایک مسجد بنانے کا قصد کیا۔ اس عمارت کے لئے ایک قبرستان کی زمین جسمین کھجور کے درختون کا سایہ تھا منتخب ہوئی۔ کہتے ہین کہ اس زمین کے انتخاب مین اوسنے ایک نیک شگون کا خیال مدنظر رکھا۔ یعنی جب وہ شہر مین داخل ہوا تھا تو اس زمین کے سامنے اوسکا اونٹ گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا تھا۔ مردون کی لاشین ہٹائی گئی تھین اور مجوزہ عمارت کے واسطے اوس زمین کے درخت گرائے گئے تھے۔ یہہ مسجد وضع اور ساخت مین بالکل سادہ تھی اور اوس بے تکلف اور سادہ مذہب کے واسطے جسکی وہ تلقین کرتا تھا اور اوس مذہب کے پیروان کے قلیل اور غیر متیقن وسایل کے لئے از بس مناسب و شایان تھی۔ اسکی دیوارین اینٹ اور مٹی کی تھین تازہ کٹے ہوئے کھجور کے درختون کے تنے چھت کے سہارے کے لئے بجاے ستونون کے ستعم کئے گئے تھے اور چھت بھی صرف کھجور کی شاخون اور پتون کی تھی۔ اسکی وسعت قریباً ایک سو گز مربع تھی اور اسکے تین دروازے تھے۔ ایک سمت جنوب جہان اس کے بعد قبلہ قایم کیا گیا تھا۔ دوسرے دروازہ کا نام باب جبرائیل اور تیسرے دروازہ کا نام باب الرحمۃ تھا۔ اس عمارت کا ایک حصہ جسکو صفات (حجرے) کہتے تھے اون اصحاب کی سکونت کے لیے مخصوص کیا گیا جنکا مکان کوئی نہ تھا۔ محمد اس مسجد کی عمارت مین اپنے ہاتھ سے بھی کام کرتا تھا۔ باوجود اوسکی تمام پیشین گوئی اور علم الغیب کے اوسکو ہرگز یہہ خیال نہ تھا کہ مین اپنی قبر اور مقبرہ بنا رہا ہون۔ کیونکہ اوسی عمارت مین وہ دفن کیا گیا تھا۔ بعد ازان یہہ عمارت کئی دفعہ وسیع اور مزین کی گئی تھی لیکن چونکہ ابتدا مین پیغمبر کے ہاتھ سے بنائی گئی تھی حال یہہ مسجد النبی یا مسجد نبوی کہلاتی ہے۔

لیکن عرصہ تک محمد کو کچھ بن نہ آئی کہ اپنے اصحابون کو کس طریقہ سے نماز کے لئے جمع کیا کرے آیا یہودیون کی طرح تُرہی یعنی بوق کی آواز سے بلایا جاوے۔ یا اونچے مقام پر آگ وغیرہ روشن کی جاوے۔ یا طبلہ اور مردنگ وغیرہ بجایا جاوے۔ جب محمد اس سوچ بچار مین تھا تو عبداللہ بن زید نے چند الفاظ بطور اذان کے بتلائے اور ظاہر کیا کہ مجھے اس اذان کی

بشارت ہوئی ہے۔ محمد نے فی الفور اسکو اختیار کر لیا۔ مفصلۂ ذیل اذان کی یہہ اصل اور ابتدا ہے جو مشرقی ممالک کی مسجدون کے بڑے بڑے بلند مناروں سے ابتک سنی جاتی ہے اور مسلمانون کو مسجد مین جمع ہونے کے لئے طلب کرتی ہے۔

"خدا بڑا ہے۔ خدا بڑا ہے۔ کوئی معبود نہین مگر اللہ۔ محمد خدا کا رسول ہے۔ نماز کے لئے آؤ۔ رستگاری کے لئے آؤ۔ خدا بڑا ہے۔ خدا بڑا ہے۔ کوئی معبود نہین مگر اللہ" صبح کی نماز مین یہہ نصیحت آمیز فقرہ ایزاد کیا جاتا ہے "نماز خواب سے بہتر ہے۔ نماز خواب سے بہتر ہے"[لہ]

پہلے پہل اس غریبانہ مسجد مین ہر ایک بات نہایت سادگی سے کیجاتی تہی۔ رات کو کہجور کے پتے جلا کر روشنی کیجاتی تہی چراغ اور تیل وغیرہ بہت دیر کے بعد مستعمل کئے گئے تہے۔ رسول زمین پر کہڑے ہو کر وعظ کیا کرتا تہا۔ کہجور کے ایک تنہ سے جو بطور ستون کے کام دیتا تہا سہارا لیا کرتا تہا۔ بعد ازان اسنے ایک منبر بنوایا جو صرف تین زینہ کا تہا تاکہ وہ جماعت سے اونچا کہڑا ہو۔

روایت ہے کہ جب محمد پہلی دفعہ اس منبر پر چڑہا تو کہجور کے ستون سے جس سے وہ سہارا لیا کرتا تہا رونے کی نرم نرم آواز آئی[عہ]۔ محمد نے اسکی تسلی کے لئے یہہ کہا کہ اگر تو چاہے تو تجہے پہر باغ مین لگا یا جاوے جہان تو پہولے پہلے گا۔ یا اگر چاہے تو تجہے بہشت مین منتقل کیا جاوے جہان مومن لوگ تیرا پہل کہاوینگے۔ کہجور نے عقلمندی کی اور پچہلی بات منظور کی۔ اسلئے وہ منبر کے نیچے دفن کیا گیا جہان وہ اپنی تمنا اور بہجت انگیز بعث و نشر کا انتظار کرتا ہے۔

[لہ] اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پہلی تکبیر چار دفعہ ہے اور اخیر کی دو دفعہ صبح کی نماز مین حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کہتے ہیں یہہ بہی روایت ہے کہ رسول کے زمانہ مین "الصلوۃ خیر من النوم" اذان مین شامل نہین تہا یہہ عمر بن الخطاب کے زمانہ مین شامل ہوا شیعہ اسیواسطے اسکو ترک کرتے ہین اور اسکو بدعت قرار دیتے ہین ۱۲ مترجم

[عہ] مولینا جلال الدین رومی کا قول ہے ستون حنانہ از ہجر رسول نالہ میزد ہمچو ارباب عقول ۱۲ مترجم

محمد منبر پر چڑہکر وعظ کرتا تہا۔ بعض اوقات بیٹہکر اور کبہی عصا کے سہارے کہڑا ہوکر۔ تاحال اوسکے مواعظ ونصایح صلح آمیز وفیاضانہ تہے۔ خدا کی عبادت اور انسان کے ساتہہ نیکی اور مروت کی تلقین کرتے تہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچہہ عرصہ تک عیسوی مذہب کی مروت اور فیاضی کی تقلید کرتا رہا تہا اور یہہ کہا کرتا تہا "جو شخص خدا کی مخلوقات اور اپنے ذوے القربےٰ سے محبت نہین کرتا خدا اوسے محبت نہین کریگا۔ ہر ایک مسلمان جو اپنے مسلمان ننگے بہائی کو کپڑا پہناتا ہے خدا اوسے جنت مین سبز حلہ پہنائیگا"۔

سخاوت کے متعلق جو روایتین محمد سے اونکے معتقدون نے بیان کی ہین اونمین سے ایک یہہ ہے۔ "جب خدا نے زمین بنائی تو یہہ کانپتی اور حرکت کرتی تہی۔ خدا نے اوسکو محکم ومتمکن کرنے کے لئے اوسپر پہاڑ بنائے۔ تب فرشتون نے پوچہا کہ اے خداوند تیری کائنات مین کوئی چیز پہاڑون سے زیادہ مضبوط ہے؟ خدا نے جواب دیا کہ لوہا پہاڑون سے زیادہ مضبوط ہے کیونکہ یہہ اونکو توڑ ڈالتا ہے۔ پہر سوال کیا تیری کائنات مین کوئی چیز لوہے سے بہی زیادہ مضبوط ہے۔ کہا ہان آگ لوہے سے زیادہ طاقتور ہے کیونکہ یہہ اوسکو پگہلا دیتی ہے۔ کیا تیری کائنات مین آگ سے زیادہ زبردست کوئی چیز ہے۔ کہا ہان پانی کیونکہ یہہ آگ کو بجہا دیتا ہے۔ اے مالک کیا تیری کائنات مین کوئی چیز پانی سے بہی زیادہ طاقتور ہے۔ کہا ہان ہوا۔ کیونکہ یہہ پانی کو مغلوب کرتی ہے اور اوسکو حرکت مین لاتی ہے اے ہمارے سہارا دینے والے۔ کیا تیرے کائنات مین کوئی چیز ہوا سے زیادہ طاقتور ہے کہا ہان۔ وہ نیک بندہ جو خیرات کرے۔ اگر وہ اپنے داہین ہاتہہ سے صدقہ دے اور اوسکے بائین ہاتہہ کو خبر نہو تو وہ سب چیزون پر غالب ہے۔"

اوسکی حد سخاوت مین مہربانی کا ایک وسیع احاطہ شامل تہا۔ وہ کہا کرتا تہا کہ ہر ایک نیک کام سخاوت ہے۔ تمہارا دوسرے بہائی کے ساتہہ خندہ پیشانی سے پیش آنا سخاوت ہے۔ کسی شخص کو اعمال حسنہ کی طرف رہنمائی کرنا خیرات ہے۔ بہولے بہٹکے کو رستہ بتانا

سخاوت ہے۔ اندہے کی دستگیری کرنا سخاوت ہے۔ رستہ سے پتھر کانٹا ہٹا دینا سخاوت ہے۔ پیاسی کو پانی پلانا سخاوت ہے۔ انسان کے واسطے عاقبت مین اصلی دولت صرف وہ نیکی ہے جو وہ دنیا مین اپنے ابناے جنس کے لیئے کرتا ہے۔ جب انسان مرتا ہے لوگ پوچھتے ہین کہ وہ کیا جایداد چھوڑ مرا ہے۔ لیکن فرشتے جو قبر مین آکر سوال کرتے ہین پوچھین گے کہ تونے اپنے آگے کیا اعمال حسنہ بھیجے ہین۔

اوسکے اصحابون مین سے ایک نے کہا یا رسول اللہ میری ماں اُم سعد مرگئی ہے۔ وہ کونسی بہترین نیکی ہے جو مین اوسکی روح کے فلاح کے لیئے بھیج سکتا ہون۔ محمد نے جو اوس وقت بیابانون کی خشکی اور شدت تموز کا خیال کر رہا تھا جواب مین کہا "پانی" اوسکے نام پر ایک کنوان کھدوا۔ اور پیاسون کو پانی پلا۔ اوسنے اپنی ماں کے نام پر کنوان کھدوایا اور کہا یہ کنوان میری ماں کے لیئے ہے۔ اسکا اجر اوسکی روح کو ملے۔

محمد زبان کی سخاوت (شیرین زبانی۔ مترجم) کی بہت تاکید کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ یہ سخاوت کل سخاوتون سے ضروری ہے اور لوگ اسکا بہت کم خیال رکھتے ہین۔ ابو جاریہ جو تمیم کا رہنے والا تھا مدینہ مین آیا اور محمد کی رسالت پر ایمان لا کر ملتجی ہوا کہ مجھے چال چلن کے بارہ مین کوئی عمدہ نصیحت کیجئے۔ محمد نے جواب دیا کہ کسی کو بُرا نہ بول۔ ابو جاریہ کا بیان ہے کہ اوس وقت سے مینے کسی آدمی کی خواہ وہ آقا ہو یا غلام کبھی برائی نہین کی۔

اسلام کے قواعد و ضوابط روزمرہ کے برتاو پر بہی موثر تھے۔ جب تم ایک مکان مین جاؤ یا وہان سے آؤ سلام کرو۔ دوستون واقفون اور راہ چلنے والون کو سلام کرو اور انکے سلام کا جواب دو۔ سوار پیادہ کو پہلے سلام کرے۔ چلنے والا بیٹھنے والے کو۔ ایک قلیل التعداد جماعت کثیر التعداد جماعت کو۔ اور جوان بوڑہے کو پہلے سلام کرے۔

جب محمد مدینہ مین آیا تو اوس شہر کے بہت سے عیسائی لوگ بہت جلد اوسکے معتقدون مین شامل ہوگئے۔ یہہ لوگ غالبًا اون فرقون مین سے تھے جو عیسیٰ کی انسانی حیثیت کے

قایل تہے اور اونکے لئے اسلام مین کوئی ناگوار بات نہ تہی۔ کیونکہ اسلام کے رو سے عیسیٰ بہی پیغمبرون مین سب سے بڑا تصور کیا جاتا تہا۔ باقی عیسائی جو وہان آباد تہے اونہون نے اس جدید مذہب کی نسبت چندان بغض و عناد ظاہر نہین کیا۔ کیونکہ قدیم بت پرستی سے اوسکو ہزار درجہ بہتر جانتے تہے۔ بیشک مشرقی ممالک کے عیسائیون کے درمیان پر کینہ مخاصمات و اختلافات حد سے زیادہ بڑہے ہوئے تہے۔ جنہون نے اونکے عقیدہ کو خراب اور اونکے جوش کو کمزور کر رکہا تہا اور اونکو اس قابل کر دیا تہا کہ جدید مذہب کے عقاید کی طرف عیسائی تمام بآسانی متوجہ ہو جاوین۔

یہودیون نے جنکے بہت سے دولتمند اور طاقتور قبایل اوسوقت مدینہ اور اوسکے قرب و جوار مین رہتے تہے اسقدر نرم طبعی ظاہر نہین کی تہی۔ انہین سے بغض کے ساتہہ محمد نے صلح کے عہد و پیمان کرتے اور یہہ امید کی کہ موقع پاکر یہہ لوگ اوسکو اپنا مسیح موعود سمجہکر قبول کر لینگے شاید وہ کسی علم کے ایسے خیالات سے موثر ہوکر محمد نے اپنے بہت سے عقاید اونکے مذہب کے اصول کے نمونہ پر کر لئے اور اونکے خاص خاص صیام و عبادات کی تعمیل بہی کی اور ان لوگون کو جو مشرف باسلام ہو چکے تہے یوم السبت اور بہت سے دیگر موسوی قوانین و رسوم کی تعظیم کرنے کی اجازت دی۔ مشرقی ممالک کے مختلف مذاہب کا یہہ دستور تہا کہ ہر ایک نے ایک قبلہ یا مرکز مقدس مقرر کر رکہا تہا۔ عبادت کے وقت اوسکی طرف منہ کر لیتے تہے۔ چنانچہ صابئین مذہب کے لوگ شمالی قطب کی طرف منہ کیا کرتے تہے۔ فارس کے آتش پرست مشرق یعنی مطلع نیر اعظم کی طرف جو آگ کا منبع ہے۔ یہودی اپنے مقدس شہر یروشلم کی طرف کرتے تہے۔ محمد نے تا حال اس قسم کی کوئی تعیین نہین کی تہی لیکن اب صرف یہودیون کی تعظیم کی خاطر اونہنے یروشلم کو اپنا قبلہ مقرر کیا۔ تمام مسلمان نماز کے وقت منہ اودہر کیا کرتے تہے۔

جب مدینہ مین مسلمانون کی تعداد روزانہ بڑہنے لگی تو مہاجرین کے درمیان بیماری اور دل برداشتگی پہیل گئی۔ یہہ لوگ اس آب و ہوا کے عادی نہین تہے۔ اکثر آدمیون کو تپ نے دبا لیا۔

وہ اس تباہی اور نقاہت کی حالت مین اوس گہر کے لئے ترستے تہے جہان سے وہ جلاوطن کیے گئے تہے۔ انکو نئے گہر سے مانوس کرنے اور نئے دوستون سے مسلسل و مربوط کرنے کے لئے محمد نے چوّن مہاجرین اور اسیقدر باشندگان مدینہ کے درمیان سلسلہ مواخات قایم کر دیا۔ اسطرح سے دو دو آدمی متفق ہو کر وہ ایک دوسرے کے رنج و راحت مین شریک کیئے گئے تہے۔ یہہ وہ رابطہ تہا جسنے اونکو اپنے حقیقی رشتہ دارون سے بہی زیادہ تر عزیز و مقرب کر دیا۔ کیونکہ ایک دوسرے کی وراثت مین اونکو اپنے حقیقی رشتہ دارون پر سبقت دی گئی تہی۔ یہہ سلسلہ نہایت ضروری تہا اور جبتک نووارد لوگ پورے پورے استحکام کے ساتہہ مدینہ مین آباد نہو گئے برابر جاری رہا۔ اور یہہ سلسلہ نیکیون مین سے صرف اون لوگون تک محدود تہا جو عذاب و تکلیف کے سبب مکہ چہوڑنے پر مجبور ہوئے تہے۔ قرآن کی آٹہوین سورۃ کی مفصلہ ذیل آیات مین اسکا کنایۃً ذکر ہے۔ "وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور اپنے ملک سے ہجرت کر آئے ہین اور مذہب کے لئے اپنے مال اور جان کے ساتہہ لڑے اور وہ لوگ جنہون نے اپنے درمیان رسول کو پناہ دی ہے اور اوسکی مدد کی ہے وہ ایک دوسرے کے نہائیت ہی نزدیکی رشتہ دار ہین"[لہ]

اس زیرکانہ لیکن نہائیت ہی سادہ طریقہ پر اوس طاقت کی بنیاد رکہی گئی تہی جو بہت جلد ایک عظیم الشان سطوت حاصل کرنے والی اور دنیا کی نہایت طاقتور سلطنتون کو متزلزل

[لہ] سورۃ الانفال آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۱۲ مترجم

کرنے والی تھی۔

محمد کا عایشہ کے ساتھہ شادی کرنا۔ اوسکی بیٹی فاطمہ کا علی کے ساتھہ نکاح ہونا۔ انکی خانگی تجاویز

اوس ضد و عناد سے جو مذہبی جوش کے باعث محمد کے ساتھہ ہوگیا تھا اوسکے خاندانی رابطہ و تعلقات قطع ہوگئے تھے۔ اوسکی بیٹی رُقیہ تا حال اپنے شوہر عثمان بن عفان کے ساتھہ جلاوطنون کی طرح ابی سینیا مین تھی۔ اوسکی دوسری بیٹی زینب اپنے خاوند ابوالعاص کے پاس مکہ مین تھی۔ یہہ شخص جدید مذہب کا نہایت ہی سخت مزاحم تھا۔ مدینہ مین محمد کے پاس اپنے عیال و اطفال مین سے ایک تو اوسکی نوکتخدا بیوی سودا تھی اور دو بیٹیان فاطمہ اور ام کلثوم تھین۔ یہہ دونون اوسکی پہلی بیوی خدیجہ کے بطن سے تھین۔ محمد اگرچہ دلدادہ حسن و جمال تھا اور اوسکی طبیعت عورتون کے سحر و کرشمہ سے رنگ پزیر تھی مگر سودا کے ساتھہ اوسکو کبھی چندان محبت نہین ہوئی تھی۔ اگرچہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھہ مہربانی اور عطوفت کے ساتھہ سلوک کرتا تھا تاہم اوسے ایسی عورت کی ضرورت تھی جو اوسکو اپنی متوفیہ عورت خدیجہ کی بجا ہو۔ ایک روز اوسنے کہا "اے عمر آدمی کے لئے سب سے عمدہ نعمت ایک پارسا عورت ہے، جو خدا کے احکام پر کاربند ہو اور اپنے شوہر کی مطیع اور اوسکو خوش رکھنے والی ہو۔ وہ اوسکی ظاہری و باطنی خوبیوان کو نہایت مسرت سے دیکھتا ہے جب وہ اوسکو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ بجا لاتی ہے۔ جب وہ غیر حاضر اور غائب ہوتا ہے تو وہ اوسکی جایداد اور آبرو کی محافظ و نگہبان ہوتی ہے۔"

محمد نے اب اپنی منسوبہ عورت عایشہ کی طرف جو ابوبکر کی ایک خوبصورت بیٹی تھی توجہ منعطف کی اس نسبت کو دو سال گزر چکے تھے اور اب وہ نو برس کی ہوگئی تھی۔ اگرچہ مشرقی ممالک کی آب و ہوا مین مستورات بہت ہی جلد بالغہ ہوجاتی ہین

تاہم یہہ عمر بہت ہی چہوٹی معلوم ہوتی ہے۔ مدینہ مین وارد ہونے کے چند ماہ بعد اوسکا نکاح منعقد ہوا۔ یہہ شادی نہائیت ہی سادہ تہی۔ شادی کی ضیافت (ولیمہ) مین صرف دودہ تہا اور دولہن کا مہر صرف بارہ ۱۲ درہم چاندی۔

اس شادی کے تہوڑی دیر کے بعد فاطمہ کی نسبت اوسکے نہائیت وفادار پیرو علی کے ساتہہ ہوئی۔ انکی شادی کچہہ عرصہ پیچہے عمل مین آئی۔ فاطمہ کی عمر پندرہ اور سولہ سال کے درمیان تہی۔ یہہ نہائیت ہی خوبصورت تہی۔ عربی مؤرخ یہان تک اوسکی تعریف توصیف کرتے ہین کہ اون چار عورتون مین سے جو خدا نے دنیا کی زینت کے لئے پیدا کی تہین ایک فاطمہ تہی۔ مسلمان مؤرخون کا بیان ہے کہ زمین اور آسمان دونون نے ملکر اس متبرک شادی کی تعظیم و تکریم کی۔ مدینہ مین خوشی اور مسرت کی دہوم تہی اور تمام شہر روشنی سے جگمگا رہا تہا۔ ہوا خوشبو سے معطر و عنبر بیز تہی۔ شادی کی رات جب محمد اپنی لڑکی کو اوسکے شوہر کے گہر لے گیا تو اوسکی خدمتگاری کے لئے جنت سے حشم و خدم آئے۔

دولہن کے دائین طرف جبرائیل تہا اور بائین طرف فرشتہ میکائیل۔ اور اوسکے پیچہے ستر ہزار فرشتون کی ایک قطار تہی۔ یہہ فرشتے تمام رات اوس جوان دولہا اور دولہن کے مکان کے ارد گرد پہرا دیتے رہے۔

مسلمان مورخون نے محمد کی تاریخ کے ہر ایک واقعہ کو مبالغہ اور لاف و گزاف سے بہر دیا ہے اور اوسکی سوانح عمری کی اصل خوبی کو جو محض سادگی تہی زایل کر دیا ہے۔ ایک زیادہ تر معتبر روایت یہہ ہے کہ شادی کی ضیافت مین خرما اور زیتون دیے گئے تہے۔ دولہن کا شہانا بستر بہیڑ کی کہال کا تہا اور اوسکو مفصلہ ذیل اشیا جہیز مین دی گئی تہین۔ دو قمیص ایک اوڑہنی۔ دو بازو بند نقرئی۔ چمڑے کا ایک سرہانا جسمین لیف[1] خرما بہرا ہوا تہا۔ ایک پیالہ۔ ایک دستی آسیا یعنی چکی۔ دو بڑے ظروف پانی کے لئے۔ ایک مٹکا۔ یہہ تمام اشیا عرب کی سادہ

---

[1] خرما کے پرانے درخت کے تہے سے جو صوف نکلتا ہے اوسکو لیف کہتے ہین ۱۲ مترجم

خانہ داری اور زوجین کے حالات کے مطابق و موافق نہین۔ مذکور ہے کہ مطلوبہ زر مہر جمع کرنے کے لئے علی کو کوئی ایک اونٹ اور اپنی زرہ وغیرہ فروخت کرنی پڑی تہی

محمد کے اپنے طرز و طریق معیشت اپنے پیرو علی سے کچہہ بڑہ چڑہکر نہین تہے۔ عائیشہ نے بعد ازان ان معاملات کے متعلق ذکر کرتے وقت بیان کیا ہے کہ ایک ماہ برابر ہم نے اپنے گہر مین کہانا وغیرہ پکانے کے لئے آگ روشن نہین کی۔ ہماری غذا صرف خرما اور پانی تہا۔ ہان اگر کسی نے گوشت وغیرہ بہیجدیا تو خیر۔ محمد کے گہر کے آدمیون کو کبہی متواتر دو روز گیہون کی روٹی نصیب نہین ہوئی۔

محمد کی غذا عموماً خرما۔ جو کی روٹی۔ دودہ اور شہد ہوا کرتی تہی۔ وہ اپنے کمرے مین آپ جہاڑو دیا کرتا تہا۔ خود آگ سلگایا کرتا تہا۔ اپنے پہٹے پرانے کپڑے آپ مرمت کیا کرتا تہا۔ غرضکہ آپ اپنا نوکر تہا۔ دونون عورتون کے واسطے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان مہیا کر رکہا تہا۔ یہہ دونون مکان مسجد سے ملحق تہے۔ وہ انکے پاس باری باری سے رہا کرتا تہا۔ مگر عائیشہ ہمیشہ اوسکی پیاری بیوی تہی۔

مسلمان مورخ محمد کی نہائت تعریف و توصیف کرتے ہین کہ وہ ابتدائے عمر مین نہائت پاکدامن و باعصمت تہا اور بیشک یہہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجودیکہ عرب مین کثرت ازدواج سے خط اوٹہایا جاتا تہا اور محمد نے بعدہ خود بہی ایسا ہی کیا۔ اور باوجود اوس طبعی رغبت کے جو اوسکو عورتون کی طرف تہی اوسنے خدیجہ کی محبت مین اوسکے اخیر دم تک کسی کو شریک نہ کیا۔ اور نہ اپنے دل مین اور نہ اپنے گہر مین اوسکے کسی حریف و رقیب کو جگہ دی حتی کہ عائیشہ کی غنچہ دہانی اور تروتازگی و شگفتہ روئی جسنے بہت جلد اوسکے دل پر قبض و تسلط کر لیا تہا اوسکی پہلی مربی اور فیاض بی بی کے عمیق خیالات محبت و شکر گزاری کو محو نہ کر سکے محمد خدیجہ کو ہمیشہ محبت اور شوق کے ساتہہ یاد کیا کرتا تہا اس یادگار سے عائیشہ ایک روز

ح۵۷ مسلمانون کی معتبر روایات مین ہے کہ زرہ وغیرہ عثمان کے پاس گرو رکہی تہی جو اوسنے بغیر زر رہن لینے کے واپس کر دی

کچھہ کبیدہ خاطر ہوئی اور اوس خوب صورت جوان عورت نے محمد سے یہہ سوال کیا ”اے رسول خدا۔ کیا خدیجہ سن و سال مین بڑی نہ تھی۔ کیا اللہ نے تجھے اوسکی بجاے ایک زیادہ تر عمدہ عورت نہین دی“۔ محمد نے نہایت صادق اور سچے جوش مین آکر جواب دیا ”ہرگز نہین۔ اللہ نے ہرگز مجھے اوس سے زیادہ بہتر عورت نہین دی جب مین مفلس تھا اوسنے مجھے متمول کیا۔ جب مین جھوٹا مشہور ہوا اوسنے مجھے سچا جانا اور میرا دین قبول کیا جب تمام دنیا میرے برخلاف تھی وہ میرے ساتھہ صادق اور باوفا رہی“۔

تلوار کو مذہب کا ذریعہ مشتہر کرنا۔ قریشیون پر پہلی تاخت ایک کا روان پر اچانک حملہ کرنا

اب ہم محمد کی سوانح عمری کے نہایت ضروری اور مفید مطلب زمانہ تک آ پہونچے ہین تا حال وہ لوگون کو اپنا معتقد اور پیرو بنانے کے لئے دلائل اور ترغیب وغیرہ پر بھروسا رکھتا تھا۔ اور اپنے معتقدون کو بھی یہی ہدایت کرتا تھا۔ وہ اپنے اصحاب کو نصیحت کرتا تھا کہ اپنے دشمنون اور مخالفون کی تندی و شدت کو تحمل و دیرپا صبر کے ساتھہ برداشت کرو۔ اوسکی یہہ نصیحت و ہدایت ہمارے نجات دہندہ کے مفصلہ ذیل حلیمانہ مسئلہ کی تقلید تھی۔

”اگر وہ (دشمن) تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی تو اوسکے آگے کرے“

اسکے بعد وہ ایک ایسی حد تک پہونچ گیا تھا کہ جہان سے اوسنے عیسوی مذہب کے عقاید و اصول کے علوی صفات سے انحراف کیا۔ اور اپنے مذہب کو قصور وار ہلاکت کی آمیزش سے آلودہ کیا۔ اوسکے بشری خصائل اوس علوی تحمل و بردباری کے قایم و برقرار رکھنے کے ہرگز قابل نہ تھے جسکی وہ اس سے پہلے تلقین و تعلیم کیا کرتا تھا۔ تیرہ سال کی حلیمانہ برداشت کا سواے اسکے کچھہ ثمرہ نہین ملا تھا کہ اوسکی تحقیر و تکلیف بڑھتی گئی۔ اوسکے سخت دشمن

اور تکلیف دینے والے اوسکی اپنی قوم کے قریشی لوگ عموماً اور حریف قبیلہ [illegible] کی نسل کے خصوصاً تھے۔ ان موخر الذکر قریشیون کا سردار ابوسفیان جو نہایت کینہ ور اور انتقام کش آدمی تھا اسوقت مکہ کا حاکم تھا۔ ان لوگون کے شدید عناد و بغض و حسد سے اوسکی حالت ابتر ہوگئی تھی۔ اوسکا خاندان متنزل مفلس اور پراگندہ ہوگیا تھا۔ اور وہ خود جلاوطنی پر مجبور ہوکر شہر سے نکل گیا تھا۔ ان تمام مصائب و تکالیف کو وہ خلاف مرضی حلم و بردباری سے برداشت کرے جاتا اگر وسائل انتقام جو غیر مترقبہ تھے دفعتاً اوسکے قابو مین نہ آجاتے۔ وہ مدینہ مین بطور ایک مفرور آدمی کے ایک جاے پناہ کی تلاش اور پرامن گھر کی جستجو مین آیا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین اوسنے ایک فوج اپنے ماتحت پائی جس سے وہ غالباً خود بھی حیران و متعجب تھا۔ کیونکہ ان نومسلمون مین جو روز بروز مدینہ مین بڑھتے جاتے تھے۔ اور ان مفرور اور پناہ گزین آدمیون مین جو مکہ سے اوسکے پاس جمع ہو رہے تھے۔ اور مسلمان قبائل صحرائی مین بہت سے بہادر اور جری تھے جو آلات حرب و ضرب کے استعمال مین خوب تجربہ کار تھے۔ اور باہمی جنگ و جدال کے نہایت شایق تھے۔ اس ناگہانی عروج و طاقت کے حاصل ہونے سے محمد کے دل مین بشری جذبات و مہلک غضبات جوش زن ہوئے۔ اور یہہ لوازمات بشری اوس مذہبی اصلاح کے جوش و خروش کے ساتھہ شامل ہوگئے جو تا حال اوسکے دل کی سب سے بڑھکر خواہش تھی۔ اپنی پرجوش ہمت اور سرگرم حوصلہ کی تعریف و سرفرازی مین اوسنے اس امر کے یقین دلانے کی کوشش و سعی کی۔ اور شاید فی الواقع ایسا ہی کیا کہ اوسکو جو یہہ طاقت و قدرت دی گئی ہے اوس سے صرف یہہ غرض تھی کہ وہ اپنے بڑے اور اہم مدعا کو پورا کرے۔ اور مشیت ایزدی نے اوسکو اس طاقت کے استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اوس مشہور و معروف خطبہ یا تقریر کا جو اوسنے اوسوقت مشتہر کی کم سے کم یہی مطلب و منشا تھا۔ اور اوسنے اپنے مذہب کے اوضاع و اطوار کو بالکل بدل دیا۔

اوسکا (محمد کا) بیان ہے کہ خدا کے صفات مختلفہ کے ظہور کے مختلف پیغمبر مبعوث

ہوتے ہین جو اوسکے صفات متنوعہ کا مظہر ہین۔ موسےٰ اوسکی رحیمی اور رزاقی کے لیے سلیمان اوسکی دانائی و حشمت اور شان و شوکت کے لیے اور یسوع مسیح اوسکی رحمت پاکبازی ہمہ دانی اور قدرت کے اظہار کے لیے بہیجے گئے تھے۔ اوسکی پاکبازی کو مسیح نے نیکوکاری اور پاکیزہ چال چلن سے ظاہر کیا۔ اوسکی ہمہ دانی کو لوگون کے دلون کے اسرار معلوم کرنے سے۔ اور اوسکی قدرت کو اون معجزات سے جو اوس نے دکہلائے ظاہر کیا۔ لیکن ان صفات مین سے ایک صفت بہی دنیا کو یقین لانے اور قائل کرنے کے لیے کافی ثابت نہین ہوئی۔ حتی کہ موسیٰ و عیسیٰ کے معجزات بہی سحر و کفر سے منسوب کیے گئے۔ اسلیے مین خاتم النبیین تلوار کے ساتہہ بہیجا گیا ہون۔ اون لوگون پر جو میرے مذہب کی اشاعت کرتے ہین لازم ہے کہ کسی قسم کی دلیل اور حجت پیش کرین اور ان تمام لوگون کو جو دین متین کے قبول کرنے سے انکار یا اقرار کرین بے دریغ قتل کرین اسنے یہہ بہی کہا ہے کہ "تلوار جنت اور دوزخ کی کلید ہے۔ جو لوگ مذہب کی خاطر [illegible] ہین دنیوی فوائد حاصل کرینگے۔ اونکے خون کا ہر ایک قطرہ۔ اور ہر ایک قسم کا رنج [illegible] جو وہ لوگ اس راہ مین برداشت کرینگے خدا کے نزدیک نماز روزہ سے زیادہ موثر و افضل قرار دیے جاوینگے۔ اگر وہ جہاد مین مر جاوینگے تو اونکے تمام گناہ دفعتہً محو کیے جاوینگے اور اونکو بہشت مین اعلے مدارج ملینگے۔ اور وہ جنت مین ہمیشہ سیاہ چشم حورون کی بغل مین دائمی سرور و لذت حاصل کرینگے"۔

مسئلہ تقدیر نے ان جنگی عقائد کی تائید و تاکید کی۔ قرآن کے رو سے ہر ایک امر ازل مین مقدر ہو چکا ہے اور کسی طرح وہ ٹل نہین سکتا۔ کوئی آدمی اپنے مقررہ وقت سے نہ ایک دم پہلے مر سکتا ہے اور نہ پیچھے۔ اور جب یہہ وقت آجاتا ہے انسان خواہ اپنے بستر پر آرام کرتا ہو خواہ جنگ کے طوفان مین پڑا ہوا ہو یکسان ہے۔ ان عقائد نے اسلام کو [illegible] حلم کے مذہب سے دفعتہً تندی اور تیغ کا مذہب بنا دیا۔[لہ]

[لہ] مصنف کی اس تحریر کی تصدیق مولانا روم کے اس شعر سے ہے جو مثنوی مین ہے [illegible]
شعر مصلحت دین عیسےٰ غار و کوہ ÷ مصلحت دین ما جنگ و شکوہ ١٢ مترجم

یہہ عقاید عرب والون کو بالخصوص پسندیدہ و مرغوب تھے کیونکہ اونکی طبایع و عادات کے موافق تھے اور اونکی لوٹ کھسوٹ کرنے والی عروق کو متحرک کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فی الحقیقۃ بیابان نشین قزاق تھے اونکے لئے یہہ کچھہ تعجب کی بات نہ تھی کہ تلوار کے مذہب کی اس کھلم کھلی شہرت کے بعد گروہ در گروہ پیغمبر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے تاہم محمد نے اون لوگون پر جو کفر و الحاد پر مصر تھے کسی قسم کی تعدی و ظلم کی اجازت نہین دی بشرطیکہ وہ اوسکے دنیوی تسلط کا اقبال کر کے جزیہ اور خراج دینا قبول کرین۔ اسموقع پر ہم پہلی دفعہ اوسکے دل مین دنیوی جاہ و حشم اور حکومت کے اُمنگ کی موج زن دیکھتے ہین باوجود اسکے وہ خراج جو کافرون سے اسطرح وصول کیا جاتا تھا اوسکے دل کے اہم مدعا و دلی خواہش کی سعادت کے لئے تھا اور اوسکا زیادہ تر حصہ مذہب کی اشاعت مین صرف کیا جاتا تھا۔

محمد کی پہلی جنگی مہمات اوسکے اوس عناد و انتقام کو ظاہر کرتی ہین جسکا ہم ذکر کر چکے ہین۔ یہہ مہمات مکہ کے کاروانون کے برخلاف جو محمد کے جانی دشمن قریشیون کے تھے کی گئی تہین۔ پہلی تین مہمون کا محمد خود سرگروہ تھا لیکن ان تینون مہمون سے کوئی واقعی فائدہ حاصل نہین ہوا۔ چوتھی مہم ایک مسلمان مسمی عبد اللہ بن جحش کے سپرد کی گئی تھی جو آٹھہ یا دس جری و دلاور ہمراہیون کے ساتھہ جنوبی عرب کی سڑک کی طرف بھیجا گیا تھا۔ چونکہ یہہ مقدس مہینا رجب کا تھا اسمین ہر ایک قسم کی شدت و لوٹ کھسوٹ ممنوع تھی عبد اللہ کو سربمہر لفافہ مین احکام دئے گئے تھے اور یہہ ہدایت تھی کہ انکو تیسرے دن کھولے۔ یہہ احکام گو مبہم اور پیچیدہ الفاظ مین تھے مگر با معنی اور پر مطلب تھے۔ یہہ مسطور تھا کہ عبد اللہ وادی نخلہ مین جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اور جہان محمد کو جنات کے متعلق انکشاف و الہام ہوئے تھے جاتا اور قریشیون کے ایک قافلہ کے انتظار مین بیٹھنا چاہئے۔ ہدایت نامہ مین بہا چالاکی سے یہہ الفاظ مسطور تھے کہ "شاید تو ہمارے پاس اون کے متعلق کچھہ خبر لائے

کے لایق ہو جاوے"۔

عبد اللہ نے اس ہدایت کے اصلی معنی سمجھ لیے اور اوسکے مطابق کارروائی کی جب وہ وادی نخلہ مین پہونچا اوسنے ایک کاروان کو دور سے دیکھا کہ صرف چار آدمی بہت سے اونٹون پر اسباب تجارت لادے ہوئے آرہے ہین کچھہ فاصلہ پر اوسکے پیچھے جا کر اوسنے اپنے آدمیون مین سے ایک کو حاجیون کے لباس مین روانہ کیا کہ اوس قافلہ کے پاس جاوے۔ اس شخص کی گفتگو سے کاروانیون نے یہہ مفہوم کیا کہ اسکے دوسرے ہمراہی بھی اوسی کی طرح حاجی ہین اور مکہ کو جا رہے ہین۔ علاوہ اسکے یہہ رجب کا مہینا تھا اور صحرا مین کسی قسم کا خوف و اندیشہ نہ تھا۔ اس کاروان نے بمشکل ایک جگہ قیام کیا ہی تھا کہ عبد اللہ اور اوسکے ہمراہی اوسپر آن پڑے۔ اونہون نے ایک کو قتل کیا دو قید کر لیے اور ایک بھاگ گیا۔ فاتح اپنی غنیمت اور قیدی لیکر مدینہ کو واپس آئے۔ اس مقدس مہینے کی حرمت کے توڑنے سے تمام شہر مدینہ پر لعن طعن ہوئی۔ محمد نے یہہ بات دریافت کی کہ مین نے حد سے بڑھکر جرأت کی ہے عبد اللہ کے ساتھہ ناراضی و خفگی کا تعلق کیا اور مال غنیمت مین سے جو حصہ اوسکے پیش کیا گیا تھا اوسکے لینے سے انکار کیا۔ اپنی ہدایات کے ابہام پر تکیہ کرکے محمد نے بالاصرار یہہ بات ظاہر کی کہ مین نے عبد اللہ کو اس حرام مہینے مین خونریزی یا کسی قسم کی سختی کرنے کا حکم نہین دیا۔

چونکہ یہہ شور و شغب جاری رہا اور مکے کے قریشی اسکی تائید کرتے تھے اس سبب سے مفصلہ ذیل آیات قرآنی بہم پہونچائی گئی تھین۔

"وہ تجھسے حرام مہینے کی بابت پوچھینگے کہ آیا اس مہینے مین جنگ کرین یا نہین اونکو یہہ جواب دے کہ اس مہینے مین جنگ کرنی ممنوع ہے لیکن خدا سے انکار کرنا اور خدا کی راہ اور اوسکے [illegible] پسند کرنی۔ صادق مومنون کو اونکے مقدس مسجد سے نکال دینا اور [illegible] کی پرستش کرنی زیادہ تر گناہ ہین بنسبت اسکی کہ حرام مہینے مین

قتل کرنا"[1]

اس کارروائی کے لیئے اسطرح سے ربانی منظوری مشتہر کرکے محمد نے من بعد مال غنیمت مین سے اپنا حصہ لینے مین کچھہ پس و پیش نہ کی دو قیدیون مین سے ایک کو فدیہ لیکر رہا کیا گیا اور دوسرے نے اسلام قبول کیا۔

قرآن کی مندرجہ بالا آیات گو صادق مسلمانون کی کیسی ہی تسلی و تشفی بخش ہون لیکن غیر مسلمانون کے نظر مین اونکے رسول کو الزام سے بری کرنے مین ہرگز سودمند نہین ہونگی۔ عبداللہ بن جاش کی یہہ مہم تلوار کے اس جدید مذہب کی ایک نہایت ہی خوفناک عملی تمثیل تھی۔

یہہ کام صرف انتقام کشی اور لوٹ کھسوٹ کا نمونہ نہ تھا جو عرب والون کے نزدیک بالکل جائز و قابل العفو اور جدید عقائد کے رو سے بھی درست تھا۔ کیونکہ مخالفان اسلام کے برخلاف تھا۔ بلکہ مقدس مہینے کی حرمت کا نقض کرنے والا تھا۔ جو قدیم سے خونریزی اور سختی کے لیے حرام ٹھیرایا گیا تھا اور جسکی حرمت و تکریم کا محمد خود معترف و مقر تھا۔ وہ چالاکی اور اخفا جسکے ساتھہ یہہ کام سر انجام دیا گیا تھا۔ عبداللہ کو سر بمہر ہدایات کا دینا جنکو تیسرے دن موقع خونریزی پر کھولنے کا حکم تھا اور جو مبہم اور ذو معنی لیکن کارکن کے لیے کافی قابل الفہم الفاظ مین لکھی گئی تھین۔ یہہ تمام باتین محمد کے اوس چال چلن کے عین برخلاف تھین جو اوسنے اپنی بعثت کے ابتدائی زمانہ مین اختیار کیا تھا جبکہ اوسنے اپنے فرض کی راہ پر کھلم کھلا چلنے کی دلیری کی تھی اور جبکہ اوسنے ابوطالب کے سامنے کہا تھا کہ اگر آفتاب میرے داہنے اور ماہتاب بائین طرف سے میرے برخلاف مسلح ہو کر آئین الخ۔ ان تمام باتون سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وہ اس کام کی خباثت سے بخوبی ماہر و آگاہ تھا جسکے ارتکاب کی اوسنے اجازت دی۔ اوسکا اوس خونریزی اور شدت سے جو عبداللہ سے سرزد ہوئی تھی

---

[1] سورۃ الحج ۱۲ مترجم

انکار کرنا اور پہر اوسکی تائید کے لئے قرآن کو درمیان مین لانا تاکہ بدون کسی واہمہ و مخاطرہ کے مال غنیمت سے انتفاع اوٹہانے کے قابل ہوجاوے اس معاملہ کو اور بہی زبون و شنیع ٹہیراتا ہے اور اوس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جونہی اوسنے فیاضانہ اصول مذہب عیسوی سے جسکی تقلید کے لئے وہ پہلے ساعی و سرگرم تہا انحراف کیا کسقدر جلد اور کسقدر وسیع غلطی مین وہ پڑگیا۔ اوسنے ہی سرگرمی و جوش کی بجا جسنے پہلے پہل اوسکو اسطرح آمادہ اور مشتعل کیا تہا اوسکے دل پر حب جاہ و حشم اور دنیوی اغراض نے قبضہ و تسلط کر لیا۔ کسی نے اوسکے حق مین کیا خوب کہا ہے۔ "خون کے اوس پہلے قطرہ نے جو مقدس مہینہ کے درمیان اوسکے نام سے گرایا گیا تہا اوسکو ایک ایسا آدمی کر دکھلایا کہ جسمین رسالت اور نبوت کا مقدس شعلہ دنیوی کیچڑ سے بجھ گیا ہو۔"

جنگ بدر

ہجرت کے دوسرے سال محمد کو یہہ خبر ملی کہ اوسکا سب سے بڑا دشمن ابوسفیان ہزار اونٹ کا ایک کاروان جو ملک شام کے تجارتی مال سے لدا ہوا تہا صرف تیس سوارون کے ساتھ مکہ کو واپس لیے جا رہا ہے۔ اس کاروان کا رستہ مدینہ کے علاقہ مین سے تہا یعنی سلسلہ الجبال اور سمندر کے درمیان سے۔ محمد نے انکے رستہ کو منقطع کرنے کا عزم بالجزم کیا۔ اس غرض سے وہ ماہ رمضان کے درمیان تین سو چودہ ۳۱۴ آدمیون کی فوج لیکر نکلا۔ انمین سے تراسی مہاجر تہے جو مکہ سے نکل کر مدینہ مین آ بسے تہے۔ اکسٹہہ ۶۱ آدمی قبیلہ اوس کے اور ایک سو ستر ۱۷۰ آدمی قبیلہ خزرج کے تہے۔ فوج کے ہر ایک دستہ کا اپنا اپنا علیحدہ علم تہا۔ اس فوج مین صرف دو گہوڑے تہے۔ لیکن ستر تیز رفتار اونٹ تہے جنپر غازی لوگ اس غرض سے باری باری سے سوار ہوتے تہے کہ بدون تکان کے جلدی کوچ کر سکین۔

(نوٹ مصنف) برک ہارڈٹ کا بیان ہے کہ صحرائی عربون کے پاس گہوڑے بہت نہین ہوتے اون بڑے بڑے قبایل کے درمیان جو بحیرہ قلزم بر مکہ اور عقبہ کے درمیان اور مکہ سے مشرق اور جنوب مشرق کی طرف تا حدود یمن آباد ہین خصوصاً پہاڑی اضلاع کے درمیان گہوڑے بہت کمیاب ہین۔ بلاد فتوحات حجاز اور یمن کے باشندون کو گہوڑے رکھنے کی عادت ہی نہین ہے۔ وہ قبایل جو گہوڑے بکثرت پالتے ہین نسبتہً زیادہ تر زرخیز میدان ہائے میسوپوٹیمیا واقع سواحل دریائے

عثمان ابن عفان جو محمد کا داماد تہا اپنی بیوی رقیہ کے ساتھہ ابی سینیا سے واپس آگیا تہا وہ بہی اس مہم کے ساتھہ ضرور جاتا مگر اوسکی بیوی سخت بیمار اور جان بلب تہی۔ پس مجبوراً اوسکو اپنی مرضی کے برخلاف مدینہ مین ٹہیرنا پڑا۔

محمد تہوڑی دور تک تو مکہ کی سڑک پر چلا گیا۔ پہر اس راہ کو بائین ہاتہہ چہوڑکر بحیرہ قلزم کی طرف لوٹ گیا۔ اور اوس زرخیز وادی مین داخل ہوا جو نہر بدر سے سیراب ہوتی تہی۔ یہان ایک پایاب جگہ کے نزدیک جہان سے کاروان عبور کیا کرتے تہے دشمن کے انتظار مین خیمہ زن ہوا۔ یہان اسنے اپنے اصحاب سے ایک خندق کہدوائی اور نہر کے پانی کو اسطرف منعطف کر لیا تاکہ دشمن کی حدرسائی سے باہر پانی وغیرہ بہم پہونچا سکین۔

اس اثنا مین ابوسفیان کو یہہ خبر لگ گئی کہ محمد ایک بڑی فوج کے ساتھہ اوسکو لوٹنے کے لئے نکلا ہے۔ اوسنے ایک قاصد مسمی عُمیر کو مکہ کی طرف ایک تیز رفتار سانڈنی پر سوار کرکے روانہ کیا اور فی الفور کمک طلب کی۔ قاصد جب کعبہ مین پہونچا تو طی مسافت اور کثرت سفر کے سبب نیم جان اور بے دم ہو رہا تہا۔ ابوجہل نے چہت پر چڑہکر خوف و خطر کے نشانات دکھلائے۔ تمام مکہ مین حیرانی اور گہبراہٹ پہیل گئی۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان نے جو ایک نہایت تند اور دلیر طبع عورت تہی اپنے باپ اوس اور اپنے بہائی ولید اور اپنے چچا شیبہ ور دوسرے بہادرون کو جو اوسکے لواحق و رشتہ دار تہے ترغیب و تحریک دی کہ بزودی تمام مسلح ہوکر اوسکے شوہر کی مدد کو جا دین۔ اوس قریشی کے بہائی جو وادی نخلہ مین عبداللہ بن جحش کے ہاتہہ سے مقتول ہوا تہا انتقام کشی کے لئے مسلح ہوکر روانہ ہوئے۔ کچہہ تو انتقام کشی کا شوق اور کچہہ مالی اغراض بہی تہے کیونکہ اوس کاروان مین بہت سے قریشیون کا مال تجارت تہا۔ تہوڑے سے عرصہ مین ایک فوج جسمین ایکسو سوار اور سات سو اونٹ تہے جلد ہی تمام ملک شام کی طرف روانہ ہوگئی۔ اس فوج کا مقدم ابوجہل تہا جو اوسوقت ستر برس کی عمر کا تہا۔ یہہ شخص صحرا کا بڑا جری محارب تہا۔ تاحال ایام جوانی کی جرأت۔ چابکدستی اور چالاکی کے ساتھہ

بڑہاپے کے کینہ و بغض سے خوب بہرا ہوا تہا۔ ایک سمت سے ابوجہل فوج لیکر نہائیت عجلت اور جلدی کے ساتہہ جا رہا تہا۔ اور ابوسفیان دوسری سمت سے آرہا تہا۔ جب وہ مخاطرہ کے علاقہ مین پہونچا تو اپنی فوج سے کچہہ فاصلہ پر آگے آگے چلنے لگا اور ہر ایک سراغ اور نقش پا کو خوب غور و احتیاط سے دیکہتا جاتا تہا۔ آخر اوسکو محمد کی مختصر فوج کا سراغ مل گیا۔ یہہ سراغ اوسکو خرما کی گٹہلیون کے قد و قامت سے ملا جو محمد کے لشکریون نے کوچ کے وقت رستہ مین پہینکی تہین کیونکہ مدینہ کے خرما بہت ہی چہوٹے ہوتے ہین ایسی ایسی باریک علامتون سے عرب لوگ صحرا مین اپنے دشمنون کا سراغ لگا لیتے ہین۔ ابوسفیان نے یہہ دریافت کر کے کہ محمد کس سمت کو گیا ہے اپنا رستہ بدل لیا اور بحیرہ قلزم کے پاس پاس سے چلا گیا تاوقتیکہ اوسنے اپنے تئین مخاطرہ سے باہر نہ خیال کیا۔ پہر اوسنے ایک قاصد روانہ کیا تاکہ اون قریشیون کو جو شاید اوسکی کمک کیلئے آئے ہون تلاش کرے اور اونکو اطلاع دے کہ کاروان صحیح و سالم ہے اور وہ لوگ مکہ کو واپس چلے جائین۔ یہہ قاصد قریشیون کو جبکہ وہ تیزی اور عجلت سے تگ و دو کر رہے تہے ملا۔ قریشی یہہ سنکر کہ کاروان صحیح و سالم ہے ٹہیر گئے اور ایک کنگاش منعقد کی۔ بعض کی یہہ رای تہی کہ آگے بڑہین اور محمد اور اوسکے پیروان کو داہی تنبیہہ و تادیب کرین اور بعض کی یہہ رای تہی کہ واپس لوٹ جاوین۔ اس کشاکش مین ابو جہل نے دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لیے ایک جاسوس روانہ کیا جو یہہ خبر لایا کہ دشمن کی تعداد تین سو جوان کے قریب ہے۔ اس خبر نے اون لوگون کے حوصلے دوبالا کر دیے جنکی رای جنگ کی طرف مایل تہی۔ بعض اشخاص نے یہہ اعتراض پیش کیا کہ یہہ سوچنے کی بات ہے کہ یہہ وہ لوگ ہین جنکا کچہہ نقصان نہین ہوگا۔ تلوارون کے سوا انکے پاس کچہہ بہی نہین انمین سے کوئی بہی مغلوب یا مقتول نہین ہوگا جبتک کہ وہ اپنے حریف مقابل کو قتل نہین کر لیگا علاوہ اسکے انمین ہمارے لواحق و رشتہ دار بہی ہین۔ اگر ہم مظفر و منصور ہوئے تو ہم ایک دوسرے کا منہ نہین دیکہہ سکین گے کیونکہ ہم ایک دوسرے کے لواحق و وابستگان کو قتل کرینگے

ان اعتراضون کا لوگون پر کماحقہ اثر ہو رہا تہا کہ ابوجہل نے وادی نخلہ کے مقتول کے بہائیون کو انتقام کشی کی ترغیب دی اور خود اوس پرجوش عرب نے اونکی فریاد کی تائید کی اور کہا آگے بڑہو۔ آگے بڑہو۔ تاکہ ہم اوس ضیافت کے لئے نہر بدر سے پانی لائین جو ہمین کاروان کی سلامتی کے شکرانہ مین منعقد کرنی ہے۔ اس صدا پر فوج قلب نے اپنے علم بلند کئے اور کوچ شروع کردیا۔ مگر بہت سے لوگون نے مکہ کی طرف مُنہ پہیر لیا۔

محمد کے جاسوسون نے اوسکو فوج حریف کے آنے کی خبر پہونچائی۔ اوسکے معتقدون مین سے چند اشخاص کا زہرہ پانی پانی ہوگیا اور وہ مارے خوف کے کانپنے اور تہرانے لگے۔ کیونکہ وہ ایک خفیف سی جنگ اور بہت بڑی غنیمت کی امید پر آئے تہے۔ ایسی کثیر التعداد فوج کے خیال سے ہراسان اور اوسان باختہ ہوگئے۔ محمد نے اونکو بشارت دی کہ خوش و خورم ہو کچہہ فکر و اندیشہ نہ کرو۔ خدا نے مجہسے ایک آسان فتح کا وعدہ کیا ہے۔

مسلمانون نے اپنے تئین ایک اونچی جگہ پر قایم کیا جسکے نیچے پانی تہا۔ اس مقام کی چوٹی پر درختون کی شاخون وغیرہ سے محمد کے لئے ایک جہونپڑی طیار کی اور اوسکے سامنے ایک سانڈنی کہڑی کی تاکہ شکست کی حالت مین محمد اوسپر سوار ہوکر مدینہ کی طرف بہاگ جاوے دشمن کی فوج ہراول پیاس اور عطش سے تڑپتی ہوئی اس وادی مین داخل ہوئی اور پانی کے لئے نہر کی طرف بڑی سرعت سے بڑہی۔ لیکن محمد کا چچا حمزہ چند آدمیون کے ساتہہ اوسپر جا پڑا اور اونکے مقدم کو اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ اس فوج ہراول مین سے صرف ایک آدمی جانبر ہوا جو بعد مسلمان ہوگیا تہا۔

دشمن کی فوج قلب برق و قیامت مچاتی ہوئی آپہونچی۔ قریشیون مین سے تین بہادر میدان مین نکلے اور بہادرانہ بہادر مسلمانون کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ ان مبارزون مین سے ایک ابو سفیان کا سسر عتبہ تہا اور دوسرا ابو سفیان کا سالا ولید اور تیسرا شیبہ اوس کا بہائی تہا۔ یاد رہے کہ ان تینون بہادرون کو ابو سفیان کی زوجہ ہندہ نے ترغیب

تحریک دیکر میدان جنگ مین روانہ کیا تہا۔ یہہ تینون اپنے قبیلہ مین بڑے معزز اور صاحب جاہ آدمی تہے۔

مدینہ کے تین بہادر انکے مقابلہ مین نکلے اور انکی دعوت جنگ کو قبول کیا۔ مدعی چلا اوٹہے کہ نہین ہمارے اپنے شہر کے مرتدون اور کافرون مین سے اگر کسی کو حوصلہ ہو تو میدان مین نکلے۔ اسپر حمزہ محمد کا چچا اور علی محمد کا چچازاد بہائی اور عبیدہ ابن حارث نے دعوت جنگ قبول کی نہایت ہی سخت اور شدید جنگ کے بعد حمزہ اور علی نے اپنے اپنے حریف کو قتل کیا۔ پہر یہہ دونون عبیدہ کی مدد کو گئے جسکو اوس نے سخت مجروح کردیا تہا اور قریبًا مغلوب ہو چکا تہا۔ حمزہ اور علی نے اوس کو قتل کیا اور اپنے ہمراہی کو اوٹہا لے گئے۔ لیکن وہ اوسیوقت شدت جراحت سے جان بحق ہو گیا۔

اسکے بعد جنگ عام ہو گئی۔ مسلمان چونکہ اپنی قلت تعداد سے خوب آگاہ تہے پہلے تو اپنا بچاؤ کرتے رہے اور اونچی جگہ پر جم کر کہڑے رہے اور دشمنون کو جب وہ شدت عطش کے مارے نہر پر پانی پینے کو آتے تیرون کی بوچہاڑ سے مجروح و بے روح کرتے۔ محمد مع ابوبکر پہاڑی پر اپنی جہونپڑی مین ہی رہا اور نہایت خشوع و خضوع سے نماز مین مشغول تہا۔ اسی اثنار مین اوسپر غش طاری ہوئی یا حالت وجدان مین محو ہوا جب ہوش مین آیا تو اوسنے کہا کہ خدا کی طرف سے مجھے فتح و نصرت کا الہام ہوا ہے۔ اپنی جہونپڑی سے باہر نکل کر اوسنے خاک کی ایک مٹھی اوٹہائی اور قریشیون کی طرف پہینک کر بآواز بلند کہا "خدا انکو اندہا اور حواس باختہ کرے"۔ پہر اپنے آدمیون کو دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیکر وہ زور سے چلایا۔ "لڑو مت ڈرو جنت کے دروازے تلوار کے سایہ مین ہین جو شخص مذہب کے لئے جہاد کرتا ہوا مریگا فی الفور جنت مین داخل ہوگا"۔

لڑائی کی گہبراہٹ مین ابوجہل کو جبکہ وہ اپنا گہوڑا عین معرکہ جنگ مین لانے کے لئے دوڑا رہا تہا ران مین شمشیر کا زخم لگا جسکے صدمہ سے وہ زمین پر گر پڑا۔ عبداللہ بن

مسعود پانون دیکر اوسکی چہاتی پر سوار ہوگیا۔ ہنوز وہ جری اور پرجوش محارب محمد پر لعن طعن کر رہا تہا کہ اوسکا سر تن سے جدا کر دیا۔

اسکے بعد قریشی پسپا ہوکر بہاگ گئے۔ انکے ستر آدمی میدان مین قتل ہوئے اور قریبًا اتنے ہی اسیر و دستگیر ہوئے۔ چودہ مسلمان میدان کارزار مین کام آئے جنکے نام مذہبی شہیدون کی فہرست مین مندرج ہین۔

یہہ نمایان فتح بآسانی تمام طبعی اصول و حالات جنگ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ مسلمان تر و تازہ تہے اونکو سفر کی کسی قسم کی تکلیف نہین اوٹہانی پڑی تہی۔ علاوہ اسکے زمین کی بلندی اور پانی تک رسائی اونکے حق مین نہایت مفید اور کارآمد تہی۔ برخلاف اسکے قریش شبانہ روز کے کوچ سے تہکے ماندے اور پیاس سے تفتہ جگر تہے اور تعداد مین بہی کم تہے کیونکہ انکے بہت سے آدمی مکہ کو واپس چلے گئے تہے۔ تاہم مسلمان مورخ مذہب اسلام کی اس ابتدائی فتحیابی و نصرت کو آسمانی تائید اور متجاوز از حد بشریت کارروائی کی طرف منسوب کرتے ہین۔ اونکا بیان ہے کہ جب محمد نے خاک کی مٹہی ہوا مین اوڑائی تین ہزار آسمانی محارب سفید اور زرد پگڑیان اور لمبے لمبے چمکیلے پیراہن پہنے ہوئے سیاہ و سفید گہوڑون پر سوار بگولی کی طرح دوڑتے آئے اور قریشیون کو بہگا دیا۔ یہہ معجزہ صرف مسلمانون کی شہادت پر ہی منحصر نہین ہے۔ بلکہ ایک بت پرست کی شہادت سے بہی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ یہہ ایک دہقان تہا جو گرد و نواح کی ایک پہاڑی پر اپنی بہیڑین چرا رہا تہا۔ اسکا بیان ہے کہ میرے ساتہہ ایک اور آدمی بہی تہا جو میرا چچازاد بہائی تہا۔ ہم دونون پہاڑ کی کہوہ مین بیٹہکر لڑائی دیکہہ رہے تہے اور اس انتظار مین تہے کہ جب ایک فریق مغلوب ہو تو ہم مظفر و منصور فریق مین شامل ہوکر لوٹ کہسوٹ مین شریک ہون۔ دفعتہً ہمنے ایک بڑا عظیم ابر دیکہا جو ہماری طرف آرہا تہا۔ اس بادل مین گہوڑون کے ہنہنانے اور بوق و قرنا کی آوازین تہین جون یہہ بادل ہمارے نزدیک پہونچا۔ فرشتون کے کئی دستے نمودار ہوئے

اور ہمنے اونکے مقدم ہیزوم کی آواز سنی جب وہ اپنے قاطر حزم کو دوڑا رہا تہا اور کہتا تہا کہ اے حزم جلدی کر جلدی چل اس ہیبت آواز پر میرے ہمراہی کا دل پاش پاش ہوگیا اور وہ وہین مرگیا اور قریب تہا کہ مین بہی مرجاتا[۱]

جب یہ جنگ ختم ہوئی عبداللہ بن مسعود ابوجہل کا سر محمد کے پاس لایا جو اس مبارک نشان نصرت کو دیکھکر نہایت جوش مسرت سے بول اوٹھا "یہ شخص ہماری قوم کا فرعون تہا"۔ اس جری اور بہادر محارب کا اصلی نام عمرو بن ہاشم تہا اور قریشیون نے اوسکی زیرکی اور مآل اندیشی کے باعث اوسکو ابوالحکم کا خطاب دے رکھا تہا۔ مسلمانون نے اس خطاب کو بدل دیا اور اوسکو ابوجہل کے لقب سے ملقب کیا۔ تاریخ مین وہ اس موخرالذکر خطاب سے ہی

---

[۱] **مصنف کا نوٹ**۔ اس معجزہ والی اعانت کا ذکر قرآن مین کئی جگہ آیا ہے اور وہ یہ ہے "خدا نے پیش ازین تمہین بدر پر فتح و نصرت عطا کی جہان کہ تمہاری تعداد بہت قلیل تہی اور جب تو نے مومنون سے کہا تہا۔ کیا تمہارے لئے کافی نہین ہے کہ تمہارا خدا تمہین تین ہزار فرشتون سے مدد دے جو آسمان سے بہیجے گئے تہے۔ بیشک اگر تم صبر و استقلال کرو اور خدا سے ڈرو اور اگر تمہارے دشمن دفعۃً تم پر آن پڑین تمہارا خدا تمہین پانچہزار فرشتون سے مدد دیگا جو اپنے گہوڑون اور لباس سے ممیز و مشخص ہونگے"۔

"اے سچے مسلمانون وہ لوگ جو مقام بدر مین مقتول ہوئے ہین اونکو تمنے نہین قتل کیا بلکہ خدا نے اونکو قتل کیا تہا۔ اور نہ اے محمد تو نے اونکی آنکہون مین خاک ڈالی تہی جبکہ تو خاک ڈالتا ہوا معلوم ہوا تہا۔ خدا نے یہ خاک ڈالی تہی (قرآن مترجمہ سیل صاحب فصل سوم)

مترجم کا نوٹ سورہ آل عمران آیات وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ سورہ الانفال وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

مشہور ہے اور مسلمان لوگ جب اسکا نام زبان پر لاتے ہین تو کلمہ لعین یا علیہ اللعنۃ کا
استعمال ضرور کرتے ہین

مسلمان جو میدان کارزار مین کام آئے تہے اونکو نہایت عزت کی ساتھ دفن کیا گیا تہا۔
اور قریشیون کی لاشون کو نہایت حقارت و ذلت کے ساتھ ایک گڑہے مین جو اسی مطلب کے
لئے کہودا گیا تہا پہینکا گیا تہا۔

اب سوال یہہ پیدا ہوا کہ قیدیون کا کیا بندوبست کیا جاوے۔ عمر کی یہہ رائے تہی کہ ان
کو قتل کیا جاوے۔ لیکن ابوبکر نے یہہ صلاح دی کہ فدیہ لیکر انکو رہا کیا جاوے۔ محمد نے کہا کہ
عمر نوح کی طرح ہے جسنے گنہگار مردون کی ہلاکت کے واسطے طوفان کی دعا مانگی تہی۔ اور ابوبکر ابراہیم
کی طرح مجرمون کے لئے شفاعت کرتا ہے۔ محمد نے رحم کی جانب فتوی دیا تاہم قیدیون مین سے
دو شخص قتل کیے گئے تہے۔ انمین سے ایک کا نام نضر تہا۔ اس شخص نے تضحیک و تحقیر کی راہ سے قرآن
کو فارسی افسانون اور قصون کا مجموعہ قرار دیا تہا۔ دوسرے مقتول کا نام عقبہ تہا۔ یہہ وہ شخص
تہا جسنے محمد کو جبکہ وہ پہلی دفعہ کعبہ مین وعظ و منادی کرنے لگا تہا جان سے مار ڈالنے کی کوشش
کی تہی مگر محمد کو ابوبکر نے بچا لیا تہا۔ بہت سے قیدیون کو صرف اس حلف پر رہا کیا گیا تہا کہ یہہ وہ
لوگ محمد یا اوسکے اصحاب کے برخلاف کبہی ہاتہ نہین اوٹہاوینگے۔ باقی آدمیون کو اس غرض سے
قابو مین رکہا گیا تہا کہ اونکے دوست یا اقارب اونکے لئے فدیہ ادا کرین۔

ان قیدیون مین سب سے مشہور و معروف آدمی عباس تہا جو محمد کا چچا تہا۔ اسکو ایک شخص
مسمی ابو یسر نے جو ایک پست قد آدمی تہا گرفتار کیا تہا۔ چونکہ حاضرین نے اس ناموزونی قد پہ
از بس مزاح و تمسخر کیا۔ عباس نے یہہ بہانہ بنایا کہ مین ایک بڑے قد آور سوار کے آگے ہارا ہون
جو ایک گہوڑے پر سوار تہا اور مین نے عمر بہر کبہی کوئی گہوڑا ویسا نہین دیکہا۔ ابو یسر اسکے
اپنے ہاتہ سے قید کرنے کی صداقت خوب استقلال کے ساتہ ثابت کرتا لیکن محمد یہہ نہین
چاہتا تہا کہ اوسکے چچا کی اہانت و تحقیر ہو اسلئے اسنے یہہ ظاہر کیا کہ فرشتہ جبرائیل نے

محمد

کرنا کہ بیٹے والے کی اعانت کی تھی

عباس نے اپنے تئیں فدیہ دینے سے یہہ بہانہ کرکے معذور رکھنا چاہا تھا کہ مین دل سے مسلمان ہون اور صرف مجبوری سے لڑائی مین شامل ہوا ہون۔ لیکن اسکا یہہ عذر کارآمد نہوا۔ بہت لوگون کا خیال ہے کہ وہ خفیہ طور پر اپنے بھتیجے یعنی محمد سے ملا ہوا تھا اور اوسکی طرف سے اس لڑائی سے پہلے اور اسکے بعد بھی مکہ مین جاسوسی کے کام پر متعین تھا۔

دوسرا قیدی جو محمد کے لئے نہایت مفید مطلب اور کارآمد تھا اوسکی بیٹی زینب کا شوہر ابو العاص تھا۔ رسول نہایت خوشی سے اپنے داماد کو قبول کرکے اپنے پیروان مین شامل کر لیتا لیکن ابو العاص کفر و زندقہ مین از بس مصر و ثابت قدم رہا۔ محمد نے اوسکو اس شرط پر رہا کر دینا منظور کر لیا کہ وہ اوسکی بیٹی زینب کو اوسکے پاس واپس بھیجدے۔ یہہ بات اوس کافر قبول کر لی۔ پس بعد آزاد کرنے غلام محمد کو بہت سے ہمراہیون کے ساتھ اس غرض سے مکہ کی طرف روانہ کیا گیا کہ زینب کو مدینہ مین لے آوے۔ اس اثنا مین اس شرط کے ایفا کے لئے اوسکے شوہر کو بطور یرغمال کے رکھا گیا تھا۔

بیشتر اسکے کہ یہہ فوج مدینہ مین واپس آئے مال غنیمت کی تقسیم ہوئی۔ اگرچہ ابو سفیان والا کاروان بچکر نکل گیا تھا۔ لیکن لڑائی مین بہت سے اونٹ و آلات و اسلحہ وغیرہ مسلمانون کے ہاتھ آئے تھے اور قیدیون کے فدیہ سے بھی ایک بھاری رقم کے وصول ہونے کی امید تھی۔ اس موقع پر محمد نے یہہ حکم دیا کہ تمام مال غنیمت کل مسلمانون مین جو جنگ مین شریک و شامل تھے یکسان طور پر تقسیم کیا جاوے۔ اگرچہ عرب والون کے درمیان یہہ ایک پرانا دستور تھا کہ کل مال غنیمت کا ایک ربع مقدمۃ الجیش کو دیا کرتے تھے لیکن محمد نے صرف اوسی حصہ پر جو باقی آدمیون کو ملا قناعت کی۔ اس مال غنیمت مین جو محمد کے حصہ مین آیا وہ نہایت ہی عمدہ اور مشہور تلوار بھی جسکو ذو الفقار کہتے تھے۔ اس بعد جب کبھی محمد جنگ مین جایا کرتا تھا یہی تلوار پہنا کرتا تھا۔ محمد کی وفات پر یہہ تلوار اوسکے داماد علی کو وراثت مین ملی

مال غنیمت کے مساوی حصہ نے سپاہیون کے درمیان بہت سی شکایت اور ناراضی پیدا کردی۔ وہ لوگ جنہون نے لڑائی مین زیادہ تر مصیبت جہیلی تہی اور جو غنیمت اور جنگ مین نہایت سرگرم رہے تہے اس امر کے شاکی و نالان تہے کہ ہمین اون لوگون کے ساتھہ مساوی حصہ ملا ہے جو لڑائی سے بالکل علیحدہ کہڑے رہے تہے یا سن رسیدہ و ضعیف آدمی تہے اور صرف کیمپ کی حفاظت پر متعین تہے۔ سیل صاحب[لہ] کا بیان ہے کہ یہہ جہگڑا داؤد پیغمبر کے سپاہیون کے مخاصمہ کی طرح ہے جو اوس مال غنیمت پر آپسمین لڑتے تہے جو اونہون نے قوم امیلکائیٹ سے لوٹا تہا۔ اونمین سے وہ لوگ جو کارزار مین گئے تہے یہہ اصرار کرتے تہے کہ جو لوگ اسباب وغیرہ کے پاس ٹہیرے رہے تہے اونکو مال غنیمت مین سے کچہہ حصہ نہین ملنا چاہئے۔ مگر فیصلہ ہوا یکسان تہا کہ سب مساوی حصہ لین (انجیل کتاب اول سموئیل فصل ۳۰۔ آیات ۲۱۔ ۲۵)

ممکن ہے کہ محمد کو ایسے فیصلہ کی اوسکے علم و واقفیت نے جو اوسکو انجیل کے تواریخی حالات سے تہی ہدایت کی ہو۔ اوس مقدم اور سپہ سالار کے لئے جو لوٹ کہسوٹ کے مخاصمات مین داخل ہوتا تہا مال غنیمت کی تقسیم کا انفصال ایک ضروری امر ہوتا تہا۔ اچہی بات یہہ ہوئی کہ جب محمد (مکہ شاید مدینہ سے مراد ہو۔ مصنف نے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی سے لکہا ہے ۱۲ مترجم) کو واپس آیا تو اوسکے تہوڑی دیر بعد اوسکو نہایت باموقع وحی نازل ہوئی جسمین اوس غنیمت کی تقسیم کا فیصلہ جو اسلام کے جہاد مین من بعد ہاتہہ آیا کریگی

مشہور و معروف جنگ بدر کے یہہ حالات ہین۔ محمد کے جہنڈے کے نیچے مسلمانون کی یہہ پہلی فتح و نصرت تہی۔ شاید یہہ فتح فی نفسہ بہت بڑی نہو لیکن اسکے نتائج ازبس بہاری اور گران قدر و موقر تہے۔ یہہ اون فتوحات کے دور کا پیش خیمہ تہی جنہون نے روئے زمین کے نصیب و سرنوشت کو یکقلم متغیر و متبدل کر دیا۔

[لہ] اس شخص نے قرآن کا انگریزی مین ترجمہ کیا ہے ۱۲ مترجم

رسول کی بیٹی رقیہ کا انتقال اوسکی بیٹی زینب کا واپس آنا۔ ابولہب و اوسکے خاندان پر پیغمبر کی بد دعا کا اثر ابوسفیان کی زوجہ ہندہ کا پرجوش غضب محمد کا قتل کی سازش سے بصد مشکل بچنا۔ قریشیون کی سفارت شاہ ابی سینیا۔

محمد اپنی پہلی لڑائی کے قیدی اور غنیمت لیکر فتح و نصرت کے ساتھہ مدینہ مین واپس آیا خانگی غم و اندوہ نے اوسکی اس بے اندازہ خوشی کو بے مزہ کردیا۔ اسکی پیاری بیٹی رقیہ جو ابہی جلا وطنی کی تکلیف سے چہوٹی تہی فوت ہوگئی۔ قاصد جو فتح کا مژدہ لیکر محمد سے بیشتر مدینہ مین آیا تہا اوسکو رقیہ کا جنازہ دروازہ مین ملا۔

رسول کا یہہ غم چند روز کے بعد اوسکی لڑکی زینب کے آنے سے غلط ہوگیا۔ اسکو محمد کا وفادار زید مکہ سے لایا تہا۔ زید کو مکہ کی طرف جانے مین بہت سی تکالیف و مزاحمات کا سامنا ہوا۔ مکی لوگ گزشتہ شکست و ہزیمت اور اپنے قیدیون کو واگزار کرانے کی ضرورت کے باعث نہایت ہی غیظ و غضب مین تہے۔ اسلئے زید شہر کی چاردیواری کے باہر ہی رہا۔ اور ابو العاص کے بہائی قنہ کی طرف قاصد بہیجکر اوسکو عہد مقررہ سے آگاہ کیا۔ اور ایک جگہ مقرر کی کہ زینب کو وہان لاکر اوسکی سپرد کرے۔ قنہ زینب کو پالکی مین سوار کرکے اوسکی طرف لیکے چلا رستہ مین قریشیون کے ایک گروہ نے اوسکو نرغہ مین لے لیا۔ یہہ لوگ عزم بالجزم کئے ہوئے تہے کہ محمد کی لڑکی کو اوسکے پاس واپس نہین جانے دینگے۔ اس گہبراہٹ مین ایک شخص مسمے ہبار ابن اسود نے نیزہ لیکر پالکی پر حملہ کیا۔ اگر قنہ اس نیزہ کو اپنی کمان سے نہ روکتا

تو زینب کا کام تمام ہو چکا تہا۔ یہہ شور غل سنکر ابو سفیان بہی وہان آگیا۔ اور اسطرح علانیہ طور پر محمد کی لڑکی کو واپس دینے پر قنہ کو خوب لعن طعن کی اور کہا کہ یہہ ہماری طرف سے کمزورون کی سی عذر خواہی سمجھی جائیگی۔ پس زینب کو واپس لے گئے۔ اور دوسری رات قنہ نے اوسکو خفیہ طور پر زید کے حوالے کر دیا۔

محمد نے جب سنا کہ اوسکی لڑکی پر حملہ کیا گیا تہا تو اوسکو ایسا جوش و طیش آیا کہ اوسنے حکم دیدیا کہ جو شخص ہبار کو پکڑے وہ اوسے زندہ جلا دے۔ جب اوسکا غصہ فرو ہوا تو اوسنے اپنے فرمان کی ترمیم کر دی اور کہا کہ "یہہ[ے] صرف خدا کا کام ہے کہ آدمی کو آگ کی سزا دے۔ اگر ہبار ملجاے تو اوسکو تلوار سے قتل کرنا چاہیے"۔

مسلمانون کی فتح بدر نے مکہ کے قریشیون کو سخت رنج و حیرانی مین ڈال دیا۔ وہ شخص جو ابہی جلاوطنون کی طرح اونکے شہر سے نکالا گیا تہا دفعۃً اسقدر طاقتور دشمن ہوگیا ہی کہ اونکے جری۔ بہادر اور نامور آدمیونمین سے کئی اوسکی تیغ سے ہلاک ہو چکے ہین کئی اوسکے ہان قید ہین جو نہایت منکسر اور عاجزانہ رہائی کے منتظر ہین۔ ابو لہب محمد کا چچا جو ہمیشہ اوسکا سخت دشمن رہا تہا علالت کے باعث میدان جنگ مین جانے کے قابل نہین تہا وہ محمد کی فتح کی خبر سنکر چند روز بعد مرگیا۔ اوسکی طبیعت کے جوش اور غصہ نے اوسکی موت کو اور بہی قریب تر کر دیا تہا۔ مسلمان اوسکی موت کا سبب محمد کی بد دعا کی طرف منسوب کرتے ہین محمد نے یہہ بد دعا اوسکو اور اوسکے خاندان کو اوسوقت دی تہی جبکہ ابو لہب نے کوہ صفا پر محمد کو پتہر مارنے کے لئے ہاتھ اوٹہایا تہا۔ مسلمانون کا بیان ہے کہ یہہ بد دعا اوسکے بیٹے اوتبہ پر بہی نہایت خرابی کے ساتہہ نازل ہوئی جسنے رسول کی بیٹی رقیہ کو نکال دیا تہا۔ اوتبہ کو جبکہ وہ ملک شام کی طرف جا رہا تہا ایک شیر نے تمام کاروان کے سامنے چیر پہاڑ ڈالا تہا۔

[ے] حدیث مین ہے لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰہِ یعنی جس قسم کا عذاب اللہ دیتا ہی ویسا تم مت دو ۱۲ مترجم

جسکی ہزیمت و شکست نے کیسقدر تلخ و قلق نہین ہوا تہا جبتک ابوسفیان کو یہ
بہی کچہہ شک نہین کہ وہ اپنے کاروان سمیت خیر و عافیت کے ساتہہ مکہ پہونچ گیا مگر
اسکا واپس آنا اوس شخص کی فتح و نصرت کی خبر سنتا تہا جسکی وہ حقارت کیا کرتا تہا اور
اپنے گہر کو ویران اور سنسان پاتا تہا- اوسکی زوجہ ہندہ اپنے باپ بہائی اور چچا کی موت پر
آہ و زاری اور دیوانون کی طرح واویلا کرتی ہوئی اوسے ملی- اوسکے غم و اندوہ کیساتہ
غصہ ملا ہوا تہا- اور وہ شیبہ و حمزہ اور علی پر جنہون نے اونکو قتل کیا تہا انتقام کی
⁂
بہبہی اوبہلائی تہی-

ابوسفیان نے دو سو سوار لیے- ان سوارون کی زین کے ساتہہ ایک ایک تہیلا
خوراک کا تہا- عرب لوگ جب تجارت و تاراج پر جاتے ہین تو یہی سامان ساتہہ لیجایا کرتے

نوٹ مصنف ⁂ تمام عرب والون کے درمیان یہہ ایک مسلم قانون ہے کہ جو شخص کسی کو قتل
کرتا ہے وہ اوسکے قتل کیلئے مقتول کے خاندان کا مقروض ہوتا ہے- یہہ قدیمی قانون قرآن مین بہی
تسلیم کیا گیا ہے- اور یہین لکہا ہے ”اے مومنون قانون انتقام کی تمکو اجازت دی جاتی ہے- آزاد
کے لیے آزاد کو قتل ہونا چاہئے“ لہ خون بہا جسکو عربی زبان مین ثار اور دیت بہی کہتے ہین اون
مقتولون کے لواحقین بہی طلب کیا کرتے ہین جو کہلی جنگ مین قتل ہوتے ہین- نہ صرف قاتل سے بلکہ
اوسکے لواحقون سے بہی طلب کیا جاتا ہے جنہون نے اونکو اپنے ہاتہہ سے قتل ہونچایا ہوتا ہے-
عرب والے اس خون بہا یعنی ثار کو اپنے نہایت مقدس حقوق اور فرائض مین سے خیال کرتے ہین کوئی
دنیوی معاوضہ یا لحاظ اوسکو اس حق کے ترک کرنے کی ترغیب و تحریک نہین دے سکتا- انکے درمیان
یہہ ضرب المثل مشہور ہے ”خواہ مجہے جہنم کی آگ مین جلنا پڑے لیکن مین ثار نہین چہوڑونگا- (دیکہو کتاب
برگ ہارڈٹ جلد اول صفحہ ۱۴۳ - نوٹ)

نوٹ مترجم لہ دیکہو سورۃ البقر آیات یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ
فِی الْقَتْلٰی ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ط فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ
اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ط ذٰلِکَ
تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ط

جب وہ باہر نکلا تو اوسنے قسم کہائی کہ مین جبتک محمد کا دوبدو مقابلہ نہین کرلونگا تب نہ تو مین سر کے بالون کے لئے کوئی روغن اور ڈاڑہی کے لئے عطر وغیرہ استعمال کرونگا اور نہ عورت کے نزدیک جاؤنگا - تمام ملک مین اوچہل کود کرتا ہوا مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر آپہونچا اور محمد کے دو صحابیون کو قتل کیا - کہیتون کو تاراج کیا اور خرما کے درختون کو آگ لگادی محمد ایک زبردست فوج لیکر اوسکے مقابلہ کو باہر نکلا - ابوسفیان نے اپنی قسم کی کچہہ پروانہ کی اور محمد کے ساتہہ مقابلہ کرنے کا بہی انتظار نہ کیا اور عطف عنان کرکے بہاگ گیا - اسکے بعد اوسکے سپاہی تتر بتر ہوگئے - اور فرار کی گہبراہٹ مین اپنی خوراک کی تہیلیان بہی چہوڑ گئے اسی وجہ سے اس بہاگنے والی کارروائی کو تحقیر و تمسخر کی راہ سے غزوۃ السویق یعنی "ستو کی تہیلیون کی جنگ" کہتے ہین -

مسلمان مورخ بیان کرتے ہین کہ اسموقع پر محمد ابہی میدان ہی مین تہا کہ اوسکو ایک سخت حادثہ پیش آیا - وہ ایک درخت کے نیچے سو یا پڑا تہا اور اپنے کیمپ سے کچہہ فاصلہ پر تہا ایکہ شور کی آواز سے اوسکی آنکہہ کہل گئی کیا دیکہتا ہے کہ دُعثر جو اوسکا مخالف سپاہی تہا تلوار سوت کر اوسکے سر پر کہڑا ہے - اسنے کہا ای محمد اب یہان تیرا بچانے والا کون ہے؟ محمد نے جواب دیا "خدا" اس جواب نے اوسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ اوسکے ہاتہہ سے تلوار گر پڑی - محمد نے فی الفور اوسکی تلوار اوٹہالی اور اوسکو گہما کر اب اپنی بار دعثر سے پوچہا کہ اب تو بتلا کہ تیرا بچانے والا کون ہے؟ - اوس سپاہی نے جواب دیا کہ "افسوس کوئی نہین ہے" محمد نے کہا کہ مجہسے رحیم ہونے کی صفت سیکہہ - یہہ کہکر محمد نے اوسکی تلوار اوسے واپس دے دی - اس سپاہی کا دل مسخر ہوگیا اور وہ محمد کی رسالت پر ایمان لایا اور مذہب اسلام قبول کیا -

شاید اس روایت کو بجائے خود عجیب و غریب خیال کرکے بعض مسلمانون کا یہہ دعوے ہے کہ محمد کا ایسے مخاطرہ سے جانبر ہونا جبرائیل کی وساطت سے تہا جب دعثر محمد پر حملہ

کرنے لگا تو جبرائیل نے اپنے نامعلوم ہاتھون سے اوسکی چھاتی پر ایک دوہتڑ ماری کہ اوسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔

اس موقع پر مکہ کے قریشیون کو محمد کے اون لواحقون و معتقدون کا خیال آگیا جو مصائب و تکالیف سے تنگ آکر ابی سینیا مین پناہگزین ہوئے تھے۔ انمین سے بہت سے آدمی تاحال نجاشی شاہ ابی سینیا کی حفاظت و صیانت مین تھے۔ قریشیون نے اس بادشاہ کی طرف ایک سفارت اس غرض سے روانہ کی کہ وہ پناہگزین اونکے حوالے کیے جاوین سفیرون مین ایک عبد اللہ بن ربیعہ اور دوسرا عمرو بن العاص مشہور و معروف شاعر تھا جسنے محمد کے اظہار رسالت کے ابتدائی زمانہ مین بہت سے ہجو آمیز اشعار اور گیتون سے محمد پر حملہ کیا تھا۔ اب وہ سن رسیدہ ہوگیا تھا جیسا کہ وہ شعر کی خوبی اور عمدگی مین مشہور تھا ویسا ہی زیرکی اور فراست مین بھی ممتاز تھا۔ ہنوز یہہ شخص اوس مذہب کا سخت مخالف و مزاحم تھا جسکا یہہ من بعد نہایت ہی مشہور اور بہادر غازی ثابت ہوا۔

مشرقی ممالک کے دستور و رواج کے موافق عبد اللہ اور عمرو نے اپنی سفارت کا مقصد بیان کرنے سے پیشتر عمدہ اور قیمتی تحایف شاہ کی خدمت مین پیش کیے۔ پھر حاکم ملک کی جانب سے درخواست کی کہ مفرور آدمی اونکے حوالے کیے جائین۔ بادشاہ نہایت منصف اور عادل تھا اسنے مسلمانون کو اپنے حضور مین بلاکر کہا کہ تم لوگون پر اس جدید اور نہایت خوفناک کفر و الحاد کا الزام لگایا گیا ہے تم اسکا کیا جواب دے سکتے ہو۔ ان لوگون مین جعفر بن ابو طالب جو علی کا حقیقی اور محمد کا چچازاد بھائی تھا موجود تھا۔ اسکی تقریر نہایت شستہ اور موثر تھی اور شکل و شباہت مین بھی خوب وجیہہ تھا۔ اوسوقت اسنے کھڑے ہوکر نہایت جوش و خروش سے اسلام کے عقاید کی توضیح و تشریح کی۔ بادشاہ جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین عیسوی مذہب کے فرقہ نسطوریہ کا تھا۔ اسنے اسلام کے اصول و قواعد کو بہت سی باتون مین اپنے فرقہ کے عقاید و اصول کے مطابق پایا۔ اور قریشیون کی سخت مذموم بت پرستی کے بیانون تک بر خلاف

قرار دیا کہ بجاے اسکے کہ سفیر آدمیون کو اونکے حوالے کردے اوسنے تمام تحفے و ہدایا عبداللہ اور عمرو کو واپس کردیے اور اونکو دربار سے باہر نکال دیا۔

محمد کی طاقت کا بڑھنا۔ اوسکا موسائیون پر غضبناک ہونا۔ موسائیون کے قبیلہ قینقاع کی جانب سے عرب کی ایک عورت کی ہتک۔ ایک غوغا برپا ہونا۔ بنی قینقاع کا اپنے قلعہ مین پناہ گزین ہونا۔ اونکا جلاوطنی اور قرق مال وغیرہ کی سزا پانا۔ رسول کی بیٹی ام کلثوم کا عثمان کے ساتھ نکاح۔ رسول کا حفصہ کے ساتھ شادی کرنا۔

جنگ بدر نے محمد کی حالت بالکل بدل دی تھی۔ اب وہ ایک بڑھتی ہوئی طاقت کا فتحمند بانی تھا۔ عرب کے بت پرست اقوام بڑی آسانی سے ایک ایسے مذہب کی طرف منتقل ہوگئے تھے جسنے اونکے لوٹ کھسوٹ والے میلان طبع کو مال غنیمت کی امید سے اور بھی قوی اور تیز کردیا۔ اور جسنے باوجود ان تمام باتون کے اون لوگون کو یہہ یقین دلایا تھا کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ وہی ابراہیمی مذہب ہے جسکے پیرو تمہارے آبا و اجداد تھے۔ پس اوس پہلے جلوس نے جو ایک کثیر مال غنیمت کے ساتھ مدینہ کے دروازون مین داخل ہوا اوس شہر کے تمام بت پرست باشندون کو مسلمان بنا دیا۔ اور محمد کو اوس شہر کا حاکم و ناظم کردیا۔ اوسکا اپنا لب ولہجہ اور طور و طریق بدل گیا۔ اب ایک بادشاہ اور واضع قانون کی حیثیت مین بولنے لگا۔ اوسکے خیالات کے اس تغیر و تبدل کی پہلی شہادت وہ سلوک ہے جو اوسنے یہودیون کے ساتھ کیا۔ ان لوگون کے اوسوقت

مدینہ مین تین قوی اور طاقتور قبایل موجود تہے۔

تمام رعایتین جو محمد نے اس گردن کش قوم کے لئے ملحوظ رکہی تہین محض لاطایل اور بیفایدہ ثابت ہوئین وہ لوگ اپنے شرک و کفر مین صرف مصر اور ثابت قدم ہی نہ رہے۔ بلکہ محمد اور اوسکے عقاید کو حقارت کی نظر سے دیکہتے تہے۔ عاصمہ بنت مروان نے جو یہودیون مین ایک شاعرہ عورت تہی محمد کی ہجو و مذمت مین بہت سے اشعار و قصاید لکہے۔ محمد کے ایک جوشیلے اور متعصب صحابی ابو عفاک نے اس عورت کو قتل کر ڈالا۔ ایک اور یہودی بہی جو ایک سو بیس برس کی عمر کا تہا اسیوجہ سے قتل کیا گیا تہا کہ اوسنے محمد کی توہین مین اشعار لکہے تہے۔ ایک اور یہودی شاعر جسکا نام کعب بن اشرف تہا جنگ بدر کے بعد مکہ مین گیا۔ اوسنے قریشیون کو انتقام کشی پہ اکسانے کی سعی و کوشش کی۔ اور مرثیے تصنیف کر کے سنانے شروع کئے جنمین اونکی قوم کے مقتولون کی عظمت و لیاقت کی تعریف تہی اور اونکی وفات پر حسرت و افسوس کا اظہار تہا۔ یہان تک یہہ شخص اوسکے دامنگیر تہا کہ جب وہ مدینہ مین واپس آیا تو عوام الناس کے سامنے بہی یہی اشعار پڑہتا تہا۔ حتی کہ رسول کے اون صحابہ کے روبرو بہی جو مقتولون کے لواحق و رشتہدار تہے۔

اس حسد و کینہ سے آزردہ خاطر ہوکر ایک دن محمد نے نہایت غیظ و غضب کی حالت مین کہا "وہ کون شخص ہے جو مجہے اس ابن اشرف کے ہاتہ سے نجات دلوائیگا" اسکے چند روز بعد کعب کو اپنی نظم کی بدولت اپنی جان کہونی پڑی۔ یعنی انصار مین سے ایک شخص نے جو قبیلہ اوس سے تہا اوسکو قتل کر دیا۔

اسکے بعد ایک ایسا حادثہ وقوع مین آیا کہ جسکے باعث محمد کا غضب و طیش جو یہودیون کی نسبت تہا کہلم کہلا دشمنی مین پہوٹ پڑا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جوان عورت جو ملک عرب کے خانہ بدوش اقوام مین سے تہی اور شہر مین دودہ فروخت کرنے کو لایا کرتی تہی شہر کے کوچہ مین پہر رہی تہی جہان قبیلہ بنی قینقاع کے یہودی آباد تہے۔ یہان چند جوان یہودی اوسکے

بیچنے بیٹھ گئی اور اوسکی خوبصورتی کی تعریف و توصیف سنکر خواستگار ہوئے کہ وہ اپنے منہ سے برقع اوٹھائے۔ عورت نے اس بات سے انکار کیا۔ کیونکہ یہہ امر اوسکی قوم کے دستور اور شائستگی کے برخلاف تھا۔ ایک جوان سنار نے جسکی دکان وہان نزدیک تھی اس جوان عورت کے برقع کے دامن کو چپکے سے لکڑی کے ایک تختہ کے ساتھہ جسپر وہ بیٹھی ہوئی تھی باندھ دیا۔ جب وہ عورت اوٹھکر چلنے لگی تو اوسکا برقع وہین رہ گیا اور سینہ ننگا ہو گیا۔ اسپر نوجوان یہودیون نے خوب کھلی مچائی اور وہ بیچاری عورت اونکے درمیان نہایت شرمناک اور محجوب حالت مین کھڑی تھی۔

ایک مسلمان کو جو وہان موجود تھا یہہ حالت دیکھہ کر نہایت غصہ آیا۔ اوسنے اپنی تلوار نکالی اور سنار کے جسم مین چبھو دی۔ یہودیون نے فی الفور مسلمان کو قتل کر دیا۔ قریب جوار سے مسلمان اسلحہ اور ہتھیار سنبھال کر آن پہنچے۔ ادہر سے یہودی بھی آمادہ جنگ ہوئے۔ چونکہ یہودی تعداد مین بہت تھوڑے تھے اسلیئے وہ ایک قلعہ مین پناہگیر ہو گئے۔ محمد نے اس شور و شغب کے فرو کرنے کے لیئے مداخلت کی چونکہ وہ عام طور پر موسائیون سے نہایت آزردہ خاطر تھا اوسنے اس بات پر اصرار کیا کہ موسائیون نے ابتدا کی ہے اونکو مذہب اسلام قبول کرنا چاہیئے۔ اونہون نے وہ عہد و پیمان پیش کیئے جو محمد نے پہلے پہل مدینہ مین آنے پر اونکے ساتھہ کیئے تھے۔ جنکے رو سے وہ مجاز و مختار تھے کہ اپنے مذہب کی رسوم بیشک ادا کرین۔ لیکن یہہ عذرات محمد پر کچھہ موثر نہوئے کچھہ عرصہ تک تو بنی قینقاع مستقل رہے اور قبول اطاعت سے انکار کیا اور اپنے قلعہ مین بند رہے لیکن بھوک و سامان رسد کی کمی نے اونہین مجبور کر دیا۔ عبد اللہ ابن ابی سلول جو قبیلہ خزرج کا رئیس اور اس موسائی قبیلہ کا محافظ و معاون تھا اونکی شفاعت کو آیا اور اونکو قتل ہونے سے بچایا۔ لیکن اونکا مال و اسباب قرق کیا گیا اور قریباً سات سو یہودیون کو ملک شام کی طرف جلاوطن کیا گیا۔

بنی قینقاع سے جو اسلحہ و اسباب رسول اور اوسکے اصحاب کے ہاتھہ آئے وہ اون لڑائیون مین نہایت کارآمد ہوئے جو سن بعد اسلام کی خاطر وقوع مین آئین۔ اون آلات مین ج

محمد کے حصہ مین آئے تہین تلوارین تہین ایک کو مذہم یعنی تیز۔ دوسرے کو بطار یعنی شگافندہ اور تیسری کو حاتف یعنی ہلاک کہتے تہے۔ دو نیزے تہے ایک کا نام المنتشر یعنی پراگندہ کرنے والا۔ اور دوسرے کا منتحوی یعنی ہلاک کنندہ تہا۔ ایک جوشن نقرلی تہا جسکا نام فہدا تہا اور ایک جوشن کا نام السعدیا تہا۔ کہتے ہین کہ یہہ دونون جوشن ساؤل نے داؤد کو دئے تہے جبکہ وہ گلاتین کا مقابلہ کرنے کو تہا۔ ایک کمان بہی تہی جسکو کتوم یعنی کمان مضبوط کہتے تہے لیکن یہہ اسم با مسمی نہ تہی۔ کیونکہ پہلے ہی موقع پر جب محمد کو اسکے استعمال کی ضرورت پڑی تو اوسنے اسکو اس زور سے کہینچا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ محمد عموماً عرب کی ایک قسم کی کمان اور اوسی کے مطابق کے تیر اور نیزے وغیرہ استعمال کیا کرتا تہا۔ اور اپنے اصحاب کو فارس کی کمان وغیرہ کے استعمال سے منع کیا کرتا تہا۔

محمد نے اسکے بعد یہودیون کی دلجوئی و رضامندی کی کچہہ پروا نہ کی۔ بلکہ برعکس اسکے وہ اوسکے نزدیک بہی عناد و دینی مخالفت کے سلسلہ مین شامل ٹہیرائے گئے۔ اسنے اوس حکم کی تردید کی جسکے رو سے یروشلم کو قبلہ یعنی مرکز عبادت قرار دیا تہا اور اوسکی بجائے کعبہ کو قبلہ قرار دیا۔ اوس وقت سے تمام مسلمان نماز کے وقت منہ اوسطرف کر لیا کرتے ہین۔

رسول کی بیٹی رقیہ کی وفات پر اوسکا شوہر عثمان نہایت اداس اور غمگین رہا کرتا تہا اوسکی تسلی و دلجوئی کے لئے عمر نے جو اوسکی طرح سلاح بند مسلمان تہا ایک سال کے اندر اپنی لڑکی حفصہ کا اوسکے ساتہہ نکاح کرنا چاہا۔ حفصہ پہلے خُباش کے ساتہہ بیاہی ہوئی تہی اور اوس وقت بیوہ تہی۔ اوسکی عمر ۱۸ سال کی تہی اور نہائیت ہی خوبصورت تہی۔ باوجود ان تمام باتون کے عثمان نے اوسکے ساتہہ نکاح کرنے سے انکار کیا۔ عمر نے اس انکار کو اپنے اور اپنی لڑکی کے لئے موجب ہتک سمجہا اور نہایت غضبناک ہو کر محمد کے پاس شکایت کی۔ محمد نے کہا اے عمر ملول ہو۔ عثمان کے لئے زیادہ تر عمدہ عورت اور تیری بیٹی کے لئے زیادہ تر عمدہ شوہر مقدر ہوا غرض اوسنے اپنی بیٹی ام کلثوم عثمان کے ساتہہ بیاہ دی اور حفصہ کے ساتہہ آپ نکاح کر لیا

ان مدبرانہ روابط و ضوابط سے اوسنے عثمان اور عمر کو اپنی طرف اور زیادہ تر مستحکم و راسخ دم کرلیا اور عورتون کے حسن و جمال سے اپنے میلان طبع کا بھی لطف و حظ اوٹھایا۔ عائشہ کے بعد حفصہ سب عورتون مین سے محمد کی نہایت ہی مرغوب طبع اور عزیز عورت تھی۔ اور اوس صندوق کی امین تھی جسمین قرآن کی آیتین اور سورتین جیسی کہ وہ نازل ہوا کرتی تھین رکھی جاتی تھین۔

20

ہندہ کا ابوسفیان اور دیگر قریشیون کو اپنے اون لواحقین کے قتل کے انتقام پر آمادہ کرنا جو جنگ بدر مین مقتول ہوئے تھے۔ قریشیون کا حملہ کے لئے جمع ہوکر نکلنا ہندہ اور اوسکی ہمراہی عورتون کا اونکے ساتھ جانا۔ مقام احد پر لڑائی۔ ہندہ کا وحشیانہ طور پر فتح کی خوشی کا اظہار محمد کا ہند یعنی ام سلمہ بنت امیہ کے ساتھ نکاح کرکے اپنا غم غلط کرنا۔

جون جون محمد کی طاقت مدینہ مین بڑھتی جاتی تھی اودھر مکہ مین قریشیون کی مخالفت اور دشمنی بھی زیادہ تر شدید ہوتی جاتی تھی۔ ابوسفیان مقدس شہر یعنی مکہ کا حاکم تھا۔ اوسکی عورت ہندہ اوسکو ہمیشہ جنگ و جدل کی ترغیب و تحریک دیتی رہتی تھی۔ اس تند طبع کینہ ور عورت کو تا وقتیکہ اون لوگون سے جنہون نے اوسکے باپ بھائی اور چچا کو قتل کیا تھا انتقام نہ لیا جاوے آرام کرنا ایک امر محال تھا۔ نیز عکرمہ بن ابوجہل جسنے محمد کی دشمنی اور عداوت اپنے باپ سے ورثت مین

لی تہی انتقام کے لئے شور و شغب کرتا تہا۔ اسلئے ہجرت کے تیسرے سال یعنی جنگ بدر کے ایک سال بعد ابو سفیان تین ہزار آدمی کی فوج لیکر جنگ کے لئے نکلا۔ اس فوج مین گو عرب کے دیگر اقوام مثل کنانہ اور تہامہ کے آدمی بہی تہے مگر زیادہ تر قریشی لوگ ہی تہے۔ سات سو آدمی جوشن اور زرہ سے مسلح تہے۔ دو سو سوار تہے۔ عکرمہ کپتان تہا۔ خالد ابن ولید بہی جو نہایت مستعد اور بہادر آدمی تہا اور جو بعد ازان اسلام کا نہایت ہی مشہور و معروف فاتح ہوا تہا اونمین ایک کپتان تہا۔ بنی عبد الدار اس فوج کے علم بردار تہے۔ یہہ لوگ قریشیون کے ایک فرقہ مین سے تہے۔ اور از روے ورثہ تمام پنچایتون اور کونسلون مین سب سے آگے بیٹہنے والے تہے اور لڑائی مین بہی سب سے پہلی قطار مین ہوا کرتے تہے اور ہمیشہ فوج کے آگے علم بردار ہوا کرتے تہے اس فوج کے عقب مین انتقام کش ہندہ تہی۔ اسکے ساتہہ مکہ کی پندرہ معزز اور شریف مستورات تہین جو اون لوگون کی رشتہ دار تہین جو بدر مین مقتول ہوئے تہے۔ یہہ عورتین کبہی تو مقتولون کی موت پر واویلا اور شیون کرتی تہین اور کبہی جنگی گیتون سے بہادرون کو جدال و قتال کی تحریک دیتی تہین[۱]۔ جب یہہ فوج موضع ابوا کے پاس سے گزری جہان محمد کی والدہ آمنہ مدفون تہی تو ہندہ کو بڑی مشکل سے آمنہ کی قبر کہودنے اور اوسکے بوسیدہ استخوانون کے توڑنے سے روکا گیا تہا۔

عباس محمد کا چچا جو ہنوز مکہ مین بود و باش رکہتا تہا اور دین اسلام کا مخالف سمجہا جاتا تہا۔ اوسنے یہہ سوچ کر کہ اگر یہہ فوج دفعتہً محمد پر جا پڑی تو وہ ضرور ہلاک ہو جاویگا ایک تیز رفتار قاصد بہیجکر محمد کو عین موقع پر مخاطرہ سے آگاہ کر دیا۔ محمد کو جسوقت یہہ پیغام ملا اوسوقت وہ موضع قبا مین تہا فی الفور مدینہ کو واپس آیا اور اپنے خاص خاص اصحاب کی ایک مجلس

---

[۱] ایام جاہلیت مین عرب کی عورتون کا دستور تہا کہ میدان کارزار مین سب سے پیچہے کہڑے ہو کر دفلی بجاتین اور اپنے حسن و جمال و غنج و دلال کی تعریف مین اشعار گاتین اور بہادرون کو اپنی خوبصورتی پر فریفتہ کرتین [illegible] کہتین کہ جو بہادر آگے بڑہکر لڑیگا اور فتح یاب ہوگا وہ ہمارے حسن خداداد کی بہار لوٹے گا۔ محارب اونکے عشق مین حوصلہ سے بڑہکر کارنمایان کرتے تہے مگر اسلام نے یہہ رسم موقوف کر دی اور بجاے اسکے بہشت و حورون کا شوق تحریص جنگ کرنے کے لئے کافی سمجہا ۱۲ مترجم

مستعد کی۔ یہہ بات واضح کرکے کہ ہماری تعداد اس قابل نہیں ہے کہ ہم میدان مین جنگ کرسکین محمد نے یہہ صلاح دی کہ ہم دشمن کے حملہ کا مدینہ مین انتظار کرین کیونکہ یہان تو عورتین اور بچے بہی ہماری اعانت و امداد کرسکینگے۔ اور کچہہ نہین تو کوٹہون پر سے اینٹ پتہر ہی پہینکینگے۔ پیرانہ سال اور سن رسیدہ آدمی تو اس راے سے متفق تہے۔ لیکن جوان آدمی جو ہر وقت بیباک اور بے محابا دلیری کا اظہار کیا کرتے تہے اور نیز بدر کی فتحیابی کے نشہ سے مخمور و مغرور تہے میدان مین ایک صاف اور کہلی لڑائی کے لئے چلا اوٹہے۔

محمد کو اونکا شور و شغب قبول کرنا پڑا۔ لیکن اوسکی فوج جب صف آرا ہوئی تو مشکل سے ایک ہزار آدمی ہی تہے۔ صرف ایکسو آدمی کے پاس زرہ بکتر تہی۔ اور صرف دو اسپ سوار تہے۔ وہ لوگ جو تہوڑی دیر پہلے اسقدر شور و غوغا کرتے تہے اب انکے دل مین خوف و ہراس پیدا ہوا اور وہ اس بات پر نہایت خوش تہے کہ دشمن کے حملہ کا شہر کی دیوارون کے اندر انتظار کیا جاوے۔ محمد نے کہا نہین یہہ ہرگز نہین ہوگا۔ رسول کے لئے یہہ بات شایان نہین ہے کہ جب وہ تلوار کہینچے اوسکو پہر غلاف مین بند کرلے۔ اور نہ یہہ بات مناسب ہے کہ جب وہ ایک دفعہ آگے بڑہے تو پہر پیچہے ہٹ جاوے تا وقتیکہ خدا اوسکے اور اوسکے دشمن کے درمیان فیصلہ کردے یہہ کہکر وہ اپنی فوج کو آگے لے گیا۔ اسکی فوج مین کچہہ یہودی اور قبیلہ خزرج کے آدمی تہے جو عبداللہ بن ابا سلول کی سرکردگی مین تہے۔ محمد نے موسائیون کی اعانت قبول کرنے سے تا وقتیکہ وہ مذہب اسلام قبول نہ کرین انکار کیا۔ چونکہ انہون نے قبول اسلام سے انکار کیا اسلئے محمد نے انکو مدینہ کی طرف واپس جانے کا حکم دیا۔ اسپر اونکا محافظ و معاون عبداللہ بہی اپنے آدمیون کو جو قبیلہ خزرج کے تہے ساتہہ لیکر واپس چلا گیا۔ پس محمد کی فوج مین صرف سات سو آدمی رہ گئے۔

اس تہوڑی سی فوج کے ساتہہ محمد نے اپنے تئین کوہ احد پر جو مدینہ سے چہہ میل کے فاصلہ پر تہا مستحکم کیا۔ اور اوسکی فوج کچہہ تو چٹانون اور پہاڑ کی ناہمواریون سے محفوظ و

مصون تہی۔ محمد کو سوارون کے حملہ سے محفوظ رکہنے کے لئے اوسکے محاذ اور عقب مین تیراندازون کے دستے متعین کئے گئے تہے۔ وہ ایک خود اور دو قمیص کبیر سے مسلح تہا۔ اوسکی تلوار پر اس مضمون کی عبارت کندہ تہی "خوف ذلت و خواری لاتا ہے۔ آگے بڑہنے سے عزت و توقیر ہے۔ بزدلی کسی شخص کو اوسکی موت سے نہین بچاتی"۔ چونکہ وہ لڑائی مین محاربہ کا کام آپ نہین کیا کرتا تہا اوسنے اپنی تلوار ایک بہادر اور جری سپاہی کو جسکا نام ابو دجانہ تہا دیدی۔ جسنے قسم کہا کر کہا کہ جبتک اسکی باڑہ مین تیزی ہے مین اسکو چلاتا رہونگا محمد خود جیسا کہ اوسکا دستور تہا ایک اونچی جگہ پر بیٹہہ گیا جہان سے وہ میدان جنگ کو بخوبی دیکہہ سکے۔

قریشی جو اپنی کثرت تعداد پر نازان تہے لہراتے ہوئے جہنڈون کے ساتہہ پہاڑی کے دامن تک کوچ کرتے چلے آئے۔ ابو سفیان فوج قلب کا رہنما تہا۔ ہر ایک بازو مین ایک ایک سو سوار تہا۔ بایان بازو عکرمہ بن ابو جہل کے زیر حکم تہا اور داہین بازو پر خالد ابن ولید حکمران تہا۔ جون ہی وہ آگے بڑہے ہندہ اور اوسکی ہمراہی عورتون نے بوق و قرنا بجائی اور جنگی گیت گائے۔ کبہی اون لوگون کے نام لے لیکر جو جنگ بدر مین مقتول ہوئے تہے بین اور شیون کئے۔ کبہی علمبردارون کی طرف مخاطب ہوکر کہتی تہین "ای بنی عبدالدار ہمت اور دلیری کرو۔ جنگ و جدال مین آگے بڑہو۔ دشمن سے مقابلہ کرکے مارو۔ چہوڑو نہین تمہاری تلوارین تیز ہون اور دل بے رحم۔"

محمد نے اپنی فوج کی بے صبری اور جلد بازی کو روک رکہا اور اونکو یہہ حکم دیا کہ جنگ کی ابتدا نہ کرین بلکہ استحکام کے ساتہہ اپنی جگہ پر کہڑے رہین اور پہاڑ کی بلندی و ناہمواری کے فائدہ کو ہاتہہ سے نہ جانے دین۔ سب سے زیادہ اس بات کی تاکید کی کہ خواہ لڑائی کی حالت کیسی ہی ہو تیراندازون کو اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہلنا چاہیے تا کہ ایسا نہو کہ دشمن کا رسالہ عقب سے آن پڑے۔ بائین بازو کے سوارون نے جو عکرمہ کے زیر حکم تہے مسلمانون کو اپنے آگے

لانیکی کوشش کی لیکن تیراندازون نے اونکو واپس ہٹادیا اور وہ گہبراکر پسپا ہوگئے۔ اسپر حمزہ نے مسلمانون کی صلاء جنگ اَمت۔ اَمت یعنی موت موت کو پکارا اور اپنی فوج لیکر دشمن کے قلب پر آپڑا۔ ابودجانہ حمزہ کے داہنے ہاتھہ پر تہا جو محمد کی تلوار سے مسلح تہا اور اسکے سر کے گرد سرخ رنگ کی ایک پٹی لپٹی ہوئی تہی جسپر لکہا تہا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ (مدد خدا کی طرف سے ہے اور فتح ہماری ہے)

مسلمانون کی اس جرات و دلیری سے دشمن لغزش مین آگئے۔ ابودجانہ سرپٹ انکے درمیان چلا گیا اور اپنے دونون طرف ہلاکت و تباہی پہیلاتا گیا اور منہ سے یہہ کہتا تہا "اللہ اور اوسکے رسول کی تلوار" عبدالدار کے قبیلے کے سات علمبردار یکے بعد دیگرے ہلاک ہوئے۔ اور فوج قلب ہلنے لگی مسلمان تیراندازون کے دستہ نے یہہ خیال کرکے کہ اب فتح یقینی اور پختہ ہے محمد کے احکام فراموش کردئے اور اپنی جگہہ چہوڑکر غنیمت کی تلاش مین منتشر ہوگئے۔ اور غنیمت غنیمت پکارتے پہرتے تہے۔ خالد نے موقع پاکر اپنے سوارون کو جمع کرکے اوس جگہہ پر قبضہ کرلیا جسکو مسلمان تیرانداز چہوڑ گئے تہے۔ اور عقب سے مسلمانون پر حملہ کرکے بعض کو بہگادیا اور باقی کو گہبراہٹ مین ڈالدیا۔ اس گہبراہٹ مین ایک سوار جسکا نام اُبی ابن خالف تہا بہیڑ چیرتا ہوا آیا اور یہہ کہتا تہا "محمد کہان ہے۔ جبتک وہ زندہ ہے امن و سلامتی نہین ہے" محمد نے اپنے ایک صحابی سے نیزہ لیکر اوس بت پرست کے گلے مین ایسا مارا کہ وہ گہوڑے سے گرکر وہین ہلاک ہوگیا۔ متدین حبشی (کسی مورخ کا نام ہے۔ مترجم) کا بیان ہے "اسطرح یہہ خدا کا دشمن ہلاک ہوا جسنے کئی سال پیشتر رسول کو ان الفاظ سے دہمکی دی تہی کہ مین ایک ایک دن تجہکو قتل کرونگا۔ اور رسول نے یہہ جواب دیا تہا کہ تو خبردار رہ اگر اللہ نے چاہا تو تو میرے ہاتہہ سے ہلاک ہوگا۔"

اس گہبراہٹ کے درمیان محمد کے چہرہ پر ایک سنگ فلاخن پڑا جس سے اوسکے ہونٹ کٹ گئے اور اوسکا ایک اگلا دانت ٹوٹ گیا۔ ایک تیر سے اوسکے منہ پر جراحت لگی اور

تیر کا پیکان زخم کے اندر ہی رہا۔ حمزہ جبکہ وہ ایک قریشی کو قتل کر رہا تہا وحشی کے نیزہ سے ہلاک ہوا۔ وحشی ایک حبشی غلام تہا اور اوسکے ساتھہ اقرار کیا گیا تہا کہ اگر تو اپنے آقا کا جو جنگ بدر مین حمزہ کے ہاتھہ سے مقتول ہوا تہا انتقام لیگا تو تجھے آزاد کیا جاویگا۔ مصعب بن عمیر جو محمد کا علمبردار تہا مقتول ہوا۔ لیکن علی نے مقدس علم اوٹھا لیا اور اوسے جنگ و جدل کے طوفان سے نکال لے گیا۔ چونکہ مصعب کی شکل محمد سے بہت مشابہ تہی دشمنون نے مشہور کر دیا کہ محمد مقتول ہوا۔ یہہ سنکر قریشیون کی ہمت و جرأت دوبالا ہو گئی اور مسلمان بہاگ گئے۔ اور اپنے ساتھہ عمر اور ابو بکر کو جو مجروح ہو گئے تہے اوٹھا لے گئے۔ کعب بن مالک نے محمد کو مجروحون کے درمیان ایک خندق مین گرے ہوئے دیکھا اور اوسکی زرہ سے اوسکو پہچانا اسنے چلا کر کہا "اے مومنو خدا کا رسول ابہی زندہ ہے۔ آؤ اوسے بچاؤ بچاؤ"۔ محمد کو مسلمانون نے وہان سے نکالا اور اوسکو پہاڑی پر لے گئے اور ایک چٹان پر لٹا دیا۔ یہان مسلمان پوری پوری محافظت کے لئے طیار و مستعد تہے۔ قریشیون نے یہہ خیال کر کے کہ محمد ہلاک ہو چکا ہے مسلمانون کا تعاقب نہ کیا۔ لوٹ کہسوٹ اور کشتون کی لاشون کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر قناعت کی۔ ہندہ اور اوسکی ہمراہی عورتین اس انتقام کے وحشیانہ کام مین سب سے بڑھکر مشغول تہین۔ خونخوار سنگدل ہندہ اس بات کے درپے تہی کہ حمزہ کا دل نکال کر کچا کہا جاوے اور اسطرح اپنا دل ٹھنڈا کرے۔ ابو سفیان نے حمزہ کی پارہ پارہ لاش کا ایک ٹکڑا نیزہ پر اوٹھا لیا اور اوسکو بطور نشان فتح و فیروزی کے نیچے اوتار کر نہایت فخر اور جوش سے آواز بلند کہا "لڑائی کی حالت مین بہت تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ جنگ بدر کے بعد جنگ احد ہے"

جب قریشی لوگ واپس ہٹ آئے تو محمد چٹان سے نیچے اوترا اور میدان کارزار کا ملاحظہ کیا۔ جب اوسنے اپنے چچا حمزہ کی لاش یون پارہ پارہ دیکھی تو اوسنے قسم کہائی کہ جب مجھے دسترس ہوگی تو مین دشمن کے ستر آدمیون کے ساتھہ ایسا ہی سلوک کرونگا۔ ہمین بتلایا گیا ہے کہ محمد کے رنج و قلق کو جبرائیل نے یہہ یقین دلا کر فرد کیا کہ حمزہ ساتوین بہشت مین اعلی

مدارج پر پہونچ گیا ہے۔ اوسکو خدا اور خدا کے رسول کے شیر کا خطاب دیا گیا ہے۔ کشتون کی لاشین جہان پڑی ہتین وہین دو دو اور تین تین یکجا دفنائی گئین۔ محمد نے اپنے پیروان کو ممانعت کی کہ مردون کے لئے واویلا نہ کرین۔ اپنے بال نہ نوچین اور کپڑے نہ پہاڑین جیسا کہ عرب والون کا دستور ہے۔ ہان اس بات کو محمد نے مباح کیا کہ وہ رودین یا آنسو بہائین کیونکہ رونا چھاتی کو ہلکا کر دیتا ہے اور دل کے انجرے نکال دیتا ہے۔

جنگ کے بعد کی رات نہائیت پر خوف و بے امن تہی کیونکہ اندیشہ تہا کہ مبادا قریشی پہر حملہ کردین یا مدینہ پر چڑہ آوین۔ دوسرے دن محمد نے مدینہ کی طرف کوچ کیا اور رستہ مین دشمن کے نزدیک گہومتا رہا۔ رات کو اپنی فوج کے اردگرد کئی مقامات مین آگ روشن کی۔ یہہ آگ صرف حفاظت کی غرض سے تہی۔ ابوسفیان کو یہہ خبر مل گئی تہی کہ محمد ابہی زندہ ہے۔ اسنے اپنے تئین اس لائق نہ پایا کہ شہر پر حملہ کرسکے۔ کیونکہ خوف تہا کہ وہ شہر کی مدد کو آجاوے یا شہر کے لوگ اوسکی کمک کو آجاوین اور محمد اونکو ساتہہ لیکر اوسکے (ابوسفیان کے) درپے ہوجاوے۔ ان وجوہات سے ابوسفیان نے صرف اسی فتح پر اکتفا کرکے مسلمانون کے ساتہہ ایک سال کے لئے صلح یا التوائے جنگ کرلی اور مظفر و منصور مکہ کو واپس آیا۔

محمد نے اس سخت شکست و ہزیمت کا غم غلط کرنے کے لئے مسمات ہند بنت امیہ کے ساتہہ شادی کی۔ اُمیہ بڑے رعب و داب کا آدمی تہا۔ ہند بیوہ تہی اور اپنے خاوند سمیت اون لوگون کے درمیان رہ چکی تہی جو ملک ابی سینیا مین پناہ گیر ہوئے تہے۔ اسوقت اوسکی عمر اٹہائیس ۲۸ سال کی تہی اور اوسکا ایک لڑکا تہا جسکا نام سلمہ تہا۔ اسیوجہ سے وہ اپنی کنیت ام سلمہ یعنی سلمہ کی مان کے نام سے مشہور تہی۔ چونکہ یہہ نہایت خوبصورت اور لطیف عورت تہی عمر اور ابوبکر نے بہی اسکے ساتہہ شادی کرنے کی درخواست کی لیکن کامیاب نہوئے۔ بلکہ پہلے پہل محمد کو بہی کچھہ دقت پیش آئی۔ اس عورت نے کہا "افسوس۔ رسول اللہ مجھسے کیا لطف و حظ کی امید کرسکتا ہے۔ مین اب نوخیز نہین ہون۔ ایک لڑکے کی مان ہون۔ اور میری طبیعت

ین رشک و حسد بہت ہے"۔ محمد نے جواب دیا ۔ تیری عمر کے بارہ مین میرا یہہ جواب ہے کہ مین تجہسی عمر مین زیادہ ہون اور تو مجہسے بہت چہوٹی ہے ۔ اور تیرے لڑکے کے بارہ مین میرا یہہ جواب ہے کہ مین اوسکے ساتہہ پدرانہ سلوک مرعی رکہونگا ۔ اور تیری حاسدانہ طبیعت کے بارہ مین اللہ سے دعا مانگونگا کہ وہ تیرے دل کو صاف کرے ۔

اس عورت کے لئے علیحدہ مکان تجویز کیا گیا تہا جو مسجد کے ساتہہ ملا ہوا تہا اس گہر کے سامان مین جیسا کہ ایک مسلمان مورخ کا بیان ہے صرف یہہ اشیا نہین ۔ ایک تہیلی چرمی ۔ ایک دستی چکی ۔ ایک گڑاہی ۔ اور پکہن کا ایک کوزہ ۔ محمد اسقدر کم سرمایہ آدمی تہا ۔ یا یہہ کہو کہ اوسکی عادتین اسقدر مختصر تہین ۔ اور عرب والون کی طرز معاشرت ایسی سادہ تہی ۔

چند موسائی قبائل کی غداری ۔ اونکی تنبیہ و توبیخ ۔ رسول کے آزاد شدہ غلام زید کی وفاداری ۔ اور اوسکا اپنی خوبصورت بیوی زینب کو طلاق دینا تاکہ وہ رسول کے ساتہہ نکاح کرسکے

21

اوس شکست و ہزیمت نے جو محمد کو جنگ احد مین اوٹہانی پڑی کچہہ عرصہ کے لئے چند عربی اور موسائی قبائل کے درمیان برا اثر پیدا کیا جو چند غداری کارروائیون سے ثابت ہوا ۔ قصبہ عذال اور قرا کے باشندون نے محمد کے پاس سفارت بہیجکر دین اسلام قبول کرنے کا میلان ظاہر کیا ۔ اور اوس سے درخواست کی کہ چند واعظ اسلام کے عقاید تلقین کرنے کے لئے ارسال کرے ۔ محمد نے اس سفارت کے ہمراہ چہہ واعظ روانہ کئے ۔ رستہ مین جبکہ وہ نہر رجیع پر جو علاقہ ہودشیت مین واقع ہے آرام کر رہے تہے سفارت کے آدمی ان پر آن پڑے ۔ چار واعظون کو وہین قتل کیا اور دو کو گرفتار کر کے مکہ مین لے گئے اور قریشیون کے حوالے کیا جنہون نے اونکو قتل کر ڈالا ۔

صوبہ نجد کے باشندون نے بھی ایسی ہی غداری کی - قبول اسلام کا بہانہ کرکے محمد سے اپنے دشمنون کے برخلاف کمک مانگی محمد نے کچھہ مسلمان اونکی کمک کو روانہ کئے - بیر منا کے نزدیک بنی سلیم نے اون مسلمانون پر حملہ کیا - اور قریبًا سب کو ہلاک کر دیا - بیر منا مدینہ سے چار روز کی مسافت پر واقع ہے - ان مسلمانون مین سے ایک شخص عمرو ابن امیہ بچکر مدینہ کی طرف بہاگ آیا - رستہ مین اوسے دو غیر مسلح یہودی ملے جو بنی امیر کے قبیلہ کے تھے - یا تو اس مسلمان نے انکو دشمن سمجھا - یا اپنے ہمراہیون کے مقتول ہو جانے کے طیش و غضب مین آکر انپر حملہ کیا اور دونون کو قتل کر دیا - یہودیون کے قبیلہ نے جو محمد کے ساتہہ صلح و صفائی رکھتے محمد سے انصاف چاہا - محمد نے اس امر کا فیصلہ ایک دوسرے قبیلہ کے سپرد کیا جو بنی نضیر کہلا تہے اور مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر بہت مضبوط حفاظت دار ایک قلعہ رکھتے تہے جسکا نام زہرہ تہا جب محمد مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین رہنا لگا ہوا تہا تب اس قوم نے اوسکے ساتہہ معاہدہ کیا تہا کہ محمد اور اوسکے دشمنون کے درمیان یہ قوم بالکل مداخلت نہین کریگی اور دونون فریق سے برکنار رہیگی جب اس قوم کا رئیس بطور ثالث مقرر کیا گیا تو اوسنے محمد کو اپنے پاس بلایا - محمد ابوبکر عمر علی اور چند کس دیگر کو ساتہہ لیکر اوسکے پاس گیا - اوس رئیس کے مکان کے باہر کہلے میدان مین دسترخوان بچھایا گیا - مگر محمد کو خفیہ طور پر اطلاع مل چکی تہی کہ وہ دہوکہ اور فریب سے وہان بلایا گیا ہے - کہانا کہانے کے وقت چکی کے ایک بڑے پتہر سے جو کوٹھے پر سے لڑہکایا جاویگا اوسکو قتل کیا جاویگا - بدون اسکے کہ وہ اس غداری و دغابازی کی اونکو اطلاع دے محمد دفعتًہ اوس مجلس سے اوٹھہ کہڑا ہوا اور مدینہ کی طرف واپس چلا آیا -

اب تمام قبیلہ بنی نضیر کے معرض غیظ و غضب مین پڑ گیا اور اوسنے اونکو حکم دیا کہ اگر دس روز کے اندر ملک سے نکل نہ جاوگے تو سب کے سب تہ تیغ کئے جاوگے - وہ ملک چہوڑکر نکل جانے کو مگر عبد اللہ نے جو فرقہ خزرج کا رئیس تہا اونکو مدد و اعانت دینے کا خفیہ طور پر اقرار کیا - اور اونکو ٹہیرے رہنے کی ترغیب دی مگر عبد اللہ وعدہ وفا نہ کرسکا - بنی نضیر جب منافقون کے رئیس کی

جانب سے مایوس ہوئے تو انہون نے اپنے تئین قلعہ زہرہ مین بند کر لیا۔ محمد نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور خرما کے درختون کو جنپر موسائی اپنی خوراک کا سہارا رکھتے تھے کاٹ کر جلا دیا۔ چھ دن کے بعد محصورون نے ہار مانی اور اونکو ملک سے نکل جانے کی اجازت ملی مگر اس شرط سے کہ اپنے مال و اسباب مین سے ہر ایک شخص ایک ایک اونٹ لاد کر لیجاوے۔ اس اسباب مین آلات حرب کے لیجانے کی اجازت نہین تھی۔ یہہ لوگ کچھ ملک شام کو چلے گئے اور کچھ علاقہ خیبر کی طرف جو مدینہ سے کئی روز کی مسافت پر تھا اور جہان یہودی لوگ ہی آباد تھے۔ چونکہ قبیلہ نضیر متمول تھا اوسکے مال و اسباب مین سے بہت سی غنیمت ہاتھہ آئی۔ مگر یہہ کل مال محمد نے خود لے لیا۔ اوسکے اصحاب نے شکایت کی کہ یہہ کارروائی اوس قانون تقسیم کے برخلاف ہے جو قرآن مین وارد ہے لیکن محمد نے بتایا کہ ایک اور وحی کے رو سے ایسا مال غنیمت جو بدون جنگ کے دستیاب ہو جیسا کہ یہہ مال ہے اور آدمی کی کوشش سے حاصل نہین ہوا ہے بلکہ عطیہ الٰہی ہے رسول کا حصہ ہے تاکہ وہ اسلام کی ضروریات حسنہ اور غربا و یتامی اور مسافرون کی آسایش مین صرف کرے۔ فی الواقع یہہ اسباب محمد اپنے استعمال مین نہین لایا بلکہ سب کا سب مہاجرین اور فرقہ نضیر کے دو یہودیون مین جو مسلمان ہو گئے تھے اور دو تین انصار مدینہ کے درمیان جو نہایت مفلس تھے تقسیم کیا۔

ہم اون خفیف غزوات کا جو محمد نے کئے ذکر نہین کرتے۔ انمین سے ایک غزوہ تبوک ہے مقام تبوک ملک شام کی سرحد پر واقع ہے۔ یہہ لڑائی اوس گروہ کی تنبیہ و تادیب کے لئے تھی جنہون نے مدینہ کے کاروانون کو لوٹا تھا۔ ان تمام غزوات کا نتیجہ کچھ خراب سا ہی تھا۔ البتہ مال غنیمت جسکی طرف مسلمان ایسے ہی شوق و شغف سے متوجہ تھے جیسے کہ اشاعت اسلام کی طرف بیشک ہاتھہ آیا۔ بیشک وہ مال غنیمت جو اسطرح اچانک دستیاب ہوتا ہے بہت سے تنازعات اور اوباشیون کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مطلب پر قرآنی آیات[1] کا نزول بھی ہوا ہے جنمین شراب

---

[1] یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس الآیہ ع ۱۲

اور تیسری یعنی چوری کی جو لوٹ کہسوٹ کرنے والی قومون مین متنازعات - نافرمانبرداری اور گستاخی کے اکثر بواعث ہوتے ہین سخت ممانعت کی گئی ہے -

اسی اثنا مین محمد کئی دفعہ بمشکل تمام خفیہ قاتلون کے ہاتہ سے جانبر ہوا - محمد پر بہی یہہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوسنے اپنے ایک دشمن سے مخلصی پانے کے لئے کچہہ دغا اور دہوکے کے وسائل مستعمل کئے - کہتے ہین کہ اوسنے ایک دفعہ عمرو بن امیہ کو کسی مخفی مطلب پر مکہ کی طرف روانہ کیا تہا - یعنی وہ ابوسفیان کو خفیہ قتل کرنے کے لئے بہیجا گیا تہا لیکن یہہ سازش ظاہر ہوگئی تہی اور قاتل یعنی عمرو جلد بہاگ جانے کی وجہ سے بچ گیا تہا - تاہم یہہ الزام کسی محکم بنیاد پر نہین ہے - اور محمد کے چال چلن اور عام وضع کے برعکس اور برخلاف ہے - اگر اوسکے ایسے بے رحم دشمن تہے تو دوست بہی اوسکے نہایت صادق اور وفادار تہے - اوسکے دوستون کی صداقت کی زید بن حارث کی کارروائی سے جو اوسکا آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ تہا نہایت عمدہ نظیر ملتی ہے - زید نے سب سے پہلے مذہب اسلام قبول کیا تہا اور وہ اس مذہب کے نہایت جری اور بہادر غازیون مین سے تہا محمد ہر ایک موقع پر اوسکے ساتہ صلاح و مشورہ کیا کرتا تہا - اور اپنے خانگی امور مین اوس سے مدد لیا کرتا تہا - ایک دفعہ محمد زید کے گہر مین جیسا کہ ایک باپ اپنے بیٹے کے گہر مین آزادی تمام چلا جاتا ہے گیا - زید گہر مین نہین تہا اور اوسکی نو کتخدا بیوی زینب گہر مین تہی - یہہ زینب جحش کی بیٹی تہی جو ایک قبیلہ کا باشندہ تہا - زینب اپنے قبیلہ مین سب سے زیادہ خوبصورت اور شکیل خیال کی گئی تہی - یہہ گہر کے اندر اپنا برقع اور اور کپڑے جو باہر جانے کے وقت ضروری ہوتے ہین اوتارے ہوئے تہی - جونہی محمد اندر گیا - اتفاق سے اوسکا حسن خداداد بے پردہ اوسکو نظر آیا - محمد اوسکو دیکہکر حیرت زدہ ہوگیا - اور تعجب و تعریف کے کلمات ظاہر کرنے سے اپنے تئین روک نہ سکا - زینب نے اسکا کچہ خیال نہ کیا مگر جب اوسکا خاوند گہر مین آیا تو سارا ماجرا اوسکے سامنے بیان کردیا - زید کو محمد کی عاشق مزاجی اور طبعی میلان کا حال بخوبی معلوم تہا - اوسپر فی الفور ظاہر ہوگیا کہ محمد زینب کی خوبصورتی پر فریفتہ و شیفتہ ہوگیا ہے - وہ محمد کے

پاس گیا اور اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ذکر کیا۔ محمد نے منع کیا اور کہا کہ یہہ قانون کے برخلاف قانون ہے۔ لیکن زید کا جوش محبت کب رک سکتا تھا۔ بیشک وہ اپنی بیوی کو دل و جان سے چاہتا تھا لیکن رسول کی تعظیم دل و جان سے کچھہ بڑھ چڑھکر تھی۔ اوسنے بدون کسی تاخیر کے اپنی چہیتی بیوی کو طلاق دیدی۔ جب عدت کے ایام پورے ہوگئے تو محمد نے نہایت شکرگزاری کے ساتھہ زید کی اس نذر کو قبول کیا۔ محمد کی یہہ شادی جو زینب کے ساتھہ ہوئی تمام پہلی شادیوں سے دہوم دہام مین بڑہکر تھی۔ ہر ایک مہمان کے لیئے دروازہ کہلا تھا۔ بہیڑ اور لیلوں (بزغالہ) کے گوشت۔ جو کی روٹی۔ شہد۔ میوہ جات اور نفیس و خوشگوار شربات سے مہمانوں کو ضیافت دی گئی تھی جنہوں نے خوب سیر ہوکر کہایا پیا۔ اور طلاق کو نہایت مذموم و شرمناک اور شادی کو غلبہ شہوت سے مطعون کرتے ہوئے چلے گئے

اس نازک موقع پر قرآن کی تینتیسوین[1] سورۃ کی وہ آیات نازل ہوئین جنہین رشتہ داران تبنیت و رشتہ داران خون مین امتیاز کیا گیا ہے۔ ان آیتون کے رو سے اوس عورت کے شادی کرنا کچھہ گناہ نہین ہے جو کسی وقت ناکح کے متبنی کی عورت رہ چکی ہو۔ اس تنزیل نے مسلمانون کے شکوک رفع کردیئے۔ پہر بہی ہر ایک قسم کے شک و شبہہ کے شایبہ کے رفع کرنے کے لیئے محمد نے تبنیت کو منسوخ کردیا اور زید کو ہدایت کی کہ وہ اپنے حقیقی باپ کے نام پر اپنے تئین ابن حارث سے مخاطب کیا کرے۔

خوب صورت زینب من بعد رسول کی دوسری بیویون پر سبقت و فضیلت کا فخر ظاہر کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میری شادی کے لیئے خدا کی طرف سے احکام نازل ہوئے ہین٭۔

نوٹ مترجم [1] سورۃ الاحزاب آیت چہارم۔

نوٹ مصنف۔ یہہ زینب محمد کی دوسری بیوی اسی نام کی تھی۔ پہلی عورت جسکا نام زینب تھا اور خزیمہ کی بیٹی تھی وہ فوت ہوچکی تھی۔

22

محمد کا بنی مصطلق پر چڑہائی کرنا - اوسکا مسمات برّا کے ساتہہ نکاح کرنا - عبد اللہ بن اُبی کی غداری - عایشہ کا متہم ہونا - اوسکی بریت - اور اوسکی عصمت کا تنزیل وحی سے ثابت ہونا

عرب کے اون قبایل مین سے جنہون نے محمد پر جبکہ وہ جنگ اُحد مین شکست کہا چکا تہا حملہ کیا تہا ایک قبیلہ بنی مصطلق تہا - یہہ قریشیون کی نسل مین سے ایک طاقتور فرقہ تہا - محمد کو یہہ خبر ملگئی کہ یہہ لوگ اپنے شہزادہ حارث کے ماتحت لڑائی کی غرض سے مقام موریسع کے نزدیک جو علاقہ قدآید مین واقع ہے اور بحیرہ قلزم سے صرف پانچ میل کے فاصلہ پر ہے جمع ہو رہے ہین - اسنے چیدہ چیدہ مسلمان ساتہہ لیکر جنگ کی تیاری کی - فرقہ خزرج کے چند آدمی بسرکردگی اپنے رئیس عبد اللہ بن اُبی محمد کے ساتہہ ہو لیئے - محمد نے نہایت عجلت و سرعت کے ساتہہ کوچ کرکے دشمن کے لشکر کو پراگندہ کردیا - لڑائی کے شروع ہی مین حارث ایک تیر کے زخم سے مقتول ہوا - تہوڑی سی کشمکش کے بعد اوسکی فوج بہی تتر بتر ہوکر بہاگ گئی اور چند آدمی میدان کارزار مین کام آئے - اس آسان و بے مشقت فتح و نصرت مین دو سو قیدی - پانچہزار بہیڑ - ایک ہزار اونٹ مسلمانون کے ہاتہہ آئے - قیدیون کے درمیان حارث کی بیٹی مسمات برّا[۵۱] ہی تہی جو اپنے خاندان کے ایک قریبی رشتہ دار کے ساتہہ بیاہی ہوئی تہی -

جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو یہہ عورت ایک مسلمان مسمی ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی جسنے اسکی رہائی کے لئے ایک بیشقرار فدیہ کا تقاضا کیا - اوس عورت نے محمد کی

---

[۵۱] عربی تواریخ مین اس عورت کا نام جُوَیریا بنت ابی الحارث لکہا ہے دیکہو نسب نامہ رسول مقبول - مترجم

خدمت مین اپیل کی اور التجا کی کہ فدیہ کی رقم مین تخفیف کی جاے۔ چونکہ یہہ عورت حسن و جمال مین یکتا تھی محمد نے اسکو شوق و محبت کی نگاہ سے دیکھا اور اوس سے کہا کہ "بجای اسکے کہ مین تیرے زر فدیہ مین تخفیف کرون مین ایک اور طرح سے تیرے لئے سود مند ہو سکتا ہون۔ تو میرے ساتھہ نکاح کرلے"۔ خوبصورت برا نے فی الفور قبول کرلیا۔ رسول نے اوسکا معاوضہ ثابت کو ادا کردیا۔ برا کے لواحق جن مسلمانون کے حصہ مین آئے تھے اونہون نے اونکو رہا کردیا۔ جنمین سے اکثر دین اسلام مین داخل ہوگئے۔ محمد نے مدینہ مین واپس آکر برا کے ساتھہ نکاح کرلیا۔

جنگ متذکرہ بالا کے بعد سپاہی اپنی عطش فرو کرنے کے لئے چاہ ہاے موریسی پر جمع ہوے اس بھیڑ بھاڑ مین مہاجرین مکہ اور فرقہ خضاراد[۵] کے آدمیون کے درمیان کچھہ دنگہ فساد ہوگیا جسمین قبیلہ خضاراد کے ایک آدمی کو کچھہ چوٹ لگی۔ اسکے ہمراہی اس ہتک کا بدلہ لینے کو آپڑے۔ اگر محمد مداخلت نہ کرتا تو ضرور کشت و خون تک نوبت پہونچ جاتی۔ تاہم قبیلہ خضاراد کے لوگون کا غصہ فرو نہوا اور باشندگان مدینہ بھی اونکے ساتھہ شامل و شریک ہوگئے۔ عبد اللہ بن ابی جو چاہتا تھا کہ کسی ایسے واقعہ سے جو محمد کی بڑھتی ہوئی طاقت کے مخالف ہو فایدہ اوٹھاوے اپنے طرفدارون اور ہموطنون کو علیحدہ لے گیا اور اون سے بدین الفاظ مخاطب ہوا "دیکھو ان مفرور قریشیون کو تمنے اپنے شہر مین پناہ دیکر کیا ذلت و خواری اوٹھائی ہے۔ تم انکو اپنے گھرون مین لے گئے۔ اپنا مال و اسباب اونکو دیا۔ اور اب یہہ لوگ تمہارے ساتھہ ہی بدسلوکی اور ناہنجاری کرتے ہین۔ یہہ لوگ تمہارے ہی گھرون مین تمہارے آقا و مالک بنجاوینگے۔ لیکن قسم ہے اللہ کی جب ہم مدینہ مین واپس جاوینگے تو دیکھینگے کہ آیا ہم طاقتور ہین یا یہہ لوگ"۔

اس مفسدانہ تقریر کی محمد کو خفیہ طور پر اطلاع مل گئی۔ عمر نے محمد کو یہہ صلاح دی کہ عبد اللہ کو فی الفور قتل کردینا چاہیے۔ لیکن رسول کو خوف تھا کہ طاقتور خضاراد اور اونکے رفقا انتقام لینے پر مستعد ہو جاوینگے۔

---

[۵] عربی تواریخ مین خضاراد کو خزرج اور آوست کو آوس لکھا ہے ۱۲ مترجم

باوجود سخت گرمی اور شدت تمازت کے محمد نے فوج کو گھر کی طرف فی الفور کوچ کرنے کا اسلئے حکم دیا کہ سپاہیون کو مفسدہ اور بغاوت کا موقع نہ ملے ساری رات اور دوسرے دن دوپہر تک کوچ برابر جاری رہا۔ حتی کہ سپاہی نہایت تنگ گئے اور آرام کے سوا کسی چیز کی خواہش نہین کرتے تھے۔

جب فوج مدینہ مین پہونچ گئی تو محمد نے عبد اللہ کو بلایا اور اوسکی مفسدانہ تقریر کا جواب طلب کیا۔ اوسنے صاف انکار کیا اور کہا کہ جس شخص نے مجھپر یہہ الزام لگایا ہے وہ محض دروغگو ہے۔ مگر تنزیل وحی نے اوسکے اور اوسکے رفقا کے برخلاف جرم کی تصدیق و تحقیق کردی۔ چنانچہ قرآن کا بیان ہے "یہہ وہ لوگ ہین جو مدینہ کے باشندون سے کہتے ہین کہ مہاجرین کو جو رسول خدا کے ہمراہ ہین کوئی چیز مت دو تاکہ وہ تنگ آکر محمد سے علیحدہ ہوجاوین۔ وہ بیشک کہتے ہین کہ اگر ہم مدینہ کو واپس گئے تو زیادہ تر قوی آدمی کم استعداد والون کو وہان سے نکال دینگے۔ اونپر خدا کی لعنت ہو۔ وہ راستی سے بالکل منحرف ہین"

عبد اللہ کے چند رفقا نے اس تنزیل پر یقین کرکے اوسکو یہہ صلاح دی کہ وہ رسول سے معافی مانگ لے لیکن اوسنے اس صلاح و مشورہ کی کچھہ پروا نہ کی اور اونسے کہا کہ تمنے پہلے مجھے ترغیب و تحریک دی ہے کہ مین اس شخص کی مدد کرون اور اوسکے ساتھہ دوستی رکھون اور اب تم یہہ چاہتے ہو کہ مین اوسکے پانوٴن پڑون۔

عبد اللہ کو ہرگز یہہ یقین نہین تھا کہ محمد فی الواقع بت پرست نہین ہے۔ اور نہ اوسکو یہہ یقین تھا کہ اوسکے الہامات و انکشافات جعلی اور دہوکا دینے والے نہین ہین۔ بلکہ وہ محمد کو ایک خوفناک حریف خیال کرتا تھا اور اوسکو ضرور تکلیف پہونچانے کیلئے ہر ایک پہلو سے سعی کرتا تھا۔ محمد کی عزیز و مرغوب بیوی عائشہ کی نسبت جو تہمت و ہتک آمیز روایت مشہور ہے وہ اسی شخص کے عناد و مخالفت کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

محمد کا دستور تھا کہ جب کبھی وہ جنگی مہمات پر جایا کرتا تھا اپنی بیویون مین سے ایک کو آرام و راحت

کے لیئے ساتھہ لے جایا کرتا تھا۔ ایسی بیوی کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہوا کرتا تھا۔ اس حال کی مہم مین عایشہ کے نام پر قرعہ پڑا۔ عایشہ ایک محمل مین جو پردون سے خوب ڈھکا ہوا اور اونٹ کی پشت پر بندھا ہوا تھا سفر کرتی تھی اور اونٹ کی مہار ایک ملازم کے ہاتھہ مین رہتی جب فوج واپس آرہی تھی تو عایشہ کے ملازم ایک موقع پر قیام کرنے کے وقت محمل کو خالی پاکر نہایت متعجب و حیران ہوئے۔ ابھی وہ حیرت و تعجب ہی مین تھے کہ عایشہ ایک اونٹ پر سوار آپہونچی اور ایک نوجوان عرب جسکا نام صفوان ابن معطل تھا اونٹ کے ہمراہ تھا۔ عبد اللہ کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو اوسنے مدینہ مین آکر مشہور کردیا کہ عایشہ اس نوجوان عرب یعنی صفوان کے ساتھہ ناجائز کارروائی کی مجرم و مرتکب ہوئی ہے۔ اس بات کو حمنہ نے جو زینب کی جسکے ساتھہ حال ہی مین محمد نے نکاح کیا تھا بہن تھی یہہ سوچکر نہایت ہی شہرت دی کہ عایشہ کے اختلاط سے جو اوسکی بہن زینب کی رقیب اور سوکن ہے اوسکی بہن کو فایدہ پہونچے گا۔ ابو بکر کے ماموں کے بیٹے مسطح نے بھی اس روایت کے شہرت دینے مین سعی بلیغ کی حسّان بن ثابت نے جو ایک شاعر تھا اس روایت کو ہجو و بہتان آمیز نظم مین مشتہر کیا۔

اس بہتان کی جو عایشہ کے حق مین مشتہر ہوا تھا عایشہ کو بہت دیر کے بعد خبر ہوئی۔ اس دیر کی وجہ یہہ تھی کہ وہ بیمار رہتی تھی اور کسی شخص کو یہہ جرات نہ تھی کہ اوسکو اس امر سے آگاہ کرے کہ تیرے برخلاف یہہ الزام مشہور ہے۔ تاہم اوسنے اس بات کو تو ضرور سمجھہ لیا کہ رسول اوس سے کچھہ کشیدہ خاطر اور ملول سا رہتا ہے اور اوسکے ساتھہ حسب معمول محبت اور پیار سے سلوک نہین کرتا۔ تندرست ہونے پر جب اوسنے یہہ خبر سنی تو وہ نہایت ہی پریشان اور حواس باختہ ہوئی اور اپنی عصمت کی تصدیق مین کمال جد و جہد کی اور اس امر کے متعلق اوسنے مفصلہ واقعہ بیان کیا

جب فوج واپس آرہی تھی تو ایک موقع پر فوج نے مقام کیا۔ یہہ مقام مدینہ سے کچھہ بہت دور نہین تھا ابھی رات باقی تھی کہ فوج کو کوچ کا حکم ملا۔ ملازم لوگ حسب معمول عایشہ کے خیمے کے سامنے ایک اونٹ لائے اور محمل کو زمین پر رکھکر آپ اس غرض سے پرے ہٹ گئے کہ وہ اوسمین سوار ہوجاوے

جونہی عائشہ محمل میں سوار ہونے لگی تو اوسنے دیکھا کہ اوسکے گلے کا ہار نہیں ہے۔ وہ اس حمایل کی تلاش میں پھر خیمہ میں واپس گئی۔ اس اثنا میں ساربانوں نے آکر محمل اوٹھا لیا اور اونٹ کی پشت پر رکھ دیا۔ چونکہ عائشہ نہایت نازک بدن اور ہلکی پہلکی تھی اونکو ہرگز معلوم نہو سکا کہ محمل خالی ہے۔ عائشہ اپنی حمایل کی تلاش سے واپس آئی تو اونٹ روانہ ہوچکا تھا اور فوج کوچ کرچکی تھی۔ یہہ حال دیکھکر وہ اپنی ردا اوڑہکر زمین پر بیٹھ گئی اور یہہ امید کرتی تھی کہ جب میری عدم موجودگی کا حال معلوم ہوگا تو کوئی نہ کوئی میری تلاش میں ضرور واپس آویگا اتنے میں ایک نوجوان عرب صفوان ابن معطل جو فوج کے پچھلے حصہ سے متعلق تھا آپہونچا اور اوسنے عائشہ کو پہچانکر بہ رسم اسلام السلام علیک کہا "ہم خدا سے علاقہ رکھتے ہیں اور ہم خدا کی طرف واپس جاوینگے۔" "ای رسول کی بیوی تو کیون پیچھے رہ گئی ہے" عائشہ نے کچھ جواب دیا اور برقعے سے اوسنے منہ ڈہانپ لیا۔ صفوان اپنے اونٹ سے نیچے اترا پھر عائشہ کو اونٹ پر سوار ہونے میں مدد دی اور مہار پکڑکر فوج میں جا ملنے کے لئے جلدی کی جس وقت وہ فوج میں جا ملا سورج نکلا ہوا تھا اور فوج مدینہ کے قریب آگئی تھی۔

عائشہ کا یہہ بیان جسکی صفوان نے بہی تصدیق کی تھی اوسکے والدین اور خاص خاص دوستوں کی تسلی و تشفی کیلئے کافی تھا۔ لیکن عبداللہ اور اوسکے رفقا کے نزدیک ایک ہنسی ٹھٹھے سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ پس اس امر کے متعلق دو فریق ہوگئے اور بہت جھگڑا پیدا ہوا۔ عائشہ کا یہہ حال تھا کہ وہ کسی وقت مکان سے باہر نہ نکلتی تھی اور اندر ہی اندر کڑہتی اور روتی تھی۔ کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔

محمد بہت ہی ملول اور کبیدہ خاطر تھا۔ اسی ملال کی حالت میں اوسنے علی سے مشورہ کیا علی نے اس معاملہ کی چنداں پروا نہ کی اور کہا کہ دنیا میں لوگون کو ہمیشہ ایسے واقعات پیش آتے ہی رہتے ہیں مگر اس بات سے رسول کی کچھ تشفی نہوئی اور وہ ایک ماہ تک عائشہ سے علیحدہ رہا

[illegible] کا ترجمہ ہے مسلمان [illegible]

محمد

لیکن محمد کا دل اوسکے فراق مین تڑپتا تھا نہ صرف اس وجہ سے کہ وہ بہت خوبصورت اور حسین تھی بلکہ اس سبب سے بھی کہ وہ اوسکی صحبت کو ازبس پسند کرتا تھا۔ اسی غم و غصہ کے حالت کی حالت مین اوسپر وہ حالت وجدان طاری ہوئی جسکو منکر لوگ صرع کی طرف منسوب کرتے ہین اوسوقت اوسکو ایک نہایت با موقع الہام ہوا جو قرآن کی ایک سورۃ مین مندرج ہے اور جسکا مضمون یہہ ہے

"وہ[۵] لوگ جو ایک شریف عورت پر زنا کا الزام لگاتے ہین اور اس امر کے ثبوت کے لیئے چار گواہ بہم نہین پہونچاتے اونکو اسی درہ کی سزا دینی چاہیئے اور اونکی شہادت کو رد کرنا چاہیئے۔ وہ لوگ جنہون نے عائشہ پر یہہ الزام لگایا ہے کیا اونہون نے چار گواہ پیش کیے ہین۔ اگر اونہون نے گواہ پیش نہین کیئے تو وہ خدا کے نزدیک کاذب اور خلاف گو ہین انکو اپنے جرم کی سزا ملنی چاہیئے"

جب عائشہ کی عصمت اس طرح پر از روے معجزہ ظاہر و نمایان ہوگئی تو رسول نے نہایت محبت و شفقت سے اوسکو اپنے گلے لگایا اور مقررہ سزا و تنبیہ مین بھی ہرگز پس و پیش نہ کی یہہ تو بیشک درست ہے کہ عبد اللہ بن ابی اپنی طاقت و رعب کے باعث اس سزا سے محفوظ رہا لیکن اون لوگون کو سخت مصیبت اوٹھانی پڑی جنہون نے عبد اللہ کے ساتھہ شامل ہو کر یہہ تہمت لگائی تھی۔ حسان شاعر کو اس سزا نے کچھہ مدت کے لیئے ہجوگوئی کا مذاق بھلا دیا۔ اور حمنہ بھی باوجودیکہ وہ عورت تھی اور نہایت ہی خوبصورت و شکیل تھی درون کی سزا سے بچ نسکی اور تعجب انکا کہا ایسی ظاہری خوبصورتی کے ساتھہ سیرت کی خوبی و عمدگی بھی لازم ہونی چاہیے۔

اس تنزیل وحی نے علی کو عائشہ کی عصمت کا [illegible] لیکن [illegible] کے دل سے یہ بات فراموش نہوئی اور نہ اوس نے یہ لغزش معاف کی [illegible] اسکی

---

[۵] سورہ نور ان الذین جاؤ بالافک عصبۃ منکم [illegible]

عصمت کی نسبت شک کیا تھا۔ اور علی کی جانب سے جو نفرت اسطرح عائیشہ کے دل مین جم گئی بعد ازان علی کے حق مین اوسکی اخیر عمر تک بہت سے اہم امور مین مزاحمت اور رکاوٹ کا باعث ثابت ہوئی۔

۲۳

خندق کی جنگ سعد بن معاذ کی بہادری قریظیون کی شکست یہودیون کے قلعے موسومہ یدا کی تسخیر۔ سعد کا یہودیون کے حق مین فیصلہ دینا۔ محمد کا ایک یہودن مسمات ریحانہ کے ساتھ جو اسیرون مین سے تھی نکاح کرنا۔ سحر و جادو سے محمد کی جان کا مخاطرہ مین پھنسنا اور جبرائیل کے وحی لانے سے بچ جانا۔

اوس سال کے درمیان جسمین جنگ اُحد کے بعد التوائے جنگ قرار پائی تھی قریشیون کے نچلا بیٹھنے والے سردار ابوسفیان نے عرب کے قبیلہ غطفان و دیگر قبائل صحرائی اور یہودیون کے فرقہ نضیر کے اون قبائل کے ساتھ اتحاد قائم کرلیا جنکو محمد نے اونکے وطنون سے خارج کردیا تھا۔ جب التوائے جنگ کی میعاد منقضی ہوگئی تو ابوسفیان نے مندرجہ بالا فرقون کو ساتھ لیکر مدینہ پر چڑہائی کرنے کی طیاری کی۔ ان حلیف[1] فرقون کی فوج کی تعداد دس ہزار آدمی تھی۔

محمد کو اس مجوزہ حملہ کی خبر پہلے ہی سے مل چکی تھی لیکن گزشتہ شکست نے جو اد

---

[1] حلیف دو یا زیادہ فرقے جو حلف اوٹھا کر باہم معاہدہ کرچکے ہون ۱۲ مترجم

مقام اُحد پر اوٹھائی تھی اوسکو اسقدر کثیر التعداد فوج سے مقابلہ مین میدان جنگ مین جانے سے خوب محتاط بنا دیا تھا۔ خصوصًا اوسکو یہہ بھی اندیشہ تھا کہ مبادا اہل مدینہ مین بھی دشمن کے معاون و طرفدار ہون کیونکہ اوسکو اس شہر کے یہودی باشندون اور منافقین یعنی عبد اللہ بن ابی کے طرفدارون پر ہرگز بھروسا اور اعتبار نہ تھا اور یہہ لوگ طاقتور اور زبردست بھی تھے اور تعداد مین بھی زیادہ تھے۔

شہر کی محافظت کے لئے بہت سی جد و جہد کی گئی تھی۔ سلمان فارسی نے جو دین اسلام قبول کر چکا تھا یہہ صلاح دی کہ جسطرف سے دشمن کی آمد کا خطرہ ہے اوس طرف شہر کی دیوار کے باہر کچھہ فاصلہ پر ایک خندق کھودنی چاہئے۔

اس طرز حفاظت کو جو پہلے کبھی عرب مین استعمال مین نہین لائی گئی تھی محمد نے فی الفور قبول کر لیا اور بہت سے آدمیون کو خندق کھودنے پر لگایا حتی کہ خود بھی مزدورون مین شامل ہوکر کام کیا۔

اس خندق کی کھدائی کے درمیان محمد کی جانب بہت سے معجزے منسوب کئے جاتے ہین۔ کہتے ہین کہ ایک موقع پر اوس نے خرما کے ایک ٹوکرے سے ایک بڑی جماعت کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ جب سب کے سب سیر ہو چکے تو ٹوکرا ویسے کا ویسا بھرا ہوا تھا۔ دوسرے ایک موقع پر اوس نے صرف ایک بھیڑ کے کباب اور ایک جَو کی روٹی سے ہزار آدمی کو سیر کیا۔ باوجود اسکے اون لوگون کے لئے جو خندق کھود رہے تھے کافی روٹی اور کباب بچ رہے

ہمین اون عجیب و غریب صدمات کے بیان کو بھی نظر انداز نکرنا چاہئے جو محمد نے ایک آہنی کدال کے ساتھہ ایک چٹان کو پہونچائے۔ ان صدمات کے باعث اوس چٹان سے اسقدر شعلے نکلے کہ ایک طرف تو اون سے تمام ملک یمن یا عرب خوش روشن ہو گیا۔ دوسری طرف سے قسطنطنیہ کا شاہی محل نظر آنے لگا۔ اور تیسری جانب سے شاہ فارس کے شاہی محلات کے منارے نظر آتے تھے۔ یہ تمام علامات اسلام کی آیندہ فتوحات پر دال

خندق شکل سے مکمل و تمام ہوئی ہوگی کہ دشمن بڑی بھاری فوج کے ساتھ قریب جوار کی پہاڑیون پر نمودار ہوئے۔ محمد نے ابن ام مکتوم کو جو ایک معتبر آدمی تھا شہر کی حفاظت اور اون لوگون کی نگرانی پر مقرر کیا جو محمد سے ناراض تھے اور جن سے بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اور خود تین ہزار آدمی کی فوج لیکر شہر سے باہر نکلا اور اپنی فوج کو جنگ کے لیے صف آرا کیا محمد کی فوج اور دشمن کے درمیان خندق تھی۔ ابو سفیان نہایت اعتماد کے ساتھ قریش اور غطفان کی معاون فوج کو ساتھ لیکر آگے بڑھا۔ لیکن دفعۃً خندق کی موجودگی اور تیرون کی بوچھاڑ نے جو خندق کے اوس طرف سے مسلمان کرتے تھے اوسکو آگے بڑھنے سے روک لیا دشمن نے خیمے لگائے۔ قریش لوگ تو وادی کے زیرین حصہ مین اور غطفان بالائی حصہ مین مخیم ہوئے۔ کئی دن تک دونون فریق یعنی مسلمان اور بت پرست خندق کے آر پار جمے رہے صرف فلاخن و پتھر۔ اور تیرون کے ذریعہ فاصلہ پر لڑا کیے۔

اسی اثنا مین محمد کے جاسوس یہہ خبر لائے کہ یہودیون کا ایک قبیلہ موسومہ بنی قریظہ جو شہر مدینہ کے نزدیک ایک مستحکم قلعہ رکھتا ہے اور جو محمد کے ساتھ صلح و صفائی کا عہد و پیمان کر چکا ہے مخفی طور پر دشمن سے ملا ہوا ہے۔ اب محمد نہایت ہی تشویش مین ہوا۔ اوسکے پاس اسقدر کافی فوج نہ تھی کہ خندق کی وسعت کو بھی بالاستحکام مضبوط و محفوظ رکھ سکے اور بنی قریظہ کے غدارانہ حملے سے بھی محفوظ رہے اور شہر مین بھی جہان کئی آدمی خفیہ طور پر یہودیون کے طرفدار و معاون تھے کماحقہ امن و امان قایم رکھے۔ اسواسطے اوسنے ایک جنگی کنگاش منعقد کی اور اپنے کپتانون کے ساتھ یہہ مشورہ کیا کہ فرقہ غطفان کے ساتھ علیحدہ طور پر صلح کر لین اور خرمائے مدینہ کی پیداوار سے انکو ایک تہائی ہر سال دیدیا کرین اس تجویز پر سعد بن معاذ نے جو مدینہ کے قبیلہ اوس کا ایک جری رئیس تھا محمد سے یہہ سوال کیا "کیا تم یہہ تجویز اللہ کے حکم سے کرتے ہو یا یہہ تمہارا اپنا خیال ہے"۔ محمد نے جواب دیا "اگر یہہ اللہ کا فرمان ہوتا تو مین تمہارے ساتھ ہرگز صلاح و مشورہ نہ کرتا۔ چونکہ مین

انکو ہر طرف سے دشمن کے نرغہ میں دیکھتا ہون میں صرف اونکے اتحاد کو توڑنا چاہتا ہون۔ سعد نے کہا " اے رسول خدا! جب ہم فرقہ غطفان کی طرح بت پرست تھے تو ہم اونکو بدون ادائے قیمت ہرگز اپنے خرما نہیں دیا کرتے تھے۔ اور اب جبکہ ہم دین متین میں داخل ہو چکے ہیں اور تو ہمارا رہنما ہے۔ کیا ہم اونکو مفت خرما دیدینگے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ قسم ہے اللہ کی۔ اگر وہ لوگ ہمارے خرما لینے چاہتے ہیں تو اونکو نیزہ و شمشیر لینے چاہئیں " اس بہادر آدمی یعنی سعد کو اپنی جرات و دلاوری کے ثبوت دینے کا بہت جلد موقع ملا قریشیون میں سے چند آدمی جنمیں عکرمہ بن ابی جہل اور عمرو محمد کی پہلی زوجہ خدیجہ کا بھائی بھی شامل تھے شکار کھیلنے کے لئے نکلے۔ اس اثنا میں اونہون نے ایک ایسی جگہ دریافت کی جہان کہ خندق کا عرض بہت کم تھا۔ یہ گھوڑے کود کر خندق سے پار ہو گئے تب اونہون نے مسلمانون کو مساوی محاربہ (یعنی ایک کے مقابل ایک) کے لئے طلب کیا۔ سعد ابن معاذ و علی اور چند دیگر مبارزون نے اس دعوت کو قبول کیا۔ علی عمرو کے مقابلہ میں نکلا۔ پہلے پہل دونون گھوڑون پر لڑتے رہے۔ پھر پیادہ پا ہو گئے۔ حتی کہ دونون دست و گریبان ہو کر خاک آلودہ ہوئے۔ آخرکار علی کامیاب ہوا اور اپنے حریف کو قتل کیا۔

عام جنگ بھی مسلمانون نے نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے قایم رکھی۔ دونون طرف سے بہت آدمی مجروح و بے روح ہوئے۔ سعد ابن معاذ بھی سخت مجروح ہوا۔ آخرکار قریشی پس پا ہو گئے۔ اور خندق سے کودجانے کے لئے اپنے گھوڑون کو ایڑ لگائی۔ انمین سے نوفل ابن عبد اللہ کا گھوڑا خندق نہ پھلانگ سکا اور نوفل خندق میں گر پڑا۔ مسلمانون نے اوسپر پتھر مارنے شروع کئے۔ لیکن اوسنے بڑی جرات سے کہا کہ اگر لڑنا ہے تو تلوار سے مجھپر حملہ کرو۔ ایک لمحہ میں علی خندق میں اوتر گیا اور نوفل کو بضرب شمشیر قتل کیا۔ اسکے بعد علی اپنے ہمراہیون سے جو دشمن کا تعاقب کر رہے تھے جا ملا اور عکرمہ کو برچھی سے مجروح کر یہ خفیف سی کشمکش جنگ خندق کے نام سے موسوم ہے۔

ط معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص عمرو بن عبدود تھا۔ مسلمانون نے لکھا ہے کہ یہ بڑا بہادر تھا اور تنہا [illegible] قزاقوں [illegible] کیا کرتا تھا ۱۲ مترجم

ط [illegible] الاحزاب بھی [illegible] کہ احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی [illegible] ہوتا ہے [illegible] مسلمانون کے بخلاف جمع ہو گئے تھے اس لئے یہ نام رکھا گیا ۱۲ مترجم

محمد نے جو تا حال کبھی جنگ کرنے کی جرات نہین کرنا چاہتا تہا ایک شخص مسمی نعیم کو جو قبیلہ غطفان سے تہا اور مخفی طور پر دین اسلام مین شامل و شریک تہا متحد افواج کے معسکر مین بہیجا تا کہ فریب چالاکی سے اونمین تفرقہ و فساد ڈالے۔ نعیم پہلے فرقہ یہود یعنی بنی قریظہ کے ہان گیا۔ انکے ساتہہ بہی اسکی قدیم دوستی تہی۔ اسنے کہا کہ "تم یہہ کیا بیوقوفی کرتے ہو کہ قریش مکہ کے اغواسے انکی جنگ مین شریک ہوتے ہو۔ تم یہہ نہین خیال کرتے کہ تمہاری اور اونکی حالت کسقدر مختلف ہے۔ اگر وہ مغلوب منہزم ہوئے تو بہاگ کر مکہ کو چلے جاوینگے۔ پہر اونکو کوئی خوف نہین ہے۔ اونکے صحرائی معاون بہی اپنے دور دراز گہرون کی طرف چلے جاوینگے۔ پہر محمد اور مدینہ کے تمام لوگون کے بغض و عناد کی شدت و صعوبت صرف تمہین لوگون کو اوٹھانی پڑے گی۔ پس پیشتر اسکے کہ تم اونکے ساتہہ جنگ مین شریک ہو تمکو چاہیے کہ اونکے ساتہہ شرائط کر لو اور اون سے یرغمال لے لو کہ جبتک محمد کی طاقت کا استیصال نہوگا وہ واپس نہین جاوینگے۔"

اسکے بعد نعیم قریشیون و غطفان کے پاس گیا اور اونکو مطلع کیا کہ فرقہ یہود یعنی بنی قریظہ پر ہرگز اعتماد نہ کرنا۔ وہ تجویز کرتے ہین کہ تم سے یرغمال لیکر محمد کے حوالے کردین اس دہوکہ اور فریب نے بہت جلد احزاب متحدہ پر اپنا اثر ظاہر کیا۔ جمعہ کی شام کو ابوسفیان نے بنی قریظہ کی طرف یہہ پیغام بہیجا کہ کل علی الصباح عام حملہ کیا جاویگا۔ تمہین اوسمین شامل ہونے کے لئے بہمہ وجوہ مستعد و طیار رہنا چاہیے۔ یہودیون نے جواب دیا کہ کل تو ہمارا یوم السبت ہے۔ ہم جنگ و جدال مین ہرگز شامل نہین ہونگے۔ علاوہ اسکے جبتک ہمکو اس بات کے اطمینان کے لئے کہ تم آخری دم تک ہمارے ساتہہ رہوگے یرغمال نہین دئے جاوینگے ہم کسی جنگی کارروائی مین شریک نہین ہونگے۔ قریشیون اور فرقہ غطفان کے لوگون کو بنی قریظہ کی غداری اور بیوفائی کا پورا پورا یقین ہو گیا اور وہ مجوزہ حملہ کی جرات نہ کر سکے۔ مبادا بنی قریظہ کے لوگ عقب سے انپر آن پڑین۔ تب وہ اسلحہ سے اپنے خیمون

مین سست و کاہل پڑے تھے۔ ایک نہایت ہی شدید و تند آندہی آئی۔ اوسکے ساتھ بارش اور صحرائی بگولون اور سردی کی بہی نہایت شدت تھی۔ اونکے خیمے اوکھڑ گیے اور آگ بجھ گئی۔ اس شور و شغب مین یہہ بات مشہور ہو گئی کہ محمد نے جادو سے آندہی اور طوفان برپا کر دیا ہے اور وہ اپنی فوج لیکر اونکی طرف آ رہا ہے۔ اب تو ہر طرف گہبراہٹ اور کہلبلی مچ گئی۔ ابو سفیان نے نظم و نسق قایم رکھنے کے لیے بہیترے ہاتھ پاؤن مارے لیکن تمام سعی و کوشش رایگان تھی۔ ناچار وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور واپس ہٹنے کا حکم دیا۔ تمام متحد افواج اس خطرناک جگہ سے نہایت عجلت و سرعت کے ساتھ بہاگ گئین۔ قریشی لوگ مکہ کی طرف چلے گئے اور باقی آدمی صحراؤن مین اپنے اپنے گہرون کو بہاگ گیے۔

ابوسفیان نے نہایت طیش و غضب کی حالت مین محمد کی طرف ایک خط لکہا اور اسکو سخت لعن طعن کی کہ خندق کی آڑ مین جسکا عرب کے محاربات مین کوئی نام تک نہین جانتا بزدلون کی طرح چھپ کے بیٹہہ رہا۔ اور اوسکو دہمکایا کہ پہر کسی موقع پر ایک کہلی لڑائی مین جیسی کہ میدان احد مین ہوئی تہی تجہسے بدلا لونگا۔ محمد نے بہی اسکا جواب ترکی بہ ترکی دیا اور پیشین گوئی کی کہ وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ مین قریش کے صنام اور بتون کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون

جب حملہ آور فوجین چلی گئین تو محمد نے بنی قریظہ سے انتقام کشی کے لئے توجہ صرف کی یہہ لوگ اپنے قلعہ مین متحصن ہو گئے اور کئی دن تک محاصرہ مین رہے۔ آخرکار فاقہ کشی سے تنگ آ کر اپنے قدیم دوست و معاون فرقہ اوس سے شفاعت کی التجا کی۔ فرقہ اوس نے محمد سے درخواست کی کہ ان لوگون کے ساتھ اونہین شرائط پر سلوک کیا جاوے جو بنی قینقاع کے ساتھ عبداللہ بن ابی کی سفارش پر کیا گیا تھا۔

محمد نے اس امر کے لیے تامل کیا اور پہر کہا کہ سعد ابن ہوا[1] جو فرقہ اوس کا رئیس ہے اونکا

---

[1] مسلمان مورخون نے اسکا نام سعد ابن معاذ لکھا ہے ۱۲ مترجم

فیصلہ کر دیگا۔ بنی قریظہ نے بڑی خوشی سے اس بات کو منظور کر لیا کیونکہ وہ جانتے تھے ا
سعد ہمارا قدیم دوست ہے۔ بس اونہون نے اپنے تئین مسلمانون کے حوالے کر دیا۔ مسلمان
ان سب کو جو تعداد مین سات سو کے قریب تھے پابجولان مدینہ مین لے گئے۔ انکی بدنصیبی
سے سعد کا یہہ خیال تھا کہ غزوہ احزاب صرف انہی کے غدارانہ اتحاد کا نتیجہ ہے۔ علاوہ اسکے
وہ ابھی تک اوس زخم کے درد سے پیچ و تاب مین تھا جو اوسے جنگ خندق مین لگا تھا۔
شدت درد اور غم و غصہ کی حالت مین اوسنے کئی بار یہہ دعا مانگی تھی کہ مین اتنی دیر تک
تو زندہ رہون کہ ان بنی قریظہ پر عذاب و مصیبت نازل ہوتے دیکھہ لون۔ جب اوسکو
بنی قریظہ کے حق مین فتوے دینے کے لئے بلایا گیا تھا اوسکے خیالات کا یہہ حال تھا جو
بیان کیا گیا ہے۔

چونکہ وہ بہت جسیم اور لحیم و شحیم آدمی تھا اوسکو مشکل سے گدہے پر سوار کیا گیا جسپر چمڑے کا گدیلا
پڑا تھا۔ سواری کے وقت بھی اوسکو ایک آدمی سہارا دیئے جاتا تھا۔ اس حالت مین وہ دار
القضا تک آیا۔ پیشتر اسکے کہ وہ مسند قضا پر بیٹھے اوسنے ہر ایک سے قسم لی کہ میرا فیصلہ منظور
کرنا ہوگا۔ یہودیون نے جنکو ایک خاطر خواہ حکم کی امید تھی بے تامل حلف اوٹھا لیا۔ جون ہی
وہ مسند قضا پر بیٹھا اوسنے اپنا ہاتھہ اوٹھا کر مردون کے لئے قتل کا حکم دیا۔ اونکی عورتون
اور بچون کے لئے غلامی مین لینے کا فتوے دیا۔ اونکے مال و اسباب کو مسلمانون مین تقسیم
کرنے کا ارشاد نافذ کیا۔ بیچارے بدنصیب یہودی حیران و ششدر رہ گئے مگر ناچار تھے۔
اس حکم کی کوئی اپیل نہین ہو سکتی تھی۔ ان سب کو ایک مقام پر لے گئے جہان بہت سی
قبرین کھودی گئی تھین۔ اوس زمانہ سے اوس جگہ کو سوق القریظہ کہتے ہین۔ اونکو مجبوراً
ان قبرون مین اوتار کر قتل کیا گیا۔ انکا بادشاہ حیی ابن اخطب بھی انہی کے ساتھہ قتل
ہوا۔ اسطرح سعد ابن معاذ کی دعا جو اوسنے بنی قریظہ سے انتقام لینے کے بارہ مین مانگی تھی
مستجاب و مقبول ہوئی۔ اوسنے اون لوگون کے قتل کو اپنی آنکھون سے دیکھا جنکے قتل کا

CC-0. In Pub

اوسنے خود فتویٰ دیا تہا۔ لیکن اسکی طبیعت مین اسقدر جوش و غضب تہا کہ اوسکا زخم ابلکر پہوٹ پڑا اور وہ تہوڑی دیر بعد مر گیا۔

بنی قریظہ کے قلعہ مین نیزے۔ برچہے۔ زرہ بکتر و دیگر آلات حرب کا بہت بڑا ذخیرہ تہا اونٹ۔ مویشی اور گلے بکثرت تہے۔ اس مال غنیمت کے تقسیم ہونے کے وقت پیادون کو ایک حصہ اور سوارون کو تین حصے ملے یعنی دو حصہ گہوڑے کے لئے اور ایک حصہ اپنا۔ کل مال مین سے پانچوان حصہ رسول کے لئے علیحدہ کیا گیا تہا۔

کل مال و مویشی مین سے سب سے بڑہکر محمد کی نظر مین مسمات ریحانہ جو ایک دولتمند اور نامور یہودی مسمی سیمیون کی بیٹی تہی منظور و مقبول ہوئی۔[ط] یہہ عورت اپنے تمام قبیلہ مین حسن و جمال مین مشہور و ممتاز تہی۔ محمد نے اسکو اپنے حصہ مین لیا اور اوسکو مسلمان کرکے اپنی بیویون کی تعداد مین شامل کرلیا۔

محمد اگرچہ موسائی عورتون کے حسن و جمال پر اسقدر فریفتہ اور دلدادہ تہا مگر یہودی مردون سے انتقام لینے مین نہایت سخت گیر اور اون سے بہت متنفر تہا۔ اونکے عہد و پیمان پر ہرگز بہروسا نہین کرتا تہا۔ بلکہ اوسکو یہہ شبہہ ہوگیا تہا کہ اوسکی جان لینے کے لئے وہ نہایت رذیل و غدارانہ تجویزین کر رہے ہین۔ مسلمان مورخ رسول کی اوس طویل و شدید علالت کو جو اوس زمانہ مین اوسکو لاحق ہوئی تہی اور جو لاعلاج معلوم ہوتی تہی موسائی جادوگرون اور ساحرون کی طرف منسوب کرتے ہین۔ بلکہ اس خاص سحر کو بالتفصیل بیان کرتے ہین جو اوس علالت کا موجب و سبب تہا۔ اونکا بیان ہے کہ ایک بہاری موسائی ساحر نے اپنی لڑکیون کی مدد سے جو اوسی کی طرح سحر و جادوگری مین نہایت ہوشیار و چالاک تہین اس سحر کو طیار کیا تہا۔ اونہون نے محمد کا ایک مومی پتلا بنایا اور اوسکے گرد محمد کے کچہہ بال لپیٹ دئے اور اوس پتلے مین گیارہ سوئیان چبہوئین۔ پہر اونہون نے کمان کا چلہ لیکر اوسمین گیارہ

[ط] عربی مورخون نے ریحانہ کے باپ کا نام زید لکہا ہے۔ دیکہو نسب نامہ رسول مقبول ۱۲ مترجم

گرہین لگائین اور ہر ایک گرہ پر منتر پہونکا۔ بعد اس چلہ کو پتلے کے گرد لپیٹا اور پتلے کو ایک کنوئین مین ڈال دیا۔ اس سخت سحر کے اثر سے محمد بہت دیر تک گرفتار رہا۔ حتے کہ اوسکے دوست جبرائیل نے اوسکو اس پوشیدہ راز سے مطلع کیا۔ محمد نے بیدار ہوکر علی کو اوس کنوئین کی طرف بہیجا جہان سے وہ پتلا نکالا گیا تہا۔ جب اس پتلے کو محمد کے پاس لائے۔ روایت کا بیان ہے کہ رسول نے قرآن کی دو اخیر سورتین جو اسیوقت نازل ہوئی تہین اوسپر پڑہین ان دونون سورتون مین گیارہ آیتین ہین اور اونکا مطلب یہہ ہے۔

"تو کہہ اے محمد مین خدا سے پناہ مانگتا ہون جو دن کی روشنی کا مالک ہے۔ اوس چیز کی شر سے جو اوسنے پیدا کی ہے۔ اندہیری راتون کے شر سے اور خسوف والے چاند سے۔ ساحر عورتون کی شر سے جو گرہون مین پہونکتی ہین۔ حاسدون کی شر سے جب وہ مہلک ضرر کی تجویز کرلی ہین"۔ "تو کہہ اے محمد مین خدا سے پناہ مانگتا ہون جو انسانون کا پالنے والا ہے۔ انسانون کا بادشاہ ہے۔ انسانون کا معبود ہے۔ شر سے شیطان کی جو آدمیون کے دلون مین برے خیالات پیدا کرتا ہے۔ شر سے جن و انس کی جو سحر و جادو کیا کرتے ہین"[1]

اسی روایت کا بیان ہے کہ ایک ایک آیت کے پڑہنے پر کمان کے چلہ کی گرہ کہلتی گئی اور پتلے سے سوئی گرتی گئی اور محمد کو طاقت آتی گئی گیارہوین آیت کے پڑہنے پر محمد اسطرح تروتازہ اور صحیح و تندرست اوٹھہ کہڑا ہوا جیسطرح سے کوئی رسّی کے جکڑبند سے آزاد ہوجاتا ہے قرآن کی یہہ دونون آخری سورتین حرز و تعویذ کہلاتی ہین اور وہی مسلمانون کے نزدیک سحر و جادو کا اثر دور کرنے کے لئے اعجاز کا حکم رکہتی ہین

اس کارروائی کے متعلق جو اس فصل مین بیان کی گئی ہے محمد کے چال چلن کو ازبس کم زور اور خارج از استقلال ہونے کا الزام لگایا گیا ہے اور اوسکو جنگی و حربی طاقت مین قاصر اور اوسکی تجاویز کو اصلی اولی العزمی اور حقیقی عالی ہمتی سے معرا قرار دیا گیا ہے۔ ان الزامات

---

[1] ان دونون سورتون کا نام سورۃ الفلق و سورۃ الناس ہے اور انکو معوذتین بہی کہتے ہین ۱۲ مترجم

کے ثبوت میں مفصلہ ذیل حالات کو شہادت کے طور پر بیان کیا گیا ہے-

جب اوسکو باہر کی طرف سے شدت کا اور اندر کی طرف سے فریب و غداری کا خوف لاحق ہوا تو وہ اپنے متحد دشمنوں میں سے ایک کے ساتھ علیحدہ صلح کرنے کے لئے رشوت دینے پر آمادہ ہوا اور اس دہوکے کی کارروائی میں انکو سعد ابن معاذ سے گستاخانہ کلام سننے کا متحمل ہونا پڑا- باوجود اسکے پھر اس سے بھی زیادہ تر دھوکے کی کارروائی کو عمل میں لایا جس سے اپنے دشمنوں کے درمیان نزاع اور خصومت کی تخم ریزی کی- ان سب باتوں سے بڑھکر فرقہ یہودی کے ساتھ جو سلوک اوسنے کیا وہ نہایت ہی مذموم قرار دیا گیا ہے- اوسکا بنی قریظہ کی رحم کی درخواست کو سعد ابن معاذ کی سپرد کرنا جو بہ وجوہ فرقہ مذکور کی تباہی و استیصال کے درپے تھا نہایت ہی ظالمانہ و سفاکانہ کارروائی ہے اور مدینہ کے سوق یعنی منڈی میں یہ قتل و خونریزی اوسکی تاریخ کے نہایت ہی سیاہ صفحات کا ایک نمونہ ہے-

فی الحقیقہ محمد کا وہ سلوک جو اوسنے اس مظلوم قوم کے ساتھ اوس زمانہ سے سلوک مرعی رکھا جبکہ اوسکو طاقت و اختیارات حاصل ہوئے اوسکی طبیعت کے معمولی چال چلن کے بالکل خلاف و برعکس تھا کیونکہ اوسکی طبیعت بالکل رحمناک اور عفو کرنے والی تھی شاید اس فرقہ کی غداری اور مہلک حسد نے اسکی طبیعت کو اشتعال دیا ہو گا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اوسکی زندگی کے اس حصہ میں یعنی جب سے وہ رسول تیغ ہوا دنیوی خواہش و آلایش اوسکی ذاتی صفات و طبعی خصائل کو رذیل کر رہی تھی-

۸۴ محمد کا مہاجرین و انصار سمیت حج کے واسطے مکہ کو

ف حدیث میں آیا ہے کہ الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہے مطابق اسکے نعیم سے واقع ہوا ایسا فریب دہ جھوٹ گناہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے (تواریخ حبیب الٰہ صفحہ ۹۷) مترجم ف رسول خدا نے اوس کام کو پسند کیا اور کہا سعد کی یہ کارروائی فرشتہ کے حکم کے مطابق ہے (ایضاً) مترجم

جانا۔ قریشیون کا اوسکی آمد سے مطلع ہوکر اوسکی مزاحمت کے لئے خالد بن ولید کو ایک طاقتور فوج کے ساتھ روانہ کرنا۔ محمد کا مکہ کے قریب مقام حُدَیبیہ مین مُخیّم ہونا۔ قریشیون کی جانب سے ایلچیون کا آنا۔ محمد کی جانب سے عثمان ابن عفان کا قریشیون کی طرف سفیر بنکر جانا۔ قریشیون کی جانب سے سُہیل کا وکیل ہوکر آنا۔ عہد و پیمان کا مؤکد ہونا۔ محمد کا مدینہ کی طرف واپس آنا۔

محمد کو مکہ سے ہجرت کئے ہوئے اب پانچ سال ہو چکے تھے۔ چونکہ اہل عرب کے نزدیک یہہ شہر نہایت مقدس خیال کیا گیا تھا اور اوسکی زیارت کا مرکز تھا۔ محمد کا دیر تک اوس شہر سے خارج اور جلاوطن رہنا اور قریشیون کے ساتھہ جو کعبہ کے متولی و محافظ تھے برسر جنگ و پرخاش رہنا بہت سے اقوام و قبائل عرب کے نزدیک بہت برا اور مذموم تھا اوسکے عقاید و اصول کی اشاعت کا مزاحم و مخل ہوتا۔ اوسکے اصحاب بہی جو اوسکے ساتھہ مکہ سے ہجرت کرکے آئے تھے ایک دفعہ اپنے وطن مالوف کے دیکھنے کے لئے ترس رہے تھے اور یہہ بہی خوف تھا کہ مدت طویل کی جلاوطنی کے باعث اونکے عقاید و ایمان مین کمزوری دخل پذیر نہ ہو جاوے۔ محمد اس مقدس شہر کو اپنے مذہب کے ساتھہ مسلسل کرنے اور اپنی قوم کی قدیم رسوم کے بحال و قائم رکہنے کی وقعت و عظمت کو روز بروز زیادہ تر مفہوم کرتا جاتا تھا۔ علاوہ اسکے اوسکا دعوے مُصلح قوم ہونے کا تھا اور انبیاے سلف کے مذہب کی سادگی و صفائی کے

تر و تازہ کرنے کا خواستگار رہتا۔ ذی القعد کا مہینا قریب آ پہونچا تھا اور ایام حج نزدیک آ گئے تھے جبکہ تمام جنگ و جدال ملتوی کئے جاتے تھے اور مقدس حدود کے اندر دشمن و محارب صلح و صفائی کے ساتھ آپسمین ملتے جلتے تھے۔ ایک باموقع الہام سے محمد کی تسلی ہوگئی تھی کہ وہ اور اوسکے اصحاب عربستان کے معابد کی زیارت کرینگے اور اس قدیم و معزز دستور سے بیشک بدون کسی خوف و اندیشہ کے فائدہ اوٹھائین۔ اس الہام سے اوسکے اصحاب نہایت ہی خوش و خورم ہوئے۔ محمد چودہ سو آدمیون کے ساتھ جنمین مہاجرین یا پناہگیر اور انصار یا معاون بھی شامل تھے مقدس مہینے مین حج کی غرض سے مدینہ سے روانہ ہوا۔ انہون نے کعبہ مین قربانی کرنے کے لئے ستر اونٹ ساتھ لئے۔ اس بات کے علی الاعلان مشتہر کرنے کے لئے کہ وہ صلح و صفائی کے ساتھ روانہ ہوئے ہین نہ جنگ کرنے کی غرض سے مقام ذوالحلیفہ مین جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے قیام کیا اور یہان ان لوگون نے اپنے کل آلات حرب و ضرب اوتار دئے۔ صرف تلوارین ساتھ لے لین جو غلافون مین بند تھین۔ اور حاجیون کے لباس مین روانہ ہوئے۔ اس اثنا مین اس سفر کی اوڑتی سی افواہ مکہ مین بھی پہونچ گئی۔ قریشیون کو جنگ و فساد کا خوف و اندیشہ دامنگیر ہوا۔ اونہون نے خالد ابن ولید کو سوارون کی ایک زبردست فوج دیکر روانہ کیا تاکہ وہ ایک وادی مین جو مکہ سے دو دن کے فاصلہ پر تھی مستحکم ہو کر مسلمانون کی پیشقدمی کو روکے محمد نے جب سنا کہ شاہراہ اسطرح روکا گیا ہے تو اوسنے پہاڑون کی گھاٹیون کا مشکل اور دشوار گذار رستہ اختیار کیا۔ اور خالد اور اوسکی فوج کو طرح دیکر مکہ کے میدان مین جا نکلا اور مقدس حدود کے اندر مقام حدیبیہ مین فرودکش ہوا۔ یہان سے اوسنے قریشیون کو اپنے صلح آمیز مقاصد سے مطلع و آگاہ کیا اور حج کی مراعات کے استحقاق کا دعوے کیا۔

قریشیون کی جانب سے چند ایلچی بغرض تفتیش و تحقیق محمد کے خیمہ مین آئے۔ یہہ ایلچی محمد کی اوس عزت و توقیر کو جو اوسکے اصحاب رسول کی کرتے تھے دیکھکر نہایت متعجب و حیران ہوئے

آپ کے وضو کے پانی کو پاک اور مقدس اور متبرک سمجھکر ہاتھوں ہاتہ لے لیتے تہے۔ اوسکے سر کا بال اور اونکا ترا ہوا ناخون نہایت ہی قیمتی تبرک جانکر اپنے پاس رکہتے تہے۔ اثناء تقریر میں محمد کی محویت ایسی تہی اتفاقاً ایک ایلچی کا ہاتہ لگ گیا۔ اصحاب نے فی الفور اوسکو دور ہٹا دیا اور ایسی بے ادبانہ کارروائی سے متنبہ کرکے کہا کہ پرے ہٹ کر بات کر۔ جب یہہ قریشیوں کے پاس واپس گیا تو اوسنے یہہ رپورٹ کی۔ "مینے شاہ فارس اور شہنشاہ قسطنطنیہ کو اونکے درباروں میں دیکہا ہے مگر مینے آجتک کسی بادشاہ کو نہیں دیکہا جسکی رعیت اسطرح مطیع و مودب ہو جسطرح کہ محمد کے اصحاب ہیں"۔ قریشی لوگ اپنے مذہب کے ایسے دشمن کو جو اپنے اصحاب کے قلوب پر اسطرح قابض اور اونکے خیالات پر یہاں تک متصرف تہا اپنے شہر میں آنے دینے میں اور بہی زیادہ مخالف و مزاحم ہوئے۔

محمد نے پے در پے سفیر اس غرض سے روانہ کئے کہ اوسے مقدس معبد تک جانے کی اجازت دی جاوے۔ لیکن محض فضول۔ انہوں نے ایک نہ مانی۔ عثمان بن عفان جو محمد کا داماد تہا آخری سفیر تہا۔ کئی دن گزر گئے اور وہ واپس نہ آیا۔ یہہ افواہ اوڑی کہ وہ قتل کیا گیا۔ محمد نے اوسکا انتقام لینے کا عزم بالجزم کیا۔ ایک درخت کے نیچے کہڑے ہوکر محمد نے اپنے اصحاب کو بلایا اور اون سے بیعت کی کہ تا دم مرگ اوسکے ساتہ رہیں اور دین کا جہنڈا ترک نہ کریں۔ اس کارروائی کو مسلمان بیعت الرضوان کہتے ہیں[1]

عثمان کیمپ میں واپس آگیا اور سب شور و شغب فرو ہو گیا۔

عثمان کے ہمراہ سہیل نام ایک شخص تہا جو قریشیوں کی جانب سے صلح و صفائی کی شرائط مقرر کرنیکے لئے وکیل ہوکر آیا تہا۔ قریشیوں نے ایسے شخص کے ساتہ جنگ کرلی

حدیبیہ

---

[1] سورہ الفتح آیت۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ بیشک اللہ راضی ہوا مومنوں سے جبکہ اونہوں نے تجھ سے بیعت کی درخت کے نیچے اور اونکے دلوں کا حال معلوم کرلیا اور اونپر تسکین اتاری اور اونکو فتح قریب انعام میں دی

مناسب نہ سمجھی جسکی طاقت روزافزون ترقی کر رہی تہی اور جسکی اس پر جوش ارادت سے اطاعت و فرمانبرداری کی جاتی تہی۔ یہہ مجوزہ عہدنامہ دس سال کے لیئے تہا اور ان دس سالون مین محمد اور اوسکے اصحاب کو اجازت تہی کہ وہ بیشک حاجیون کی طرح مکہ مین آوین اور اداے رسوم حج کے لیئے وہان تین روز تک ٹہیرین۔ ان شرائط کو محمد نے بہت خوشی سے قبول کیا اور علی ایک عہدنامہ طیار کرنے مین مشغول ہوا۔ محمد بولتا جاتا تہا۔ اوسنے کہا لکہو "یہہ شرائط محمد رسول اللہ نے قبول کی ہین"۔ اسپر سہیل سفیر بول اوٹہا "ٹہیرو۔ اگر مین تمہاری رسالت کو تسلیم کرتا تو تمہارے ساتہہ جنگ آرا کیون ہوتا۔ تم صرف اپنا اور اپنے باپ کا نام لکہو"۔ محمد نے یہہ بات بہی خوشی سے قبول کی۔ کیونکہ وہ خوب جانتا تہا کہ میرے پاس اسقدر کافی فوج و ثروت نہین ہے کہ ایسے خفیف معاملات طرز تحریر وغیرہ کے متعلق اصرار کیا جاوے۔ پس اوسنے عہدنامہ مین صرف محمد ابن عبداللہ لکہوایا یہہ ایک ایسی کسر نفسی تہی کہ جس سے اوسکے اصحاب کسیقدر ناراض ہوئے۔ لیکن جب اوسنے یہہ حکم دیا کہ حجامت بنواؤ اور اونٹ جو کعبہ مین قربانی کرنے کے لیئے ساتہہ لائے ہو یہین قربانی کرو تو اونکی ناراضی اور بہی بڑہ گئی۔ چونکہ یہہ رسوم اتمام حج کے بعد ادا کی جاتی تہین اونکو واضح ہو گیا تہا کہ محمد کا مکہ مین جانے کا ہرگز منشا نہین ہے۔ اونہون نے محمد کو وہ الہام یاد دلایا جسمین یہہ اقرار کیا گیا تہا کہ مسلمان بیشک بدون کسی خوف و اندیشہ کے مقدس شہر مین جا سکینگے محمد نے جواب دیا کہ یہہ حال کا عہدنامہ اوس الہام کے ایفا کا بیعانہ ہے۔ اور الہام کا ایفا بدون کسی شک و شبہہ کے دوسرے سال وقوع مین آویگا۔ اس جواب پر اونکو طوعاً و کرہاً متشفی ہونا پڑا۔ اونہون نے معمولی رسوم ادا کین اور قربانی کی کیمپ اوٹہا لیا اور حاجیون کا قافلہ کسیقدر یاس و حرمان کے ساتہہ مدینہ کو واپس گیا۔

۲۵ محمد کا علاقہ خیبر پر چڑہائی کرنا۔ قلعہ خیبر کا محاصرہ

علی کی جنگی کارروائی۔ قلعہ کو فتح کرنا۔ زینب کا محمد کے کہانے مین زہر ملانا۔ محمد کا ہلاکت سے بچنا۔ مسمات صفیہ بنت حیی سے نکاح کرنا۔ اور مسمات ام حبیبہ بنت ابو سفیان کو حبالہ نکاح مین لانا

محمد نے اپنے اصحاب کی اوس ناراضی کو دور کرنے کے لیئے جو اونکو مکہ مین اداے مناسک حج سے محروم رہنے سے ہوئی تہی ایک ایسی مہم تجویز کی جو لوٹ کہسوٹ کے اوس میلان اور خواہش کو جو اوسکے اصحاب کے دل مین مذہبی جوش کی نسبت زیادہ تر مرکوز تہی اور جو اونکے جمع ہونے اور اسلام قبول کرنے کا زیادہ تر سبب تہی کما حقہ اور قرار واقعی پورا کرنے والی خیال کی گئی تہی۔ مدینہ سے شمال مشرق کی جانب پانچ روز کی مسافت پر شہر خیبر مع اپنے مضافات کے واقع تہا۔ اس علاقہ مین یہودی لوگ آباد تہے جو زراعت و تجارت کے سبب متمول و دولتمند تہے۔ اونکے زرخیز علاقہ مین کچہہ تو غلہ اور اناج کے کہیت اور خرما کے درخت تہے اور کچہہ مویشی اور گلون کے لیئے چراگاہین تہین اور یہہ تمام علاقہ بروج و قلاع سے خوب محفوظ و مستحکم تہا۔ اسکی قدامت کی یہان تک شہرت و وقعت تہی کہ عربی مورخ ابو الفدا ہمین یقین دلاتا ہے کہ موسی نے بحیرہ شام کی راہ سے قبایل آملیکائیٹ پر ایک فوج روانہ کی۔ یہہ قبایل یثرب (مدینہ) اور مستحکم شہر خیبر مین آباد تہے۔ یہہ علاقہ اون تمام موسائی قبایل کے لیئے ماوا و جاے پناہ تہا جنکو محمد نے مدینہ اور اوسکے قرب و جوار سے نکال دیا تہا اور جو اوسکے نزدیک ایذا و ضرر رسانی کے باعث مستوجب انتقام تہے۔ یہہ حالت اور ملک کی دولت کی افراط اوس مخاصمہ و محاربہ کا باعث تہی جو محمد ہمیشہ اپنے مذہب کے مخالفون کے ساتہہ کرنے کا فتوی دیا کرتا تہا۔

ہجرت کے ساتوین سال کے شروع مین محمد نے بارہ سو پیادہ اور دو سو سوار لیکر شہر خیبر پر چڑہائی کی۔ ابوبکر۔ علی۔ عمر اور دوسرے افسر اس مہم کے ساتھ شامل تھے۔ اس فوج مین دو علم تھے ایک پر آفتاب کی صورت منقوش تھی اور دوسرے پر سیاہ عقاب کی۔ من بعد سیاہ عقاب کا علم خالد ابن ولید کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔

خیبر کے زرخیز علاقہ مین داخل ہو کر محمد نے چھوٹے چھوٹے قلاع و بروج پر حملہ کر کے محاربہ شروع کیا۔ انمین سے بعض قلاع نے بدون مزاحمت و مخاصمت متابعت قبول کر لی۔ ایسے حالات مین جو مال غنیمت ہاتھ آیا وہ عطیہ ربانی خیال کیا گیا تھا اور وہ سب کا سب رسول کے لئے تھا یعنی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اوس مال کو رسول خود صرف کرے۔ کچھ قلعے جو مستحکم اور مضبوط تھے اونکو حملہ کر کے فتح کرنا پڑا۔ ان چھوٹے چھوٹے قلعون کی تسخیر کے بعد محمد نے شہر خیبر پر چڑہائی کی۔ اس شہر کے گرد بڑی مستحکم فصیل تھی اور اوسکا بالا حصار (اندرونی قلعہ) جو ایک ڈہلوان چٹان پر بنا ہوا تھا اور جو قاموس کے نام سے مشہور تھا یہان تک مضبوط اور ممتنع التسخیر خیال کیا گیا تھا کہ یہان کے بادشاہ کنانہ ابن ربیع نے اپنا تمام مال و خزانہ یہین رکہا ہوا تھا۔ اس شہر کا محاصرہ اون تمام محاربات و جنگی کارروائیون سے بڑہ چڑہ کر تھا جو تا حال مسلمانون نے سرانجام کی تھین۔ کہتے ہین کہ جب محمد نے اس شہر کی مضبوط فصیل اور چٹانی قاموس کو اول دفعہ دیکھا تو اوسنے خداے تعالے سے یہہ دعا مانگی "اے خدا مالک سات آسمانون کے اور اون تمام چیزون کے جو اونمین ہین۔ مالک سات زمینون کے اور اون تمام چیزون کے جو اونکے درمیان ہین۔ مالک شیطان الرجیم کے اور اون تمام مخلوقات کے جنہین شیطان نے گمراہ کر رکہا ہے۔ مالک ہوا کے اور اون تمام چیزون کے جنکو ہوا منتشر اور پراگندہ کرتی ہے۔ ہم تجھسے دعا کرتے ہین کہ یہہ شہر مع اون تمام مال و دولت و قطعات زمین کے جو اوسمین ہین ہمارے حوالے کر دے۔ اون لوگون سے اور اون خطرات سے جنمین ہم گھرے ہوئے ہین ہم تجھ ہی سے مدد کی امید رکھتے ہین۔"

اس دعا کو زیادہ تر عزت و وقعت دینے کے لئے محمد نے ایک چٹان کو جو ایک پتھریلی زمین مین تھی جسے منسلہ کہتے ہین اپنا معبد بنایا ۔ اور جبتک شہر خیبر کے باہر فرودکش رہا ہر روز سات دفعہ اوس چٹان کے گرد طواف کرتا رہا بعینہ جسطرح کعبہ کے گرد کئے جاتے ہین اس مرتاضانہ رسم کی یادگار مین بعد ازان ایک مسجد تعمیر کی گئی تہی جو تمام مومنون کے نزدیک تعظیم و تکریم کے قابل ہوئی ۔ قاموس کا محاصرہ کئی روز تک رہا ۔ اس کارروائی سے محمد اور اوسکے لشکر کو جو ابہی تک مستحکم و مضبوط مقامات پر حملہ کرنے کے عادی نہین تہے سخت تکلیف اوٹھانی پڑی ۔ مسلمانون نے مایحتاج کی قلت سے بہی بہت تکلیف اوٹھائی کیونکہ عرب لوگ اپنی جلد ختم ہوجانے والی مہمات مین زیادہ رسد اوٹھانے کے عادی نہین تہے ۔

یہودیون نے جب مسلمانون کی چڑھائی نزدیک دیکھی تو انہون نے ہموار اور مزروعہ زمین ویران کردی اور اپنے شہر کے گرد و نواح کے اشجار خرما وغیرہ کاٹ ڈالے ۔ محمد بذات خود حملات کی نگرانی کرتا تہا ۔ محاصرین نے اپنی حفاظت کے لئے خندقین کہودین اور قلعہ کی دیوار توڑنے کے لئے کئی آلات بہم پہونچائے ۔ آخرکار قلعہ کی دیوار مین ایک شگاف کیا گیا ۔ لیکن کئی دن تک قلعہ مین داخل ہونے کی ہر ایک سعی و کوشش ناکامیاب رہی ۔ ایک موقع ابوبکر نے اندر گھسنے کے لئے حملہ کیا محمد کا جھنڈا اوسکے ہاتھ مین تہا لیکن بڑی بہادری اور جرات کے ساتھ لڑنے کے بعد بہی اوسے واپس ہٹنا پڑا ۔ دوسرے موقع پر عمر بن الخطاب نے حملہ کیا جو غروب آفتاب تک نہایت استقلال سے لڑتا رہا مگر کچھہ فایدہ نہوا ۔ تیسرا حملہ علی نے کیا ۔ اسموقع پر رسول نے علی کو اپنی تلوار ذوالفقار دی اور اوسکے ہاتھ مین مقدس علم دیکر کہا " یہہ وہ شخص ہے جو خدا اور اوسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور اوسکا رسول اوس سے محبت رکھتے ہین یہہ وہ شخص ہے جو خوف و خطر کا نام تک نہین جانتا ۔ کبہی اپنے دشمن کو پیٹھہ نہین دکھائی "

یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم علی کا حلیہ اور شمایل بیان کرین جو روایتاً مشہور ہین ۔ وہ مستوی الخلقہ تہا لیکن نہایت مضبوط اور سڈول ۔ بڑی طاقت و ہمت کا آدمی تہا ۔

اوسکا چہرہ نہایت خندان اور گلفام تھا اور اوسپر بھری بھری کالی داڑھی تھی۔ وہ مزاج کی عمدگی و ذکاوت طبع اور مذہبی جوش کے لئے ممتاز و مشہور تھا۔ اور بے خوف جرأت کے باعث اسد اللہ الغالب کا خطاب کہتا تھا۔ عربی مورخ لوگ اس عزیز بہادر کی اون کارروائیوں کو جو خیبر میں اوس سے سرزد ہوئیں نہایت جوش اور مبالغہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اونکا بیان ہے کہ علی قرمزی رنگ کا کرتا پہنے ہوئے تھا جسپر فولادی زرہ تھی۔ اوسنے اپنے ہمراہیوں سمیت ناگاف کے سامنے اینٹوں اور ملبے کے ایک بڑے ڈھیر پر چڑھکر چوٹی پر اسلامی جھنڈا گاڑ دیا اور عزم بالجزم کرلیا کہ جبتک قلعہ قاموس مسخر و مفتوح نہ ہولے گا پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

یہودی حملہ آوروں کی مدافعت کے لئے جمع ہو کر نکلے اور ایک کارزار وقوع میں آئی جسمیں علی نے یہودیوں کے مقدمۃ الجیش حارث کے دست بدست لڑکر اوسکو قتل کیا۔ مقتول کا بھائی انتقام کشی کے لئے میدان کارزار میں آیا۔ یہہ بڑا قدآور اور قوی ہیکل جوان تھا دوہری زرہ پہنے تھا۔ اسکے آہنی خود پر سرپیچ تھا اور اوسپر سامنے کی طرف ایک بڑا قیمتی ہیرا تھا جسکی چمک دمک سے آنکھوں میں چکاچوند ہوتی تھی۔ اسکی کمر میں دونوں طرف تلواریں تھیں اور تین نوک والی برچھی کو جو ترسول کی تھی اوچھال رہا تھا۔ دونوں سواروں نے ایک دوسرے کو غور و تامل سے دیکھا اور ممالک مشرقی کے دستور کے موافق نہایت مفاخرانہ طریقے سے آپسمیں سلام و جواب کیا اور یوں رجز کہا۔

یہودی نے کہا "میں مرحب ہوں۔ ناخون تک مسلح ہوں اور جنگ و جدال میں صاعقہ ہوں برق ہوں"

علی نے جواب دیا۔ "اور میں علی ہوں جسکو ماں نے ولادت کے وقت حیدر (شیر ببر) کا خطاب دیا تھا۔"

مسلمان مورخ یہودی بہادر کی کارروائی کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اسنے اپنی تین پھل کی برچھی علی پر پھینکی۔ علی نے نہایت چالاکی اور پھرتی سے اوسکو

ٹال دیا اور پیشتر اسکے کہ وہ اپنے تئین سمبہال سکے علی نے ذوالفقار سے اوس پر حملہ کیا۔ اس تلوار کی ضرب نے اوسکی زرہ کاٹ ڈالی۔ اور اوسکے آہنی خود۔ سرپیچ اور پر غرور کہوپری سے گذر کر دانتون پر جا ٹہیری اور اوسکا بہاری جسم بے جان ہوکر زمین پر گر پڑا۔ یہودی لوگ قلعہ کے اندر ہٹ گئے۔ اسپر مسلمانون نے عام حملہ کردیا۔ عین گرمی ہنگامہ کارزار مین علی کی ڈہال گر پڑی اوسکا جسم غیر محفوظ حالت مین رہ گیا۔ مگر علی نے قلعہ کے ایک دروازہ کے کیون کو اوکہاڑ لیا اور تمام دن بطور سپر کے لئے رہا۔

ابو رافع جو محمد کا نوکر تہا اس امر کی صحت کی شہادت دیتا ہے۔ اوسکا بیان ہے کہ مین نے بعد ازان سات آدمیون کے ہمراہ اس کواڑ کو دیکہا اور ہم سب نے ملکر اوسکو یک دروازہ قلعہ کی طرف اولٹ دینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہو سکے۔[1]

جب قلعہ فتح ہوچکا تو مسلمانون نے اسکے ہر ایک محراب اور کوٹہڑی کو اوس دولت کی تلاش مین چہان مارا جو اونکے زعم مین یہودیون کے بادشاہ کنانہ نے گاڑ رکہی تہی جب اوسکا کچہہ سراغ نہ ملا تو محمد نے کنانہ سے پوچہا کہ مال و دفینہ کہان ہے۔ اوسنے جواب دیا کہ جو کچہہ تہا وہ سب فوج کے لئے مایحتاج بہم پہونچانے اور اپنے بچاؤ کی تجاویز مکمل کرنے مین صرف ہوگیا۔ اسکے مقربون مین سے ایک غدار نے اوس جگہ کا نشان تبلا دیا جہان خزانہ مخفی رکہا ہوا تہا۔ مگر مسلمانون کے خیال مین یہہ مال اسقدر نہین تہا جسقدر کہ اونہین امید تہی۔ آخر کنانہ کو اسغرض سے عذاب و تکلیف دینی شروع کی گئی کہ وہ بقیہ مال کا پتہ دے۔ چونکہ وہ بتلا نہ سکا یا بتلانا نہین چاہتا تہا اوسکو ایک مسلمان کے حوالے کیا گیا جسنے اوس کو اپنے بہائی کے قتل کی پاداش مین جو کنانہ کے ہاتہہ سے ہلک

---

[1] مورخ ابو الفدا نے اس اہم کارروائی کا حال اپنی تاریخ کی چوبیسوین فصل مین لکہا ہے۔ گبن کا بیان ہے کہ ابو رافع بیشک چشم دید گواہ تہا مگر ابو رافع کی صداقت کا کون گواہ ہے۔ ہم اس شک و شبہہ مین مشہور و معروف مورخ گبن کے ساتہہ شریک ہین لیکن اگر ہم چشم دید گواہ کی شہادت پر اسطرح اعتراض کرین تو تاریخ کا کیا حال ہوگا

محمد

بہاری پتہر کے لگنے سے مقتول ہوچکا تہا تلوار سے قتل کیا۔

محمد خیبر مین ہمسائیون کی قاعدہ بین انتقام کے قریب تہا ہلاک ہوجاتا۔ اسنے کہانے کے لئے کچہہ مانگا پہر دیون سے بزیچہ کے کتدہی کا گوشت پکا ہوا اوسکے آگے لا رکہا۔ پہلے ہی لقمہ کے کہلنے پر اوسے کچہہ خلاف معمول سا ذائقہ معلوم ہوا۔ اوسنے فی الفور تہوک دیا مگر اوسیوقت اوسکو سخت درد شکم شروع ہوا۔ ایک صحابی مسمی بشار نے اوسمین سے کچہہ کہا لیا تہا وہ گر پڑا اور تڑپ کر مرگیا۔ اس واقعہ پر نہایت حیرانی و گہبراہٹ ہوئی جب خوب احتیاط سے تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہہ گوشت زینب نے جو مسلمانون کے ہان قید تہی پکایا تہا۔ یہہ مرحب کی جو علی کے ہاتہہ سے قتل ہوا تہا بہتیجی تہی۔ جب اوسکو محمد کے روبرو للائے اور اوسپر گوشت مین زہر ملانے کا الزام لگایا تو اوسنے فی الفور اقبال کیا اور کہا کہ میری یہہ کارروائی اون مصائب و تکالیف کی پاداش مین تہی جو میرے خاندان اور میری قوم پر مسلمانون کے ہاتہہ سے نازل ہوئین اور یہہ بہی کہا کہ "مجہے یہہ بہی خیال تہا کہ اگر تو فی الواقع پیغمبر اور رسول خدا ہے تو تجہے اس واقعہ کی پہلے ہی سے اطلاع ہوجاویگی اور اگر تو صرف ایک سردار قوم ہے تو مرجاویگا اور ہم ایک ظالم کے پنجہ سے نجات پاوینگے"۔

اس بہادر عورت کے ساتہہ جو سلوک کیا گیا تہا اوسکی نسبت عربی مورخون کا اختلاف ہے بعض کا بیان ہے کہ وہ بشار کے لواحقون کی حوالی کی گئی تہی جو زہر سے ہلاک ہوا تہا تا کہ وہ اوس سے قصاص لین۔ بعض کی رائے ہے کہ اوسکی خوبصورتی نے اوسکی سفارش و شفاعت کی اور محمد نے بغیر کسی سزا کے اوسکو اوسکے خاندان کے حوالہ کردیا۔

مسلمان مورخ محمد کی زندگی کا مشکل سے کوئی سانحہ بیان کرتے ہین جسمین کسی نہ کسی معجزہ کو

ل وہ یہودی جو اوس علاقہ مین آباد ہین جو خیبر کہلاتا ہے تا حال عرب مین بنی خیبر کے نام سے مشہور ہین انکے تین مختلف قبایل ہین جو علیحدہ علیحدہ رئیس یا شیخ کے ماتحت ہین اور انکے نام یہہ ہین بنی مسید بنی شہان بنی اینسی۔ یہہ قبایل کاروانون کے لوٹنے کہسوٹنے مین متہم ہین (دیکہو کتاب مصنفہ لی بوہر جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

دخل نہ دیتا اس زہر دینے کے واقعہ میں ہی وہ ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ بزیچہ کا کباب شدہ شانہ مشرف بکلام ہوا کہ میں مسموم ہوں۔ اگر یہہ روایت فی الواقع صحیح ہے تو اوس بزیچہ کے گوشت نے کلام کرنے میں بہت سستی کی کیونکہ محمد کو اسقدر زہر کا اثر ہو چکا تھا کہ جس سے اونکی بقیہ زندگی کو نقصان عظیم پہونچا کئی بار اوسکو درد سے غش آجایا کرتا تھا۔ یہانتک کہ آخری مرض موت میں وہ شکایت کرتا تھا کہ میرے دل کے رگ و ریشہ میں خیبر کا زہر جوش مار رہا ہے۔

ایک اور یہودی عورت مسمات صفیہ مسلمانوں کے ہاتھ قید تھی۔ باوجودیکہ محمد سے انتقام کشی کے بارہ میں وہ زینب کی نسبت زیادہ تر قوی وجوہات رکھتی تھی کیونکہ وہ حال ہی میں کنانہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی جو اپنی دولت و خزانہ کی بدولت ہلاک ہو چکا تھا۔ اور وہ حیی ابن اخطب کی بیٹی تھی جو سات سو ہمراہیوں کے ساتھ سوق مدینہ میں قتل و مدفون ہو چکا تھا اور جسکا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ مگر باوصف ان سب باتوں کے صفیہ نے محمد کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا۔ یہہ عورت نہایت ہی خوبصورت اور شکیل تھی اسلئے یہہ کچھ تعجب کی بات نہ تھی کہ محمد نے اوسے نظر عاطفت سے دیکھا اور اوسکو اپنے حرم میں داخل کرنے کی کوشش کی لیکن اگر تعجب ہے تو یہہ ہے کہ یہہ عورت رضامندی سے محمد کی منکوحہ بن گئی۔ مسلمان مورخ اس امر میں اپنی بہاری تسلی و تشفی کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ صفیہ اس کارروائی کے لئے آسمان کی طرف سے ملہم ہوئی تھی۔ جب محمد شہر خیبر کے سامنے خیمہ زن تھا اور محاصرہ کی کارروائی کر رہا تھا صفیہ کو رات کے وقت یہہ خواب آیا کہ آفتاب آسمان سے نیچے اوترا ہے اور اوسکی گود میں آ ٹھیرا ہے جب اوس نے اپنے شوہر کنانہ کے روبرو یہہ خواب بیان کیا تو اوس نے اوسکے منہ پر ایک تھپڑ مارا اور کہا "کہ تو تمثیلاً دکھاتی ہے اس حجازی سردار کا ذکر کرتی ہے جو ہم پر چڑھ آیا ہے"۔ صفیہ کا یہہ خواب سچا ہوا کیونکہ محمد نے پیشتر اسکے کہ وہ خیبر سے واپس آوے اوسکو پہلے ہی تمام مذہب اسلام تلقین کر کے اوس سے نکاح کر لیا۔ اس ازدواج کی تقریب تہیا میں عمل میں آئی۔ یہہ مقام مدینہ اور خیبر کے رستہ میں ہے۔ یہاں تین دن تک عساکر اسلام نے مقام کیا

ابو ایوب انصاری جو رسول کے نہایت سرگرم معتقدون مین تہا اور اوسکے گہر کا میزبان تہا تمام رات تلوار ہاتہ مین لیکر نو کتخدا زوجین کے خیمہ کے گرد پہرا دیتا رہا۔ صفیہ محمد کی نہایت ہی عزیز بیویون مین سے تہی اور رسول کی وفات کے بعد چالیس سال تک بیوگی کی حالت مین زندہ رہی۔

علاوہ متذکرہ بالا شادیون کے جو رسول نے میلان طبع یا محبت کے رو سے کین اسوقت دستہ ایک شادی مصلحت وقت کے لحاظ سے بہی کی۔ ابہی محمد کو مدینہ مین واپس آئے ہوئے بہت دیر نہین گزری تہی کہ وہ مسلمان جو مکہ سے ہجرت کرکے ابی سینیا مین پناہ گزین ہوئے تہے مدینہ مین آگئے۔ انکے آنے سے محمد کو نہایت ہی مسرت و بہجت حاصل ہوئی۔ ان مسلمانون مین ایک خوبصورت بیوہ عورت تہی جسکی عمر تیس سال کی تہی اور جسکا خاوند ہجرت کی حالت مین ہی مرگیا تہا۔ اسکا مشہور نام ام حبیبہ تہا یعنی وہ اس نام کی ایک لڑکی کی مان تہی۔ یہہ عورت محمد کے نہایت سخت دشمن ابوسفیان کی بیٹی تہی۔ محمد نے یہہ خیال کیا کہ شاید لڑکی کے ساتہہ شادی کرنے سے باپ کا طیش و غضب فرو ہو جاویگا۔ یہہ ایک نہایت ہی مصلحت آمیز اور عمدہ پالیسی کا خیال تہا۔ کہتے ہین کہ قرآن کی ایک آیت کے نزول سے محمد کو یہہ خیال سوجہا تہا۔ ابوسفیان نے جب اس شادی کا حال سنا تو وہ بول اوٹہا کہ "خدا کی قسم یہہ نہایت ہی منہ زور اونٹ ہے۔ اسکو کوئی مہار روک نہین سکتی"۔

(6

محمد کا خسرو شاہ فارس اور ہرقل شاہ قسطنطنیہ کی طرف سفیر بہیجنا۔ حاکم مصر کی طرف ایلچی کا جانا اور رسول کے لئے عمدہ تحائف کا لانا۔

ماریہ و شیرین کنیزکان۔

اس سال کے باقی ماندہ حصہ کے درمیان محمد مدینہ مین ہی رہا اور اپنے معتبر معتقدین کو جو اسوقت تجربہ کار کپتان اور جری محارب ہو گئے تھے کئی جنگی مہمات پر بھیجا کیا۔ ان مہمات کے ذریعہ بہت سے سرکش قبائل بجلد ہی تمام مطیع و منقاد ہو گئے۔ جون جون اوسکی ملکی فتوحات ترقی کرتی جاتی تھین۔ ملکی تدابیر مین اوسکے خیالات وسیع ہوتے جاتے تھے۔ گو ضرورت کے وقت وہ اشاعت مذہب کے لئے تلوار کے استعمال کی ہدایت کیا کرتا تھا تاہم صلح آمیز اور مدبرانہ تجاویز رسل و رسایل و ایلچی گری سے بھی غافل نہین تھا۔ اوسنے بہت سے بادشاہون اور ذی اقتدار رئیسون کی طرف جنکی ممالک اوسکی پولیٹکل حدود سے ملحق تھین سفیر اور ایلچی روانہ کرکے مذہب اسلام کی دعوت کی جو فی الواقع منصب رسالت کے پردہ مین اپنی بالادستی کا اقبال کروانا تھا۔ ان سفارتون مین سے دو تو نہایت ہی مشہور و معروف تھین ایک خسرو دوم شاہ فارس کی طرف اور دوسری ہرقلیس رومن شہنشاہ قسطنطنیہ کی طرف تھی۔ محاربات جو سلطنت روما اور فارس کے درمیان مشرقی ممالک کے قبضہ و تصرف کے لئے کئی صدیون سے چلے آتے تھے ان دونون بادشاہون کے عہد مین از سر نو شروع ہو گئے ان محاربات نے کئی گزشتہ سالون سے مشرقی ممالک کو تہ و بالا کر رکھا تھا۔ ان دونون سلطنتون مین سے کسی ایک نے کئی ملک چھان مارے۔ پے در پے حملون سے کبھی سلطنتون اور ریاستون مین تغیر و تبدل وقوع مین آچکا تھا جو فریقین کی فتح و شکست کا نتیجہ تھا ایک دفعہ خسرو نے تین فوجون کے ساتھ جنمین سے ایک کو از روئے تکبر و نخوت "پچاس ہزار طلائی شمشیرین" کہتے تھے سلطنت روما سے کنعان کاپادوشیا آرمینیا اور بہت سے وسیع اور سرسبز صوبے چھین لئے تھے اور اپنے تئین یروشلم کا مالک بنالیا تھا اور مقدس صلیب کو فارس مین اوٹھا لے گیا تھا۔ افریقہ پر حملہ کرکے ممالک مصر اور لیبیا پر قبضہ کر لیا اور اپنی فتوحات کو ملک کارتھیج پہونچا دیا تھا۔

ان فتوحات کے موقع پر محمد کی جانب سے ایک سفیر مع مراسلات لیکر اوسکے دربار مین گیا

خسرو نے مراسلہ پڑہنے کے لیئے اپنے وزیر یا ترجمان کو طلب کیا۔ وہ مکاتبہ اس عنوان سے لکہا تہا "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد بن عبد اللہ و رسول خدا کی طرف سے خسرو شاہ فارس کی طرف"۔ خسرو نہایت ہی طیش و غضب مین آکر چلا اوٹہا "کیا وہ شخص جو میرا غلام ہے تحریر مین اپنا نام میرے نام سے پہلے لکہنے کی جرات کرتا ہے"۔ یہہ کہکر اوسنے مکاتبہ چہین لیا اور بغیر اسکے کہ اوسکا مطلب سمجہنے کی کوشش کرے اوسکو پرزے پرزے کر ڈالا۔ پہر اوسنے اپنے والیسرائے یعنی نائب متعینہ ملک یمن کو یہہ تحریر کیا "مین نے سنا ہے کہ مدینہ مین قوم قریش کا ایک شخص پاگل ہو گیا ہے اور پیغمبری کا دعوے کرتا ہے۔ اوسکے ہوش و حواس درست کر دو۔ اگر تم یہہ نہین کر سکتے تو اوسکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیج دو"۔ جب محمد نے سنا کہ خسرو نے اسطرح اوسکا مکاتبہ چاک کر ڈالا ہے تو اوسنے کہا "اسیطرح اللہ اوسکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا"۔

جو مراسلہ محمد نے ہرقلیس کی طرف بہیجا تہا اوسکے ساتہہ یہہ سلوک نہین ہوا تہا اسکی وجہ شاید یہہ تہی کہ شہنشاہ ہرقلیس شکست و ہزیمت کے باعث اوسوقت شکستہ دل تہا یہہ مراسلہ نقرئی حروف مین لکہا ہوا تہا اور دستخط کی جگہ محمد عزرائیل محمد رسول اللہ ثبت تہا۔ شہنشاہ کو دعوت کی گئی تہی کہ عیسوی مذہب ترک کر کے دین اسلام قبول کرے ہمکو بتلایا گیا ہے کہ ہرقلیس نے نہایت اعزاز و اکرام سے اس مکاتبہ کو اپنے تکیہ پر رکہہ لیا اور سفیر کے ساتہہ نہایت عمدہ سلوک کیا اور بہت سے عمدہ تحائف دیکر رخصت کیا۔

چونکہ وہ ملک فارس کے ساتہہ جنگ و جدال مین الجہا ہوا تہا اوسنے ایسے شخص کی سفارت کے ساتہہ اس سے زیادہ کچہہ توجہ نہ کی جسکو وہ صرف ملک عرب کا ایک پرجوش آدمی خیال کرتا تہا اور نہ اوسکی جنگی مہمات کو چندان وقعت کی نظر سے ملحوظ کیا۔ جو اوسکے خیال مین صرف وحشی صحرائی قومون کی لوٹ کہسوٹ کی کاروائی معلوم ہوتی تہین۔

محمد نے ایک اور سفارت مقوقس یعنی حاکم مصر کی طرف روانہ کی۔ یہہ شخص اصل مین

شہنشاہ ہرقلیس کی طرف سے مصر کا خراج جمع کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن اس دار و گیر اور تہلکہ سے جو سلطنت روما اور شاہ فارس کے مابین محاربات کے باعث وقوع میں آیا فایدہ اوٹھا کر اسنے خودسری اختیار کی اور شہنشاہ کی متابعت کا جوا اپنی گردن سے اوتار دیا۔ اسنے سفیر کا نہایت اعزاز واکرام کیا۔ لیکن قبول اسلام کی دعوت کا براہ راست جواب ٹال دیا۔ اور کہا کہ یہہ ایک اہم معاملہ ہے اور بڑے غور و تامل کا متقاضی ہے۔ اسنے محمد کی طرف یہہ تحائف ارسال کئے۔ قیمتی جواہرات۔ مصری پارچات کے ملبوسات۔ نہائت ہی نفیس شہد مکھن ایک سپید خچر جسکو یعفور کہتے تھے۔ ایک سفید قاطر جسکا نام دُلدل تھا۔ اور ایک نہایت ہی تیز رفتار گھوڑا تھا جسکو لزلوت یعنی کودنے والا کہتے تھے۔ انکے علاوہ سب سے بڑھکر اور مرغوب طبع دو قبطی کنیزکیں تھیں جو دونوں بہنیں تھیں۔ ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا نام شیرین تھا۔ ماریہ کی خوبصورتی نے محمد کے دل میں نہایت ہی قلق و اضطراب پیدا کیا۔ وہ اوسے نہایت مسرت و خوشی سے اپنی مدخولہ (آشنا) بنا لیتا لیکن وہ اپنے قانون سے جو قرآن کی سترہویں سورہ میں ہے مجبور تھا۔ کیونکہ اوسمین حکم ہے کہ زانی و زانیہ کو سو سو درہ کی سزا دینی چاہئیے۔ لیکن اوسکو ایک اور وحی کے نزول نے اس مخمصہ سے نجات دے دی۔ جسکے رو سے وہ بذات خود اس قانون سے مستثنے ٹھیرایا گیا تھا۔ اور اوسکو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی کنیزک کے ساتھہ رابطہ جامعیت پیدا کرلے۔ مگر یہہ قانون کل مسلمانوں کے برخلاف بدستور جاری و قایم رہا تاہم تہمت و الزام سے بچنے اور اپنی دوسری بیویوں کے رشک و حسد سے محفوظ رہنے کے لئے محمد نے خوبصورت ماریہ کے ساتھہ اپنا ربط و ضبط اور آمد و رفت نہایت پوشیدہ اور مخفی رکھی۔ اور اوسکے زیادہ دیر تک خوب طبع اور پسند خاطر رہنے کی یہہ بھی ایک وجہ موجہ ہو سکتی ہے۔

۲۷ محمد کا گذشتہ سال کے عہد و پیمان کے مطابق مکہ کی

पुस्तकालय

طرف جانا۔ مناسک حج کا سر انجام کرنا۔ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے ساتہہ نکاح کرنا۔ خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کا مسلمان ہونا

اب وہ وقت آپہونچا تہا کہ محمد اور اوسکے اصحاب اُس عہد و پیمان کے روسے جو قریشیون کے ساتہہ موکد ہوچکا تہا مکہ مین جاوین اور تین روز تک بدون کسی مزاحمت کے مقدس معبد مین رہین۔ پس محمد ایک بڑی جماعت کے ساتہہ جو عمدہ طور پر مسلح تہی مکہ کی طرف روانہ ہوا اور قربانی کے لئے ستر اونٹ ساتہہ لے گیا۔ اوسکے دیرینہ دشمن بڑے جوش و خروش سے اوسکے مزاحم ہوئے مگر اوسکی آمد پر خائف و ہراسان ہوکر قرب جوار کی پہاڑیون مین چلے گئے۔ جب محمد مکہ کی مقدس حدود مین داخل ہوا تو اوسکے ہمراہیون نے حسب دستور قدیم عہد و پیمان آلات حربی علیحدہ رکہہ دئے صرف تلوارین لے لین جو قراب مین بند تہین جب اونہون نے مقدس شہر کی دیوارین اور بروج دیکہے تو خوشی سے باغ باغ ہوگئے اور نہایت ارادت اور شکر گزاری کے ساتہہ حاجیون کے لباس مین شہر کے اندر داخل ہوئے محمد نے تمام قدیم مراسم و معمولی مناسک حج اس ارادت و خلوص سے ادا کئے کہ دیکہنے والے خوش ہوگئے اور بہت سے لوگ آکر اوسکے مذہب مین شامل ہوگئے۔ اثنی مناسک حج تمام کرکے احرام کہولا اور مقام سرف کی طرف چلا گیا۔ یہہ ایک مختصر سی جہونپڑی ہے جو مکہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر مقدس حدود کے باہر واقع ہے۔ یہان محمد نے ایک اور رسم ادا کی جو مناسک حج سے توکچہہ تعلق نہ رکہتی تہی لیکن ایسی تہی کہ محمد اوسکو ہمیشہ سچی ارادت اور دلی مسرت کے ساتہہ ادا کیا کرتا تہا۔ یہہ اوسکی شادی تہی جو میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے ساتہہ عمل مین آئی جسوقت محمد مکہ مین داخل ہوا تہا اوسوقت اس عورت کی ساتہہ

منگنی کی تھی لیکن تاہم اتمام مناسک حج نکاح ملتوی کیا گیا تھا۔ بیشک محمد کی یہہ شادی بھی مصلحت وقت اور حسن تدبیر سے خالی نہ تھی کیونکہ میمونہ کی عمر اسوقت اکاون سال کی تھی اور وہ بیوہ تھی۔ اس رشتہ سے محمد کو دو نہایت ہی طاقتور اور زبردست پیرو مل گئے۔ انمیں سے ایک خالد بن ولید تھا جو میمونہ کا بھتیجا تھا۔ یہہ ایک بڑا جری محارب تھا اور جنگ احد میں محمد کو قتل کرنے لگا تھا۔ یہہ شخص بعد اسلام کے نہایت مظفر و منصور غازیوں میں ہو گیا اور اپنی جلادت و جرأت کی وجہ سے حسام اللہ (شمشیر خدا) کے خطاب سے مخاطب ہوا دوسرا عمرو بن العاص تھا جو خالد بن ولید کا دوست تھا۔ یہہ وہی شخص تھا جسنے محمد کے رسالت کے ابتدائی دور میں اوسپر ہجو کے اشعار سے حملہ کیا تھا۔ اور جو قریشیوں کی جانب سے سفیر بنکر نجاشی شاہ ابی سینیا کے دربار میں پناہگزین مسلمانوں کو واپس لینے کے لئے گیا تھا۔ اس شخص کے مقدر میں تھا کہ اس مذہب جسکی اوسنے نہایت تندہی اور تیزی سے مزاحمت کی تھی اپنی تلوار کے زور سے نہایت نصرت و فتحمندی کے ساتھ دور دور از ممالک تک پھیلاوے۔ ان دونوں بہادروں کا اسلام بڑا ممنون ہے

نوٹ۔ میمونہ آخری عورت تھی جو رسول کے نکاح میں آئی۔ باوجودیکہ شادی کے وقت سن رسیدہ تھی تو بھی رسول کی کل بیویوں کے بعد تک زندہ رہی۔ وہ رسول کی وفات کے بہت سال پیچھے فوت ہوئی اور مقام سرف میں اوسی درخت کے نیچے مدفون ہوئی جہاں اوسکا نکاح ہوا تھا۔

مسلمان مورخ الجنبی جو اپنے تئیں اللہ کا ایک غریب غلام قرار دیتا ہے اور خدا کے رحم سے اپنے گناہوں کے عفو کا امیدوار رہتا ہے جب حج سے واپس آیا تو اوسنے سنہ ۹۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۵ء میں میمونہ کے روضہ کی زیارت کی۔ اوسکا بیان ہے کہ "میں نے سیاہ پتھر کا ایک قبہ دیکھا جو میمونہ کی یادگار میں بعینہ اوس مقام پر تعمیر ہوا تھا جہاں رسول نے اوسکے ساتھ آرام کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب اور اسکی وجہ بھی خدا ہی کو معلوم ہوگی کہ پتھر کا رنگ کیوں سیاہ ہے۔ وہاں وضو کے لئے ایک حوض ہے اور ساتھ ہی اسکے ایک عبادتگاہ یا مسجد ہے گو ٹوٹی ہوئی ہے۔

۸) محمد کا حاکم بصرہ کی طرف سفارت روانہ کرنا۔ سفیر کا رستہ میں مقام موتہ میں قتل ہونا۔ محمد کا اوسکے قصاص کے لئے موتہ پر فوج روانہ کرنا۔ زید جعفر اور عبد اللہ کا میدان کارزار میں کام آنا۔ خالد بن لید کی نصرت و فتحیابی۔

وہ سفارتیں جو محمد نے ممالک عرب کے باہر رئیسوں اور شاہزادوں کی طرف مذہب اسلام کی دعوت کے لئے روانہ کی تہیں اونمیں ایک سفارت حاکم بصرہ کی طرف بہی روانہ کی تہی۔ بصرہ ملک شام کی حدود پر تجارت کی ایک بڑی بہاری منڈی کا مقام تہا جہاں محمد ایام شباب میں کاروان کے ساتہہ گیا تہا۔ ملک شام پہے در پہے سلطنت روما اور سلطنت فارس کے ماتحت رہ چکا تہا۔ اوسوقت گو سخت تہلکہ اور بے امنی کی حالت میں تہا مگر شہنشاہ روما کے زیر حکم تہا۔ محمد کا سفیر مقام موتہ میں قتل ہوا۔ یہہ قصبہ یروشلم سے سمت شرق تین روز کی مسافت پر واقع تہا۔ محمد کے سفیر کا قاتل ایک عیسائی عرب تہا جو قبیلہ غاسان مین سے تہا اور شرحبیل کا جو شہنشاہ ہرقلیس کی طرف سے شہر موتہ کا حاکم تہا بیٹا تہا۔ اپنے سفیر کے قتل کے قصاص کے لئے اور آیندہ کے لئے اپنے سفرا و وکلا کی توقیر قایم رکہنے کے لئے محمد نے شہر موتہ پر تین ہزار جوان کی ایک فوج روانہ کرنے کی طیاری کی۔ یہہ ایک اہم مہم تہی کیونکہ اس کارروائی سے پہلی ہی دفعہ مسلمانوں اور سلطنت روما کی افواج کا مقابلہ ہونے کو تہا۔ لیکن محمد نے اپنی بڑہتی ہوئی طاقت۔ اپنے سپاہیوں کی بہادری دیکہی تہی۔ اور ملک شام کے معاملات کی ابتری و پراگندگی کا کسیقدر حصہ بڑہکر جسا

لگایا۔ یہہ فوج گستی محمد کے آزاد شدہ غلام زید کے اہتمام مین دی گئی تہی۔ یہہ وہی زید تہا جو اپنی خوبصورت بیوی زینب کو محمد کی خاطر طلاق دیکر اپنی جانفشانی و وفاداری کا کامل ثبوت دے چکا تہا۔ زید کے ساتہ اور بہت سے بہادر سردار اور افسران تجربہ کار شامل تہے۔ انمین ایک جعفر بن ابی طالب تہا جو علی کا حقیقی اور محمد کا عمزاد بہائی تہا۔ یہہ وہی شخص تہا جسنے نجاشی شاہ ابی سینیا کے دربار مین نہایت ہی فصاحت و بلاغت کے ساتہ اسلام کے عقائد و اصول کی تائید کرکے قریشیون کی سفارت کو ناکامیاب کر دیا تہا۔ اسوقت یہہ عین عنفوان شباب مین تہا اور جرات اور مردانہ خوبصورتی مین مشہور تہا۔ دوسرا افسر عبد اللہ بن رواحہ تہا۔ یہہ شخص شاعری اور آداب حرب و ضرب مین خوب ماہر و ممتاز تہا۔ تیسرا افسر نو مسلم خالد بن ولید تہا۔ یہہ اپنی خوشی سے اس مہم مین شامل ہوا تہا۔ تا کہ جنگی کارروائیون سے قبول اسلام کے بارہ مین اپنی صداقت و ارادت کا ثبوت دے۔

زید کے نام حکم تہا کہ وہ بہت جلد روانہ ہو جاوے اور دفعتہً شہر موتہ پر حملہ کرکے وہان کے باشندون کو قبول اسلام کی ہدایت کرے اور اونکے ساتہ نہایت نرمی و لطف سے سلوک کرے۔ ہر حالت مین عورات۔ اطفال۔ زہاد اور اندہون کو نہ چہیڑے۔ نہ کوئی مکان مسمار کرے اور نہ درختون کو کاٹ کر تباہ کرے۔

یہہ مختصر سی فوج مدینہ سے روانہ ہوئی۔ اسکو قوی امید تہی کہ ہم ناگہان دشمن پر جا پڑینگے۔ راہ مین اونکو خبر لگی کہ ایک بڑی زبردست اور کثیر التعداد فوج سلطنت روما کی یا یونان اور عرب والون کی اونکے مقابلہ کے لئے آرہی ہے۔ مسلمانون نے ایک جنگی گنگاش منعقد کی۔ بعض کی یہہ رائے تہی کہ ٹہیر جاوین اور محمد کے تازہ احکام کا انتظار کرین۔ لیکن عبد اللہ بن رواحہ شاعر کی یہہ رائے تہی کہ خواہ دشمن کی تعداد کتنی ہی زیادہ ہو بے خوف و خطر آگے بڑہنا چاہئے۔ اوسنے یہہ بہی کہا کہ ہم دین کے لئے لڑتے ہین۔ اگر ہم کام آئے تو ہمین اسکے عوض مین بہشت ملیگا۔ اسلئے فتح یا شہادت کے لئے آگے بڑہو۔

سب لوگ شاعر کی اس فصاحت و مشتعل بیانی سے متاثر ہو گئے۔ اونہون نے شہر موتہ کے نزدیک دشمن کا مقابلہ کیا اور اپنی جرات سے بڑھکر ہمت و استقلال سے کام لیا۔ عین گرمی ہنگامۂ کارزار مین زید کو ایک مہلک زخم لگا۔ مقدس علم اوسکے ہاتھ سے گرنے لگا تھا کہ جعفر نے سنبھال لیا۔ اب کارزار کا کل بوجھ جعفر پر آ پڑا۔ کیونکہ جہان علم ہوتا تھا وہی کارزار کا مرکز اور قلب سمجھا جاتا تھا۔ اوسنے نہایت ہی مایوسانہ جرات سے علم کی حفاظت کی اوسکا داہنا ہاتھ جسمین علم تھا کٹ گیا۔ اوسنے بائین ہاتھ مین لے لیا۔ یہہ ہاتھ بھی قلم ہو گیا۔ پھر علم کو اوسنے خون آلودہ بازؤن کے نیچے دبا لیا۔ ایک تلوار کی ضرب سے اوسکی کھوپڑی دو ٹکڑے ہو گئی۔ وہ زمین پر گر پڑا لیکن اسلامی جھنڈے کے ساتھ ابھی تک چمٹا رہا۔ اسوقت عبد اللہ شاعر نے علم اوٹھا لیا۔ یہہ بھی تلوار کے زخم سے ہلاک ہوا۔ تو مسلم خالد نے تین سپہ سالارونکو شہید پاکر مہلک جھنڈا اپنے ہاتھ مین لے لیا اور یہہ اوسکے ہاتھ مین برابر قایم و بلند رہا۔ اسکی آواز سے پس پا شدہ مسلمان پھر جمع ہو گئے۔ اور وہ اپنے طاقتور اور پرزور بازؤن سے دشمن کی صفون کو چیرتا چلا گیا۔ اگر اوسکے اپنے بیان پر اعتبار کیا جاوے تو وہ ایسا شخص تھا کہ جسکی جانبازیون اور کارگزاریون کے لئے کسی مبالغہ کی ضرورت نہین تھی۔ اون صدمات سے جو اس شیر مرد نے دشمن کی فوج کو پہونچائے اوس روز اوسکے ہاتھ مین نو تلوارین شکستہ ہوئین۔

رات ہو جانے سے محاربین جدا ہو گئے۔ علی الصباح خالد نے جسے مسلمان اپنا امیر تسلیم کر چکے تھے اپنے تئین فنون جنگ مین ایسا ہی محتاط و ہوشیار ثابت کیا جیسا کہ وہ جری و بہادر تھا۔ بار بار کے کوچ مقام سے اوسنے اپنی تھوڑی سی فوج کو تقسیم کرکے مختلف مقامات پر ظاہر کر دکھلایا جس سے دشمن کی فوج مغالطہ مین پڑ گئی اور اوسکو گمان ہوا کہ مسلمانون کو کوئی تازہ بھاری کمک مل گئی ہے۔ اسلئے جب خالد نے پہلی ہی دفعہ حملہ کیا تو دشمن کے پانون اوکھڑ گئے اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اونکا ہٹنا ہزیمت ہو گیا۔ مسلمانون نے

اونکا تعاقب کرکے بہت سے آدمیون کو تہ تیغ کیا۔ تب خالد نے اونکا خیا بگاہ لوٹا۔ بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آیا۔ میدان کارزار مین کُشتون کے درمیان سے جعفر کی لاش ملی جسپر بہت سے زخم لگے ہوئے تہے اور یہہ زخم سب کے سب آگے کی جانب تہے۔ کچہہ تو اوسکی بہادری اور دلیری کے سبب اور کچہہ اسوجہ سے کہ وہ رسول کے عمزاد بہائی ہونے کا افتخار رکہتا تہا خالد نے حکم دیا کہ جعفر کی لاش وہان نہ دفنائی جاوے بلکہ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہہ مدینہ مین لیجا کر مدفون کرنی چاہیئے۔

مسلمانون کی یہہ فوج جب واپس آئی تو گو بہت سے مال غنیمت سے لدی ہوئی تہی۔ تاہم وہ جماعت شہر مین ماتمیون کی طرح داخل ہوئی نہ کہ مظفر و منصور سپاہ کی طرح۔ اور شہر کے لوگون نے بہی اوسکا استقبال ماتم اور شادمانی دونون کے ساتہہ کیا۔ ایک طرف اگر لوگ فوج کی فتح و نصرت پر خوشی مناتے تہے تو دوسری طرف تین نہایت لائق سپہ سالارون کی موت پر آنسو بہاتے تہے۔ جعفر کے حال پر سب لوگ واویلا کرتے تہے۔ جو اس شہر مین نہایت ہی افسوسناک جنازہ کی صورت مین لایا گیا تہا جہان سے وہ چند روز پہلے ایک بہادر اور جری جوان کی شان و شوکت کے ساتہہ نکلا تہا اور ہر ایک شخص اوسکو دیکہکر عش عش کرتا تہا۔ وہ ایک نہایت ہی حسین بیوی اور ایک شیرخوار بیٹا چہوڑ مرا تہا۔ اس عورت کی مصیبت و تباہی دیکہکر محمد کا دل بہر آیا۔ اوسنے اس یتیم بچہ کو اپنی گود مین لیا اور یہان تک رویا کہ اوسکے آنسوؤن سے بچہ تر بتر ہو گیا۔

محمد کی حالت اوسوقت اور بہی دردناک ہو گئی جبکہ اوسکے وفادار زید کی یتیم لڑکی اوسکے پاس آئی۔ محمد اوسکے گلے مین ہاتہہ ڈالکر اس درد و رقت سے رویا کہ ہچکیان بندہ گئین۔ ایک شخص پاس کہڑا تہا اوسنے نہایت ہی حیرت و تعجب سے کہا کہ محمد ایسی موت پر جو مسلمانون کے عقاید و اصول کے موافق بہشت کے لئے ایک سرخط و ضمانت ہے اسقدر گریہ و زاری کرے۔ رسول نے جواب دیا۔ افسوس یہہ آنسو دوستی و محبت کے ہین جو

ایک دوست کے نقصان پر بہہ رہے ہین

فوج کے آنے کے تین روز بعد جعفر کی تجہیز و تکفین کی رسوم عمل مین آئین اسوقت تک محمد کی حالت بہت کچہہ سنبہل چکی تہی اور پہر وہ رسول خدا تہا۔ عوام الناس کو نہایت نرمی و حلم کے ساتہہ آہ و بکا و جزع فزع سے منع کرتا تہا اور اپنے مذہب کے نہایت ہی مصلحت آمیز اور تسلی بخش مسئلہ کی تلقین کرتا تہا اور یہہ کہتا تہا کہ "اپنے بہائی کی اس موت پر مت رو۔ وہ دونون ہاتہہ جو دین متین کے جہنڈے کی حفاظت مین کاٹے گئے ہین اونکی جگہ اوسکو دو پر دئے گئے ہین جن سے بہشت مین لیجائین گے اور وہان وہ اون بعید اور لاانتہا نعمتون اور مسرتون سے محظوظ ہوگا جو شہدا کے لئے بالیقین مقرر کی گئی ہین"

یہہ اوس جرأت و عمدہ سپہ سالاری کا نتیجہ تہا جو اس خوفناک معرکہ مین خالد کی ذات سے نمایان طور پر ظہور مین آئی کہ محمد نے اوسکو حسام اللہ یعنی شمشیر خدا کا خطاب دیا اور اسی خطاب سے وہ بعد ازان مشہور و ممتاز ہوا۔

۲۹ ابوسفیان کا قریشیون کی جانب سے سفیر ہوکر مدینہ مین جانا اور محمد سے عہد و پیمان کے قایم رکہنے کے لئے الحاح کرنا۔ ابوبکر عمر علی فاطمہ اور اپنی بیٹی ام حبیبہ سے شفاعت کا طلبگار ہونا۔ علی کی صلاح سے ابوسفیان کا مسجد مین کہڑے ہوکر قریشیون کی جانب سے قیام صلح کا اقرار کرنا اور اوسکا مکہ مین واپس آنا۔

محمد نے ابتک کچہہ تو فصاحت و بلاغت عدیم المثل سے اور کچہہ جنگ و جدال سے عرب کی بہتسی

قوموں پر تسلط و تصرف حاصل کر لیا تہا۔ اب کئی ہزار جنگی جوان اوسکے زیر حکم تہا۔ یہہ صحرائی لوگ بہوک پیاس و حدت و تمازت آفتاب کے برداشت کرنے کے عادی تہی۔ اور انکے نزدیک جنگ جدال ایک کہیل تماشا تہا۔ یہہ اس سے کچہہ اندیشہ نکرتے تہے۔ محمد نے انکی جودت و حدت طبع کو نرم کر دیا تہا۔ انکی جبلی جرات و طبعی بہادری کو جنگی قواعد اور ضابطہ کا پابند بنا دیا تہا۔ اب یہہ اچہی خاصی آئینی فوج بن گئی تہی۔ متواتر فتوحات سے اونہیں اپنے اور اپنے مقدمۃ الجیش اور افسروں پر کامل بہروسا ہو گیا تہا۔ اور وہ اپنے مقدم کی پیشواؤں کی طرح کامل شجاعت اور مذہبی پیروان کی اندہا دہند جوش سے پیروی کرتے تہے۔

محمد کے خیالات بہی اوسکے بہاری وسایل کے ساتہہ وسیع ہوتے گئے اور ایک بڑی مہم کے سامان کا اوسکے دل میں خیال پیدا ہوا۔ مکہ جو اوسکی ولادت گاہ تہا اور کئی پشتوں سے اوسکے خاندان کا مسکن چلا آتا تہا اور اوسکے ایام طفولیت اور عمر کے نہایت ہی خوش و خرم زمانہ کا گہر تہا۔ تاحال اوسکے سخت دشمنوں کے قبض و تصرف میں تہا۔ کعبہ جو تمام بنی اسمعیل کے نزدیک مقدس عبادت گاہ اور متبرک زیارت گاہ تہا اور جو اوسکی و محمد کی ابتدائی پرستش کا معبد تہا۔ تاحال وہاں بڑے زور شور سے بت پرستی ہو رہی تہی اور وہ بتوں اور بت پرستی کے سامان سے بہرا ہوا تہا۔ اپنے وطن مالوفہ کی دیواروں پر اسلام کا جہنڈا گاڑنا اور مقدس معبد کو محذورات اور بے حرمتی سے پاک و صاف کرنا اور اوسمیں ایک حقیقی خدا واحد کی عبادت کو رواج دینا اور اوس شہر کو اسلامی دنیا کا مرکز قرار دینا۔ یہہ سب باتیں اوسکی ہمت و داعیہ میں سمائی ہوئی تہیں۔

وہ عہد و پیمان جو قریشیوں کے ساتہہ موکد ہو چکا تہا وہ بیشک ایک قسم کی جنگی کارروائی کا مانع و مزاحم تہا لیکن چند اتفاقیہ تنازعات و باہمی کشمکش کے وقوع سے محمد کو بہانہ مل گیا اور اوسنے قریشیوں پر شرائط عہدنامہ توڑنے کا الزام لگایا۔

قریشی لوگ اسوقت مسلمانون کی نہایت ہی جلد بڑہنے والی طاقت کو ہیبت اور خوف کی نگاہ سے دیکھ رہے تہے اور وہ اسوقت آرزومند تہے کہ چند غیر محتاط اشخاص کی ناہنجاریون کا جو عہدنامہ کے برخلاف عمل مین آئی تہین معاوضہ و کفارہ دیدین یا عذر و معذرت پیش کرین حتّےٰ کہ اونہون نے اپنے سردار ابوسفیان کو مجبور کیا کہ صلح و صفائی کا پیغام لیکر مدینہ کو چلا جاوے۔ اونکو یہہ امید تہی کہ ابوسفیان اپنی بیٹی ام حبیبہ کی وساطت سے محمد کے ساتھہ راہ و رابطہ پیدا کر لیگا۔ اس بد دماغ۔ مغرور اور متکبر سردار کے لئے یہہ ایک نہایت ہی ناگوار امر تہا کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس التجا و الحاح کی غرض سے جاوے جسکو وہ عمر بہر دہوکہ باز اور جہوٹا کہتا رہا اور جسکے ساتھہ وہ نہایت ہی شدید عداوت و سخت خصومت و عناد رکھتا تہا اسکی مغرور و سرکش طبیعت کے لئے اس سے بہی بڑہکر ذلت و خواری مقدر تہی۔ کیونکہ محمد نے اسکی رسالت سے یہہ نتیجہ نکال لیا تہا کہ اوسکا (ابوسفیان کا) فریق کمزور ہے۔ اور چونکہ محمد ہمیشہ وجہ لڑائی کا خواہشمند تہا اوسنے ابوسفیان کو اوسکی رسالت کا کچہہ جواب نہ دیا۔

ابوسفیان اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرکے ابوبکر عمر اور علی سے شفاعت کا ملتجی ہوا۔ ان تینون نے اوسکو خوب جہاڑا اور اپنے سامنے سے نکال دیا کیونکہ وہ محمد کے اصلی منشا و دلی ارادہ سے آگاہ تہے۔ پہر اوسنے فاطمہ کی سفارش حاصل کرنے کی کوشش کی جو محمد کی بیٹی اور علی کی بیوی تہی اور اوس سے بڑی خوشامد و چاپلوسی کے ساتھہ درخواست کی کہ مجہے اپنے بیٹے حسن کی حفاظت و حمایت مین آنے دو۔ حسن کی عمر اوسوقت صرف چہہ سال کی تہی۔ فاطمہ نے نخوت و کبر سے جواب دیا "میرا بیٹا ابہی بہت خورد سال ہے اور وہ حامی و محافظ ہونے کے قابل نہین ہے۔ اور خدا کے رسول کی مرضی کے برخلاف کوئی حمایت سودمند نہین ہو سکتی" وہ یہان تک ذلیل و خوار ہوا کہ اوسکی بیٹی ام حبیبہ بہی جو محمد کی منکوحہ تہی اور جسپر اوسکو بہت کچہہ بہروسا تہا اوس سے منحرف ہوگئی۔ جب وہ اوسکے مکان پر گیا اور ایک چٹائی پر جو وہان بچہی ہوئی تہی بیٹہنے لگا تو اوسنے جہٹ چٹائی لپیٹ لی

اور کہا کہ "یہہ رسول خدا کا بستر ہے اور اسقدر پاک صاف ہے کہ مشرک اور بت پرست کی نشستگاہ نہین ہوسکتا" اب ذلت و خواری کا پیمانہ لبالب ہو چکا تھا۔ اوسنے دل سے اپنی بیٹی پر لعنت کی اور پھر علی کی طرف رجوع لایا اور اپنی رسالت کی ایسی ذلت رسوائی مین اوسکی صلاح و مشورت کا خواستگار ہوا۔ علی نے کہا مین اس سے بہتر کوئی صلاح نہین دے سکتا کہ تو بحیثیت سردار قوم قریش یہہ اقرار کرے کہ صلح و صفائی کی شرائط برابر محفوظ رہینگی اور پھر اپنے وطن کو واپس جاوے۔ ابوسفیان نے کہا "کیا تیرے خیال مین میرا یہہ اقرار کچھہ سودمند ہوگا" علی نے روکھا پھیکا جواب دیکر کہا "میرے خیال مین ہرگز مفید نہین ہوگا لیکن مین اسکے سوا کچھہ نہین جانتا" اس صلاح و مشورہ کے بموجب ابوسفیان ایک مسجد مین گیا اور قریشیون کی جانب سے علی الاعلان اقرار کیا کہ اونکی طرف سے صلح کا عہد و پیمان برابر محفوظ و ملحوظ رہے گا۔ بعد ازان وہ مکہ کو واپس چلا گیا اور اپنی سفارت کے غیر مکمل نتائج کے بارہ مین نہایت شرمسار اور ذلیل ہو رہا تھا۔ قریشیون نے بھی اوسے خوب لعن طعن کی اور کہا کہ بدون رضامندی محمد کے اوسکا اقرار و اظہار صلح محض لاحاصل و نکما تھا۔

۳۰۔ محمد کا خفیہ طور سے مکہ پر چڑھائی کرنے کی طیاری کرنا۔ حاطب کا ایک ہاشمی کنیز کی ذریعہ قریشیونکو ان طیاریونکی خبر بھیجنا۔ کنیز کا پکڑے جانا۔ محمد کا ایک فوج کثیر کے ساتھہ نواح مکہ مین خیمہ زن ہونا۔ ابوسفیان کا گرفتار ہونا۔ قبول اطاعت کی شرائط۔ محمد کا مکہ مین داخل ہونا۔ خالد کی فوج کا جدال و قتال۔ باشندگان مکہ کا اسلام قبول کرنا۔ کعبہ کے اصنام

اور بتونکا انہدام چاہ زمزم کی تقدیس قریشی سردارون کے قصور کا معاف ہونا چند خاص اشخاص کی تنبیہ و توبیخ خالد کا بت عزیٰ کو توڑنا۔ قریب جاکے تہامہ پر خالد کا چڑہائی کرنا۔ وہان کے باشندون کو ضرب و تیغ کرنا۔ رسول کا خالد پر اُس تشدد کے لئے عتاب کرنا جو تہامیون پر کیا گیا تہا۔ رسول کی جانب سے علی کا جانا۔ اور ان کو مالی معاوضہ دیکر وسایل سے رضامند کرنا۔

محمد نے مکہ پر ناگہانی حملہ کرنے کے لئے ایک خفیہ مہم کی طیاری کی۔ اوسنے تمام اطراف و جوانب سے اپنے معاونون و مددگارون کو مدینہ مین بلایا لیکن یہہ کسیکو اطلاع نہین دی تہی کہ کونسی مہم مدنظر ہے۔ مکہ کے تمام رستے اس غرض سے بند کیے گئے تہے کہ محمد کی ان حرکات کی قریشیون کو خبر نہ مل سکے۔ باوجود اس تمام حزم و احتیاط کے قریب تہا کہ قریشیون کو اطلاع ہو جاے۔ مہاجرین مین سے ایک شخص حاطب بن بلتعہ تہا۔ اسکے عیال و اطفال مکہ مین ہی رہتے تہے۔ چونکہ وہان اوسکا کوئی ایسا دوست یا رشتہ دار نہین تہا جو اوسکی غیر حاضری مین اوسکے بال بچہ کی حفاظت کرتا۔ اوسنے قریشیون کو خوش کرنے کے لئے اونکو محمد کی حرکات سے مطلع کرنے کی تجویز کی۔ پس اوسنے ایک خط لکھا اور اوسمین اس مجوزہ مہم کا پورا پورا حال ظاہر کیا۔ اور یہہ خط ایک گانے والی عورت کو جسکا نام سارہ تہا اور قبیلہ ہاشم سے تہی دیا۔ اوسنے اس خط کو مکہ مین پہونچانے کا عزم کیا۔ ابہی یہہ

رستہ ہی مین تہی کہ محمد کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی علی اور[لہ] پانچ اور شخص اس عورت کے تعاقب مین روانہ کیے گئے انہون نے فی الفور اسکو گرفتار کر لیا اور اوسکی تلاشی لی مگر محض بے سود خط کا کچھہ پتہ نہ ملا۔ اکثر کی راے یہہ قرار پائی کہ تلاشی چہوڑ کر واپس چلے جاوین لیکن علی کو یقین تہا کہ رسول خدا نے جہوٹ خبر نہین دی اور نہ اوسکو جہوٹی خبر مل سکتی ہے۔ اسنے اپنی تلوار نکالی اور قسم کہائی کہ اگر خط پیش نہ کیا جائیگا تو مین قاصدہ کا سر کاٹ ڈالونگا۔ یہہ دہمکی کارگر ہوئی۔ عورت نے اپنی جوڑے مین سے خط نکال کر دیدیا۔ حاطب سے جب اس غداری کی بابت استفسار کیا گیا تو اوسنے فی الفور جرم سے اقبال کیا۔ لیکن یہہ عذر پیش کیا کہ مین نے یہہ کام از راہ ارتداد نہین کی بلکہ اس غرض سے کی ہے کہ میرے عیال و اطفال تباہی سے محفوظ رہین اور ساتہہ ہی اسلیے مجہے یقین تہا کہ اس امر سے مسلمانون کا کچہہ نقصان نہین ہوگا کیونکہ اونکی فتح یقینی ہے۔ علاوہ اسکے اس خط کا مضمون کسی طرح رسول خدا کی تجاویز و منشا کے برخلاف سود مند نہین۔ عمر نے یہہ عذرات ہرگز قبول نہ کیے اور قریب تہا کہ اوسے قتل کر ڈالے لیکن محمد نے کہا کہ اے عمر تم نہین جانتے کہ حاطب اہل بدر مین سے ہے اور اہل بدر کی رعایت بہت ہی بیس محمد نے اوسکے عذرات قبول کیے اور اوسکو معاف کر دیا۔ (جو لوگ جنگ بدر مین شامل ہوئے تہے اونکے حق مین ایسلیے فرمایا ہے اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی جو تمہارا جی مین آوے کرو مین نے تمہین بخش دیا۔ بخاری باب فضل من شہد بدرا مین بھی انکے فضایل بہت ہین ۱۲ مترجم)

محمد دس ہزار آدمی کی فوج لیکر اس اہم مہم پر روانہ ہوا۔ عمر جو فوج کے کوچ و مقام کا مہتمم تہا اس فوج کو پہاڑون کی کہوہون و خفیہ رستون سے لے گیا۔ اوسکا حکم تہا کہ کوئی طبل و بوق و قرنا نہ بجایا جاے اور نہ کسی اور قسم کا کوئی نشان لہرایا جاے جس سے اس فوج کی حرکات کا پتہ لگ سکے۔ رستہ مین محمد کو اوسکا چچا عباس آ ملا جو عیال و اطفال سمیت

[لہ] بعض اسلامی تاریخون مین انکی تعداد تین ہے یعنی علی زبیر مقداد اور یہہ روضہ خاخ تک گئے تہے۔ مترجم

محمد کے دینی جھنڈے کے نیچے داخل ہونے کے لئے مکہ سے ہجرت کر آیا تھا۔ محمد نے اوسپر نہایت نوازش و شفقت کی لیکن اوسکی تاخیر و تعلل کا ذکر بھی ضرور کیا اور کہا جیسا کہ میں خاتم النبیین ہوں تو خاتم المہاجرین ہے۔ عباس نے اپنا عیال تو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا اور خود مہم کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوا۔ یہہ فوج مقدس شہر کے قریب وادی مرالظہران میں پہونچ گئی اور کسی کو خبر تک بھی نہیں ہوئی۔ شام کا وقت تھا کہ فوج کے آدمیوں نے چپ چاپ خیمے نصب کئے۔ اوسوقت عمر نے پہلی دفعہ اونکو حسب دستور عرب اپنے اپنے خیمہ کے سامنے آگ روشن کرنے اور چوکی پہرہ دینے کا حکم دیا۔

عباس اگرچہ صدق دلی و ایقان قلبی سے محمد سے آن ملا تھا تاہم وہ اس امر کے ملاحظہ سے نہایت متردد و متفکر تھا کہ اوسکا بھتیجا اسقدر کثیر التعداد اور زبردست فوج لیکر مخالفانہ ارادہ سے مکہ کی جانب بڑھے۔ اوسکو خوف تھا کہ اگر قریشیوں کو یہہ ترغیب نہ دیجائے کہ وہ پہلے ہی سے اطاعت قبول کر لیں تو اونکی تمام قوم نیست و نابود ہو جاویگی۔ نصف شب کے وقت وہ محمد کے قاطر موسوم بہ فضہ پر سوار ہو کر غنیم کے حالات دریافت کرنے کے لئے نکلا۔ لشکرگاہ کے اردگرد پھرتے پھرتے اوسنے آدمیوں کے پاؤں کی آہٹ اور کچھ آواز بھی سنی۔ یہہ آواز جاسوسوں کے گروہ کی تھی جو گشت کر کے شہر کے قرب و جوار سے دو آدمیوں کو پکڑ لائے تھے۔ عباس انکے نزدیک گیا اور کیا دیکھتا ہے کہ ان دونوں قیدیوں میں سے ایک خود ابوسفیان ہے اور دوسرا اوسکا کپتان۔ [۵۱]

جب ان دونوں کو عمر کے فرودگاہ میں لائے تو اوسنے روشنی کے ذریعہ ابوسفیان کو پہچانا اور چلا اوٹھا کہ "الحمد للہ کہ ایک ایسا قیدی بدون کسی شرط و اقرار کے میرے قبضہ میں ہے۔" عمر ضرب شمشیر سے فی الفور اپنے کلمات کو مطلب خیز کر دیتا اور ابوسفیان کو ہلاک کر ڈالتا۔ مگر عباس نے آگے بڑھکر ابوسفیان کو اپنی حمایت میں لے لیا اور کہا کہ

---

[۵۱] بعض اسلامی تاریخوں میں قیدیوں کی تعداد تین ہے ابوسفیان حکیم بن حزام بدیل بن ورقا۔ مترجم

جبتک رسول خدا کا منشا نہ معلوم ہو کچہہ نہ کرنا چاہیئے۔ عمر رسول کا منشا دریافت کرنے یا یون کہو کہ ابو سفیان کی جان مانگنے کے لئے فی الفور دوڑا گیا۔ لیکن عباس اپنے قاطر پر سوار ہو کر عمر سے آگے نکل گیا اور رسول کے خیمہ مین پہلے جا پہونچا۔ عمر بہی پیچہے پیچہے جا پہونچا اور ابو سفیان کی جان لینیکا تقاضا کیا۔

محمد نے اوس سخت بے رحم دشمن کو اپنے قابو مین دیکہا جسنے اوسکو اپنے وطن سے نکالا تہا اور اوسکے عیال و اطفال اور دوستون کو عذاب و مصیبت مین ڈالا تہا۔ لیکن محمد نے یہہ بہی دیکہا کہ وہ اوسکی بیوی ام حبیبہ کا باپ ہے اسلئے رحم و نرمی کی طرف مایل ہوا اوسنے اس امر کا تصفیہ صبح پر چہوڑا اور ابو سفیان کو عباس کے حوالے کیا۔

صبح کے وقت جب ابو سفیان کو محمد کے روبرو لائے تو اوسنے کہا "ای ابو سفیان کیا آخر کار یہہ بات جاننے کا وقت نہین آیا کہ یہان کوئی خدا نہین مگر اللہ (لا الہ الا اللہ) ابو سفیان نے جواب دیا کہ "یہہ مجہے پہلے ہی معلوم تہا" اچہا۔ محمد نے کہا "کیا ابہی تیرے لئے وہ وقت نہین آیا کہ تو مجہے رسول خدا مانے" ابو سفیان نے مشرقی ممالک کے خوشامد آمیز کلمات مستعمل کرکے جواب دیا کہ "تو مجہے میرے باپ سے زیادہ تر عزیز ہے لیکن ہنوز مین تمہین رسول تسلیم کرنے کے لئے طیار نہین ہون"۔

عمر چلا اٹہا۔ لعنت ہو تجہپر۔ فی الفور اس صداقت کو قبول کر۔ ورنہ ایک لمحہ مین تیرا سر تیری گود مین رکہا جاویگا۔

اس دہمکی اور خفگی کے ساتہہ عباس نے جو ابو سفیان کا اس مصیبت مین سچا دوست تہا نصیحت اور منت سماجت بہی کی۔ محمد کے غیر مترصدہ رحم و نرمی سے ابو سفیان کا کینہ کسیقدر فرو ہو چکا تہا۔ پس ضرورت کے لحاظ سے اوسنے اوسکی آسمانی رسالت کا اعتراف کیا اور مسلمانون کے اصول عقاید سے کما حقہ واقفیت بہم پہونچائی۔ "اصرار اور ہٹ کرنے والے منکرون کے قایل کرنے کے لئے تلوار سے بڑھکر کوئی قوی دلیل نہین ہے"

چونکہ ابو سفیان دین اسلام قبول کر چکا تھا۔ اوسنے مکیون کے لئے محمد سے عمدہ مفید مطلب شرایط حاصل کین مگر یہہ شرطین صرف اوس حالت مین قابل لحاظ و رعایت تھین کہ مکی لوگ اطاعت و متابعت مین پیشقدمی کرین۔ ان شرائط مین سے بعض یہہ تھین کہ جو لوگ چپ چاپ اپنے گھر مین بیٹھے رہینگے۔ یا ابو سفیان یا حکیم کے مکان مین یا ابو رویحہ کے جھنڈے کے نیچے پناہ لینگے اونکو امان ملے گی۔ اس خوف سے کہ ابو سفیان مکہ مین جا کر کہین مرتد نہ ہو جاوے لشکر اسلام کی شان و شوکت اوسکو دکھلانی ضروری سمجھی گئی اسلیئے عباس نے اوسکو ایک ایسی جگہ پر لیجا کر کھڑا کیا جہان سے تمام فوج صف آرا ہو کر گزرنے والی تھی۔ جیسا کہ مختلف اقوام کی فوج کے دستے مختلف اقسام کے اسلحہ اور نشانات سے آراستہ گزرتے تھے عباس ہر ایک کا نام و ملک تبلاتا جاتا تھا۔ ابو سفیان فوج مذکور کی تعداد۔ تہذیب ترتیب اور اسلحہ و یراق کو دیکھکر نہایت متعجب و حیران تھا۔ کیونکہ فی الواقع مسلمان آداب و فنون ضرب و حرب مین بہت ہی جلد ترقی کر گئے تھے۔ جب محمد محافظ فوج کے ایک منتخب دستہ مین گزرا تو سپاہیون کو ہر ایک پہلو سے چمکیلی فولادی زرہون و اسلحہ سے مسلح دیکھکر اور بھی زیادہ حیران و متعجب ہوا اور بے اختیار عباس کی طرف مخاطب ہو کر چلا اوٹھا "بیشک انکا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ فی الحقیقۃ تیرا بھتیجا بڑا طاقتور اور صاحب اقتدار بادشاہ ہے"

عباس نے جواب دیا "بیشک درست ہے۔ تم اپنے لوگون کے پاس جاؤ اور اونکی سلامتی و امن کا بندوبست کرو اور اونہین ہدایت کرو کہ وہ رسول خدا کا ہرگز مقابلہ نہ کرین۔"

ابو سفیان بہت جلد مکہ کو واپس گیا اور مکیون کو جمع کر کے اونکو بڑی بھاری و زبردست فوج کے آنے کی خبر دی اور اونکو مطلع کیا کہ اگر تم اطاعت قبول کر لوگے تو تمہین عمدہ شرائط مل جاوینگی اور ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی کہا کہ اب مزاحمت و مخالفت لاحاصل ہے۔ چونکہ ابو سفیان محمد اور اوسکے عقاید کی مخالفون کا سردار تھا سب نے اوسکی

ہدایت قبول کی۔ اور موقع ہی ایسا ہی تھا۔ انکے لئے سوائے اسکے کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ اسلئے مکہ کے اکثر آدمیوں نے ارادہ کیا کہ محمد کے بدون مزاحمت مکہ میں داخل ہونے کی جلوس کا نظارہ دیکھیں۔

محمد کو یہہ معلوم نہ تھا کہ مکہ کے باشندے کس قسم کی مزاحمت سے پیش آوینگے اسلئے اوسنے شہر کے نزدیک پہونچکر اپنی فوج کی نہایت حزم و احتیاط کے ساتھہ تقسیم و حصہ بندی کی جب فوج کا قلب بآہستہ آگے بڑھ رہا تھا تو اوسکے دونوں جانب پہاڑیوں پر بڑے مضبوط و قوی دستے فوج کے متعین کئے گئے تھے۔ علی کو جو ایک بڑے رسالہ کا افسر تھا مقدس جھنڈا تفویض کیا گیا تھا اور اوسکو حکم تھا کہ وہ اس جھنڈے کو کوہ حجون کی چوٹی پر جا گاڑے اور جبتک کہ رسول خدا وہاں نہ پہونچ جاویں اوسکی حفاظت میں سرگرم رہے۔ تمام سپہ سالاروں اور جنرلوں کو صریح احکام دئے گئے تھے کہ چشم پوشی اور اغماض مد نظر رکھیں اور کسی حالت میں خود جدال و قتال شروع نہ کریں۔ کیونکہ یہہ محمد کی عین مراد اور دلی خواہش تھی کہ مکہ بدون کسی تشدد و سخت گیری کے ملاطفت و نرمی کے ساتھہ مفتوح ہو جاوے۔ بیشک یہہ حکم ضرور دیا گیا تھا کہ جو لوگ مسلح ہو کر جنگ کے واسطے نکلیں اونکے قتل میں دریغ نہ کریں۔ لیکن جو چپ چاپ اطاعت قبول کرلیں اون سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں محمد نے اپنے سپہ سالاروں میں سے عین جوش بہادری و گرمی ہنگامہ میں یہہ کہتے سنا کہ "جنگ کے دن کوئی جگہ مقدس و محترم نہیں ہے" اوسنے فی الفور اوس سپہ سالار کو معزول کرکے اوسکی جگہ ایک حلیم الطبع و بردبار جنرل مقرر کیا۔

فوج کا قلب بدون کسی تعرض و مزاحمت کے آگے بڑھ گیا۔ محمد جو قرمزی پیراہن پہنے ہوئے تھا اور اپنے مرغوب الطبع اونٹ قصویٰ پر سوار تھا فوج کے عقب میں تھا۔ اوسکی رفتار نہایت بطی و آہستہ تھی۔ کیونکہ کثرت ہجوم و جم غفیر کے باعث جو اوسکے ارد گرد تھا اوسکی حرکات میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی۔ جب وہ کوہ حجون پر پہونچا جہاں علی نے اسلام کا جھنڈا

گاڑ رکھا تہا۔ اوسکے لیے ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ یہان وہ اونٹ سے نیچے اوترا اور سرخ پوشاک اوتار کر سیاہ عمامہ اور حاجیون کا لباس پہنا۔ جب اوسنے میدان کی طرف دہیان کیا تو تلوارون اور نیزون کی چمک دمک دیکھی جس سے اوسکو نہایت ہی قلق و رنج ہوا۔ اسوقت خالد جو فوج کے بائین دستہ کا حکمران و سپہ سالار تہا بڑی سرگرمی سے کشت و خون مین مصروف تہا۔ اسکی فوج مین زیادہ تر وہ سپاہی تہے جو قبایل عرب مین سے مسلمان ہو چکے تہے۔ قریشیون[لہ] کی ایک جماعت نے تیرون کی بوچہاڑ سے اونکو زخمی کرکے اشتعال طبع پیدا کر دیا اسپر اس آتش مزاج محارب نے تیر و تفنگ سے اونپر حملہ کیا۔ اوسکے سپاہی بہی اوسکے پیچہے دہس گئے اونہون نے دشمن کو مارتے مارتے مسجد حرام کے دروازہ کے قریب تک پہونچا دیا۔ صرف محمد کے تیز اور سریع احکام نے شہر مکہ کو قتل عام سے بچا لیا۔ جب خونریزی بند ہوگئی اور تہوڑی سی مزاحمت اس سے زیادہ وقوع مین نہ آئی تو رسول پہاڑی سے نیچے اوترکر شہر کے دروازہ کے نزدیک گیا۔ اوسوقت محمد اونٹ پر سوار تہا۔ ابوبکر اوسکے دائین ہاتہ ٹہلتا تہا۔ اور اسامہ بن زید اوسکے پیچہے تہا۔ آفتاب طلوع ہوا ہی تہا کہ محمد اپنی ولادت کے شہر مین ایک فاتح و مظفر کی شان و تجمل لیکن ایک ادنی لباس مین اور نہایت انکسار کے ساتہ داخل ہوا۔ وہ آیات قرآنی کی تلاوت کرتا ہوا شہر کے اندر گیا۔ یہہ آیات حسب بیان محمد خواب مین نازل ہوئی تہین اور اسی واقعہ یعنی فتح مکہ کی بابت پیشین گوئی تہین۔ وہ ایک ایسے شخص کی حیثیت مین داخل ہوا تہا جو مذہبی جوش کی مسرت و خوشی مین بہرا ہوا ہو۔ نہ کہ ایک محارب و جنگجو کی طرح۔ اور یہہ کہتا تہا "آسمان[عہ] و زمین کے گروہ خدا کے متعلق ہین خدا قدیر و بصیر ہے۔ خدا نے اپنے رسول سے وہ وعدہ سچا کیا جسمین اوسنے کہا تہا "تم پورے امن اور سلامتی سے مکہ کے مقدس معبد مین داخل ہوگے"۔

(نوٹ مترجم۔ سورہ انا فتحنا مین ہے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ط

[لہ] عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ نے پہلے چہیڑ کی تہی ۲۸ کافر اور دو مسلمان مارے گئی ۱۲ مترجم

[عہ] لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا سورہ الفتح ۲ مترجم

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ٥ البتہ سچ دکھلایا اللہ نے
اپنے رسول کو خواب ساتھ سچ کے کہ داخل ہو گے تم مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا امن سے)

محمد اونٹ پر چڑھا ہوا سے براہ راست کعبہ کی طرف گیا۔ یہہ اوسکی پرستش کا مقام تھا اور انبیاء سابقین کے زمانہ سے مقدس معبد چلا آتا تھا اور اوسکے خیال میں اصلی اور پہلا بیت العبادۃ یہی تھا۔ یہاں اوسنے مقدس حرم کے گرد سات دفعہ طواف کیا۔ یہہ رسم زمانہ قدیم سے جبکہ مذہب بالکل صاف اور اصلی حالت میں تھا نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ ادا ہوتی چلی آئی ہے۔ طواف میں ہر ایک دفعہ سنگ اسود کا دلی ارادت و انکسار سے اپنے عصا کے ساتھ استلام کیا کیونکہ یہہ حجر اسود اوسکے خیال میں ایک مقدس و متبرک یادگار تھا۔ محمد کعبہ کے اندر بھی جاتا مگر عثمان بن طلحہ نے جو کعبہ کا کلید بردار تھا دروازہ بند کر لیا۔ علی نے تشدد کے ساتھ اوسکے ہاتھ سے کنجیاں چھین لیں لیکن محمد نے کنجیاں اوس معزز منصبدار کو واپس دلا دیں[1]۔ عثمان نے محمد کی اس مہربانی اور ملاطفت پر فریفتہ ہو کر صرف کعبہ کا دروازہ ہی نہ کھولا بلکہ بعد ازاں دین اسلام بھی قبول کر لیا اسوجہ سے وہ اپنے عہدہ پر بحال و مامور رہا۔

محمد اب اپنی مذہبی آرزو کے اصل منشا اور اہم مقصود کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوا وہ منشا و مقصود کیا تھا؟ اوس مقدس معبد کو اصنام و دیگر علامات بت پرستی سے پاک و صاف کرنا۔ تمام اصنام و بت جو کعبہ کے اندر اور اوسکے ارد گرد تھے اور جنکی تعداد تین سو ساٹھ تھی گرا کر منہدم کر دیے گئے۔ ان سب میں بڑا مشہور بت ہبل نامے تھا جو مقام بلقہ واقع شام سے لایا گیا تھا اور اوسکو بارش کا موکل سمجھتے تھے۔ بیشک ایسے تفسیدہ و گرم ملک میں بارش کے دیوتا کی بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ پرستش کیجاتی ہوگی۔

---

[1] اور کہا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا اللہ حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والوں کو دیدو۔ عثمان کے کوئی اولاد نہ تھی وہ مرتے وقت اپنے بھائی شیبہ کو کنجیاں دیدیں جو آج تک

وہان ابراہیم اور اسمٰعیل کے بھی بت تھے - جنکے ہاتھہ مین تیر قمار یعنی پیشین گوئی کرنے والے تیر تھے - محمد نے کہا "یہہ انکی یادگار پر صریح ظلم و جور ہے کیونکہ یہہ تیر شیطانی فعل کی علامت ہین جو انھون نے (یعنی ابراہیم و اسمعیل نے) کبھی نہین کیا تھا" اسلیئے انکی یادگار کی تعظیم و تکریم مین ان بتون کو توڑا گیا تھا - وہان کچھہ تصویرین بھی تھین جنمین آسمانی فرشتون کو نہایت ہی خوب صورت و شکیل عورات کی شکل مین ظاہر کیا گیا تھا محمد نے نہایت ہی طیش مین آکر کہا "فرشتون کی یہہ صورت نہین ہے - ہان بہشت مین مومنون کے لیئے حورین ہین - لیکن فرشتے تو قادر علی الاطلاق کے احکام کی نظم و نسق کرنے والی روحین ہین اور یہان تک لطیف و نورانی ہین کہ اونمین جنس کی تمیز ہی نہین ہو سکتی" - یہہ تمام تصویرین مٹا دی گئین - وہان ایک فاختہ تھی جو لکڑی کی نہایت عمدہ تراش کر بنائی گئی تھی - محمد نے اوسکو اپنے ہاتھہ سے توڑ کر زمین پر پھینک دیا کیونکہ یہہ بھی بت پرستی کی علامات مین سے تھی - محمد اس کام سے فرصت پاکر کعبے سے نکلا اور چاہ زمزم کی طرف گیا - یہہ کنواں اوسکے نزدیک نہایت مقدس و متبرک تھا کیونکہ اوسکو یقین تھا کہ یہہ وہی کنواں ہے جو ہاجرہ اور اسمعیل پر نہایت مصیبت اور مشکل کے وقت منکشف ہوا تھا - اسلیئے محمد نے اوسکی رسم ریت کو بھی جو ہمیشہ سے چلی آتی تھی مقدس و پاک سمجھکر اپنے مذہب مین بدستور قایم و بحال رکھا - جبکہ وہ اس کنوئین کے نزدیک پہونچا تو اوسکے چچا عباس نے اوسے پانی کا ایک پیالہ دیا تاکہ وہ پانی پیوے اور وضو کرے - اس دینی کام کی یادگار مین اوسنے اپنے چچا کو چاہ زمزم کا متولی و محافظ مقرر کر دیا - یہہ عہدہ نہایت متبرک و موقر تھا اور آجتک عباس کی اولاد کے ہاتھہ مین چلا آتا ہے - دوپہر کے وقت محمد کے حکم سے اوسکے ایک صحابی نے کعبہ کی چھت پر چڑھکر نماز کے لیئے بلایا یعنی نماز کی اذان دی ۱۲ مترجم اسی دن سے یہہ رسم تمام اسلامی ممالک مین جاری و ساری ہے کہ ہر روز مینارے سے جسکو ماذنہ کہتے ہین اور جو ہر ایک مسجد مین ہوتا ہے مسلمانون کو پنجگانہ نماز کے لیئے بلایا جاتا ہے - محمد نے قبلہ بھی معین کیا جسکی طرف

کل دنیا کے مسلمان نماز کے وقت منہ کر لیا کرتے ہین۔ اسکے بعد محمد نے لوگون کے سامنے خطبہ پڑہا جسمین اوسنے اپنے خاص خاص عقاید و اصول کی تشریح کی۔ اور دینی فتح و نصرت کو آسمانی وحی کا ایفا قرار دیا۔ اسپر لوگون نے باواز بلند نعرہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مارا۔

جب مذہبی سوم ختم ہوگئین محمد کوہ صفا پر جاکر ٹہیرا اور مکہ کے لوگ زن و مرد جوق جوق اوسکے سامنے سے گزرتے گئے اور اوسکی بحیثیت رسول خدا بیعت کرتے گئے اور بت پرستی سے تائب ہوتے گئے۔ یہہ بیعت بنزول وحی آسمانی کے مطابق لی گئی تہی۔ اور وہ یہہ ہے "خدا[1] نے اپنے رسول کو ہدایت اور صادق مذہب کے ساتھہ بہیجا ہے تاکہ وہ اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دے۔" "بیشک[2] وہ لوگ جو اوسکی بیعت و متابعت کرتے ہین وہ خدا کی متابعت کرتے ہین۔ خدا کا ہاتہہ اونکے ہاتہہ پر ہے۔"

اس فتح و نصرت کے وقت محمد نے بالکل تکبر و غرور ظاہر نہین کیا۔ بلکہ اگر کوئی شخص اوسکے سامنے خوشامد و چاپلوسی کرتا تو یہہ اوسکو ٹال دیتا تہا۔ اور نہ کسی قسم کا شاہانہ رعب و داب اوسنے اختیار کیا۔ ایک شخص ڈرتا اور کانپتا ہوا اوسکے پاس آیا۔ محمد نے اوس سے مخاطب ہو کر کہا "تو[3] کیون کانپتا ہے۔ کس سے ڈرتا ہے۔ مین کوئی بادشاہ نہین ہون ایک قریشی عورت کا بیٹا ہون جو دہوپ کا سکہایا ہوا گوشت کہایا کرتی تہی"

محمد کی ملاطفت و نرمی ہر ویسی ہی نمایان و ظاہر تہی۔ وہ قریشی سردار جو کبھی مغرور و متکبر تہے اور جنہون نے اوسکو عذاب و تکلیف دیکر وطن سے نکال دیا تہا۔ اب نہایت ہی

---

[1] هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ سورۃ الفتح ۱۲ مترجم

[2] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ سورۃ الفتح ۱۲ مترجم

[3] هَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِکٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ امْرَاَۃٍ تَاْکُلُ الْقَدِیْدَ الحدیث ۱۲ مترجم

خفت و ذلت کے ساتھہ اوسکے سامنے آئے تھے۔ یہان تک کہ اون سب کی جانین محمد کے قبضہ و اختیار مین تہین۔ محمد نے ذرا ترشرو ہوکر اون سے پوچھا "تم مجھسے کیسے سلوک کی امید کرسکتے ہو" اونھون نے جواب دیا "رحم اے ہمارے فیاض بھائی رحم ای کریم ابن کریم"۔ محمد نے ترحم آمیز تنفر سے جواب دیا "ایسا ہی ہوگا جاؤ۔ دور ہو۔ تم آزاد ہو"۔

اوسکے اصحابہ مین سے چند آدمی جنھون نے قریشیون کے ہاتھہ سے سخت تکلیف و مصیبت اوٹھائی تھی اور انتقام کے پیاسے تھے مایوس ہوکر محمد کی اس حلم و رحم کے شاکی ہوئے مگر محمد پورے استقلال سے اپنے رحم و کرم پر ثابت قدم رہا۔ اور حریم کعبہ کو بیت الحرام (وہ مقام جہان خونریزی ممنوع ہے) قرار دیا جو یوم القیامۃ تک ایسا ہی محترم رہیگا۔ تاہم اسموقع پر اور خاص اسی دن کے لیے اوسنے صرف انہی واسطے چند اشخاص کو تنبیہ و سزا دینے کا استحقاق ملحوظ رکھا۔ یہہ وہ لوگ تھے جنھون نے رسول کو سخت اذیت پہونچائی تھی اور علے الاعلان قابل سزا قرار دئے گئے تھے۔ لیکن آخرکار انمین سے بہت سے آدمیون کو معاف و بری کردیا۔

قریشی عورتون مین جو محمد سے بیعت حاصل کرنے کے لئے پیش ہوئین اوسنے ہندہ زوجہ ابوسفیان کو دیکھا۔ یہہ ہی وحشی عورت تھی جسنے جنگ احد مین کفار کو لڑائی کا اشتعال دیا تھا اور اپنے باپ کے قتل کے انتقام مین حمزہ کا کلیجہ چبا لئی تھی۔ اسموقع پر بھیس بدلے ہوئے تھی تاکہ اوسکو کوئی پہچان نہ سکے۔ لیکن جب اوسنے دیکھا کہ رسول کی نگاہ اوسی کی طرف جمی ہوئی ہے تو وہ اوسکے پاؤن پر گر پڑی اور پکار کر کہا "مین ہندہ ہون مجھے بخش بخش"۔ محمد نے اوسکی جان بخشی کی اسکا اجر ہندہ نے یہہ دیا کہ محمد کے اصول و عقاید پر نہایت حقارت و نفرت سے لعن طعن کرتی رہی۔

اون اشخاص مین جو قابل سزا ٹھیرائے گئے تھے ایک شخص وحشی اکثر مورخین اسلام

نے اسکا نام وحشی لکہا ہے ۱۲ مترجم) تہا۔ یہہ وہی حبشی غلام تہا جسنے جنگ احد مین حمزہ کو قتل کرکے سرخط آزادی حاصل کیا تہا۔ اب جب محمد کی فوج مکہ مین داخل ہوئی تو یہہ بہاگ گیا۔ کچہہ عرصہ کے بعد وہ رسول کے روبرو پیش ہوا اور پیشتر اسکے کہ اوسے کوئی کچہہ کہے اوسنے مذہب اسلام قبول کرلیا۔ محمد نے اوسکا قصور معاف کیا اور اوس سے حمزہ کے مرنے کی کیفیت دریافت کی۔ اسکے بعد یہہ کہکر اوسکو رخصت کیا کہ "من بعد کبہی میرے روبرو نہ آنا۔ یہہ شخص عمر کی خلافت تک زندہ رہا اور اس خلافت کے عہد مین اوسنے کئی دفعہ شراب نوشی اور بدمستی کے جرم مین بید یعنی درہ کی سزا پائی۔

قابل تعزیر آدمیون مین سے ایک شخص عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بہی تہا۔ یہہ شخص قبیلہ قریش مین سے تہا اور نوخیز جوان تہا۔ اور جسطرح جنگی استعداد اور دوسری خوبیون مین مشہور و ممتاز تہا اسی طرح ظرافت اور لطیفہ گوئی مین بہی بےنظیر تہا۔ چونکہ وہ لکہنے مین نہایت ہی مستعد و چابک دست تہا محمد نے اوسکو آیات قرآنی و نزول وحی کا کاتب مقرر کر رکہا تہا۔ اس کتابت مین اوسنے کئی بار اصل عبارت کو بدل دیا۔ بلکہ یہہ بہی دریافت ہوا تہا کہ اوسنے آیات قرآنی کو کہین غفلت سے یا برے ارادہ سے محرف کرکے وہمی اور نکما کر دیا تہا وہ اپنے دوستون اور رفیقون کے درمیان ان ترمیمات و تحریفات کے متعلق ہنسی اور مزاح کیا کرتا تہا۔ اور کہا کرتا تہا کہ اگر قرآن نے محمد کو رسول اللہ ثابت کیا ہے تو مین بہی نصف پیغمبر تو ضرور ہون۔ جب اوسکی ترمیمات و تحریفات کی خبر مشہور ہو گئی تو وہ رسول کے غضب سے خائف ہو کر بہاگ گیا۔ بعد ازان مکہ مین آکر پہر بت پرستون مین شامل ہو گیا۔ جب محمد نے مکہ کو فتح کرلیا تو اوسکو اوسکے دودہ شریکے بہائی نے اپنے گہر مین چہپا رکہا۔ جب شور و شغب فرو ہو گیا تو اوسکا وہی دودہ شریکا بہائی اوسکو رسول کے حضور مین لے گیا اور اوسکی معافی کا ملتجی و خواستگار ہوا۔

محمد کے رحم اور عفو کی آزمایش کا یہہ ایک بڑا بہاری موقع تہا۔ مجرم نے اوسکے ساتہہ

سخت غداری کی تھی۔ اوسکو طعن تشنیع کا ہدف بنایا تھا۔ اوسکی رسالت کے اہم مقصد پر اعتراض کئے تھے۔ اوسکے دین کی اصل و بیخ پر چوٹ کی تھی۔ تھوڑی دیر کیلئے رسول بالکل ساکت و خاموش رہا۔ اس امید پر جیسا کہ بن بعد اوسنے صاف کہہ بھی دیا تھا کہ اصحاب مین سے کوئی پرجوش آدمی اوسکا سر کاٹ لیگا۔ مگر کسی نے حرکت تک بھی نہ کی۔ پس محمد نے عثمان بن عفان کی منت سماجت سے تنگ آکر اوسکو معاف کر دیا۔ عبد اللہ نے اوسیوقت دوبارہ مذہب اسلام قبول کیا اور نہایت سچا مسلمان بنا رہا۔ محاربات خلفاء مین اسکا نام برابر پایا جاتا ہے۔ وہ اپنی قوم کے درمیان نہایت ہی چالاک و چابکدست اسپ سوارون مین سے تھا اور مرتے دم تک وہ اپنی شہسواری کے شوق کو نمایان طور پر پورا کرتا رہا کیونکہ مرنے کے وقت بھی وہ قرآن کی سوئین سورۃ کی جسکا نام "جنگی گھوڑے" (سورۃ اَلْعٰدِیٰتِ فَنَبْحًا ۱۲ مترجم) ہے تلاوت کر رہا تھا۔ شاید یہہ وہ سورہ تھی جسمین اوسنے کچھہ مداخلت کی تھی۔

قابل تعزیر اشخاص مین سے ایک عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا۔ اسنے کئی دفعہ رسول کے ساتھہ سخت عناد و مخالفت جو اوسکو اپنے باپ سے ورثہ مین حاصل ہوئی تھی ظاہر کی تھی جب محمد مکہ مین داخل ہوا تو وہ ایک تیزرو گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل کے دروازہ سے باہر نکل گیا اور اپنی خوبصورت بیوی آم حکمہ (اسلامی تاریخون مین اسکا نام آم جمیل لکھا ہے ۱۲ مترجم) کو جسکے ساتھہ اوسنے حال ہی مین شادی کی تھی مکہ مین چھوڑ گیا۔ اسکی بیوی نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ چند روز کے بعد اوسے خبر ملی کہ اوسکا خاوند جب سمندر کی راہ سے یمن کی طرف جا رہا تھا بندرگاہ کو مجبوراً واپس لایا گیا ہے۔ وہ فی الفور رسول کے پاس گئی اور اپنے منہ سے برقع اوتار کر گھٹنون کے بل اوسکے سامنے زمین پر جا گرے اور اپنے خاوند کے لئے عفو کی خواستگار ہوئی۔ رسول نے جو شاید اوسکی آہ و زاری کی نسبت اوسکی خوبصورتی و وجاہت اوسکے دل پر زیادہ تر اثر کر گئی تھی اوسکو نرمی و ملائمیت کے ساتھہ

زمین پر سے اوٹھایا اور کہا کہ تیری درخواست منظور و مقبول ہوئی۔ وہ فی الفور بندرگاہ کی طرف گئی اور ٹھیک اوسوقت وہان پہونچی جبکہ وہ جہاز جسمین اوسکا خاوند سوار تہا روانہ ہونے کو تہا۔ ام حکیمہ اپنے خاوند کو واپس لائی اور اوسکو صادق مسلمان بناکر رسول کے روبرو پیش کیا۔ اس موقع پر وہ عورت یہانتک اپنی برقع کے پردہ مین چہپی ہوئی تہی کہ صرف اوسکی سیاہ آنکہین نظر آتی تہین۔ محمد نے عکرمہ کے اعتراف و اظہار قبول اسلام کو منظور کیا اور اوسکو قبیلہ ہوازن کی فوج کے ایک دستہ کا سپہ سالار مقرر کیا اور زوجین کو بہت سا انعام و اکرام دیا۔ محمد کے دوسرے دشمنون کی طرح جو مذہب اسلام مین داخل ہو گئے تہے عکرمہ نے بہی غزوات و مشاہدات مین نمایان خدمات کین اور اپنے تئین مختلف مواقع پر جرات و جانفشانی سے ممتاز کرکے ایک لڑائی مین تلوار و نیزون کے نرغہ مین گرکر مقتول ہوا۔[1]

جب محمد نے مکہ پر قبض و تصرف کرلیا تو اوسکی تمام کارروائی سے یہہ بات نمایان و ظاہر تہی کہ یہہ ایک مذہبی فتح و نصرت تہی نہ کہ جنگی ظفر و کامیابی۔ جب اوسنے اپنے وطن مالوف پر قبضہ کرلیا تو اوسکا دل بہت نرم ہوگیا۔ کامیابی نے اوسکے جوش و غضب کو فرو کردیا اور اوسکی طبیعت کو عفو و حلم کی طرف پورا پورا مایل کردیا۔

انصار یا معاونان مدینہ کو جنہون نے محمد کو ہر ایک محاربہ مین خاطرخواہ اعانت و امداد دی تہی اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید یہہ کامیابی اونکے لیے مضر و ناسودمند ہو۔ ایک روز محمد کوہ صفا پر نماز کے بعد نہایت شوق و محبت سے مکہ کی طرف دیکہہ رہا تہا جو اوسکی ابتدائی تکالیف و مصائب اور حال کی فیروزی و فتحمندی کا مقام تہا۔ اوسوقت اوسنے مکہ کی طرف خطاب کرکے کہا "بیشک تو سب شہرون سے بہتر اور خدا کے نزدیک نہایت معزز و موقر ہے۔ اگر مجہے میرے اپنے قبیلے کے لوگ تجہہ سے نکال نہ دیتے تو مین کبہی تجہکو نہ چہوڑتا" محمد کے یہہ کلمات سنکر انصار آپسمین کہنے لگے "دیکہو اب محمد اپنے وطن مالوف کا فاتح و مالک ہے۔ اسمین کچہہ

---

[1] ابوبکر کے عہد مین اہل ارتداد کی سرکوبی کے واسطی بارہ لشکر مقرر ہوئے تہے انمین سے ایک لشکر کا سردار عکرمہ تہا جو جنگ اجنادین مین شہید ہوا۔ مترجم

شک نہین کہ اب وہ یہین مقیم ہوگا اور مدینہ کی سکونت ترک کردیگا"۔ انکی یہہ باتین محمد کے کانون تک پہونچین اور اوسنے ذرا گرم ہوکر انسے کہا "مین جب تمنے میرے ساتہہ بیعت کا اقرار کیا تہا تب مینے قسم کہائی تہی کہ تمہارے ہی ساتہہ رہونگا اور تمہارے ہی درمیان مرونگا۔ اگر اب مین تمکو چہوڑ دونگا تو میری کارروائی ایسی نہوگی جو ایک خدا کے بندے یا اوسکے رسول کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ محمد نے اپنا قول پورا کیا اور مدینہ جو اوسکے لئے جاے پناہ تہا تادم زندگی اوسکا جاے اقامت رہا۔

محمد نے کعبہ اور اپنے مولد شہر مکہ ہی کو اصنام اور بتون سے پاک صاف کرنے پر ہی اکتفا نہ کی۔ بلکہ اپنے کپتانون کو فوج کے مسلح دستون کے ساتہہ متعین کیا کہ قرب و جوار کے قصبات و دیہات مین جاکر مختلف قبایل کے اصنام اور بتون کو توڑین اور تمام بت پرستون کو اپنے مذہب مین شامل کرین۔ محمد کے جنگجو و محارب صحابہ مین خالد جیسا کوئی سرگرم و پرجوش نہین تہا۔ اس شخص کی روح تا حال تازہ تبدیل مذہب سے سلگ رہی تہی یہہ شخص وادی نقلہ مین گیا جہان قریشی لوگ بت عزی کی پرستش اور پوجا کیلئے جایا کرتے تہے۔ خالد نے مقدس مقام پر جاکر مندر کو منہدم کیا اور بت عزی کو زمین پر گرا دیا۔ ایک سن رسیدہ عورت چڑیل کی صورت جو نہایت سیاہ فام اور تن برہنہ تہی کہلے بال کہینچتی اور چلاتی ہوئی اوٹہکر باہر نکلی۔ خالد نے ایک ہی ضرب شمشیر سے اوسکا کام تمام کردیا۔ خالد نے محمد کے روبرو اس کارروائی کا ذکر کیا اور ظاہر کیا کہ مجہے شک ہے کہ آیا وہ چڑیل صورت پجارن عورت تہی یا شیطان کی خالہ۔ رسول نے جواب دیا کہ "یہہ بذات خود عزی تہا جسکو تمنے تباہ کیا"۔

ایک اور ایسی ہی مہم مین جو قرب و جوار کے علاقہ تہامہ پر کی گئی تہی خالد کے ہمراہ تین سو پچاس آدمی تہے۔ انمین سے اکثر آدمی قبیلہ سلیم کے تہے۔ عبدالرحمن جو مذہب اسلام کے تازہ معتقدون مین سے تہا وہ بہی ہمراہ تہا۔ رسول نے خالد کو یہہ ہدایت

کر رکہی تہی کہ صلح و آشتی کا خیال مقدم رکہے اور مذہب کے اصول و عقاید کی توضیح و تشریح کرے اور جبتک مخالف حملہ کی ابتدا نہ کرے تشدد اور سخت گیری سے ہرگز کام نہ لے۔ ابہی وہ علاقہ تہامہ سے دو منزل کی مسافت پر تہے کہ رستہ مین اونکا گذر اوس علاقہ مین ہوا جہان قبیلہ جدیمہ کے لوگ آباد تہے۔ انمین سے زیادہ تر آدمی تو مشرف باسلام ہو چکے تہے۔ مگر تاحال کئی ایک صابی مذہب کے پیرو بہی تہے۔ پہلے کسی ایک موقع پر اس قبیلہ کے لوگون نے خالد کے ایک چچا کو۔ عبدالرحمن کے باپ کو اور قبیلہ سلیم کے اور کئی ایک اشخاص کو جبکہ وہ یمن سے واپس آ رہے تہے لوٹ کر قتل کیا تہا۔ اس خوف سے کہ شاید خالد اور اوسکے ہمراہی انتقام پر آمادہ ہون قبیلہ جدیمہ کے لوگون نے مسلمانون کی اس فوج کی آمد پر اپنے تئین مسلح کر لیا۔ خالد نے جب اونکو اسطرح مسلح اور جنگی صفوف مین آگے بڑہتے دیکہا تو وہ دل مین نہایت خوش ہوا۔ پس خالد نے للکار کر انسے پوچہا کہ آیا تم مسلمان ہو یا کافر۔ اونہون نے لکنت والی ادہوری زبان سے جواب دیا کہ "مسلمان"۔ خالد نے کہا اگر تم مسلمان ہو تو مسلح ہو کر کیون آئے ہو۔ اونہون نے جواب دیا کہ تمہارے ساتہ ہمارے چند دشمن ہین۔ شاید وہ ہمپر اچانک حملہ کر دین۔

خالد نے تشدد کے ساتہ اونہین حکم دیا کہ سواریان چہوڑ کر پیادہ ہو جاؤ اور اپنے ہتیار رکہدو۔ چند آدمیون نے اس حکم کی متابعت کی۔ انکی فی الفور مشکین باندہی گئین باقی آدمی مفرور ہو گئے۔ خالد نے انکی ہزیمت کو اعتراف جرم قرار دیکر اونکا تعاقب کیا اور بہت سے آدمیون کو تہ تیغ کیا۔ اونکا ملک ویران کر دیا۔ اور اپنے جوش کی سرگرمی مین چند قیدیون کو بہی قتل کر ڈالا۔ محمد نے جب اس بیوجہ تعدی و تشدد کا جو بغیر کسی اشتعال کے کیا گیا تہا حال سنا۔ آسمان کی طرف ہاتہ اوٹہا کر خدا کو شاہد و گواہ کیا کہ مین اس معاملہ مین بے لوث و بری الذمہ ہون۔ خالد جب واپس آئے تو اس کاروائی کے بارہ مین ملامت کی گئی تو وہ بہی خوشی سے چاہتا تہا کہ اسکا الزام عبدالرحمن پر رکہے۔ لیکن محمد نے اسے جہڑک دیا

اور نو مسلم اور نہایت اہل معتقد اسلام کبھی برخلاف یہہ بہتان و الزام ہرگز قبول نہ کیا۔

قبیلہ جذیمہ کے لوگون کو خالد کے ہاتہہ سے جو نقصان مال و جان پہونچا تہا اوسکا معاوضہ و مبادلہ دینے کے لیئے فیاض اور حلیم الطبع علی روانہ کیا گیا۔ یہہ ایک ایسی سفارت تہی جو علی کی بالکل موافق تہی اور اوسنے نہایت ایمانداری سے سفارت کا کام پورا کیا۔ جب ہر ایک نقصان کا معاوضہ اور ہر ایک قتل کا کفارہ ادا ہوچکا تو جو روپیہ باقی رہ گیا تہا وہ بہی لوگون کو تقسیم کردیا اور اسطرح اپنی فیاضی سے لوگون کو نہایت ہی خورم و خورسند کیا۔ رسول نے علی کی بہت تعریف کی اور اس حسن خدمت کا شکریہ بہی ادا کیا حالانکہ منتقم و غضبناک خالد کو اور لوگون نے بہی زجر و توبیخ کی جنکے خوش کرنے کے لیے یہہ تشدد و تعدی کی کارروائی کی تہی۔

خالد نے عبدالرحمن سے کہا "دیکہہ مین نے تیرے باپ کا قصاص لیا" عبدالرحمن نے طیش مین آکر جواب دیا "یہہ کیون نہین کہتا کہ مین نے اپنے چچا کا قصاص لیا۔ تو نے مذہب اسلام کو ایک ایسی کارروائی سے دہبہ لگایا ہے جو بت پرست آدمیون کے لئے شایان تہے"

۳۱ مسلمانون کی روز افزون طاقت کی مزاحمت کے لیئے عرب کے قبائل ثقیف ہوازن بنی سعد اور دوسری پہاڑی قومون کا اتحاد۔ اونکا وادی اوطاس مین جو طائف اور حنین کے مابین ہے بغرض جنگ جمع ہونا۔ محمد کا بارہ ہزار فوج کے ساتہہ انکے مقابلہ کو نکلنا۔ مسلمانون کی ہزیمت انکا پہر جمع ہوکر

دشمن پر حملہ کرنا۔ اور کامیابی حاصل کرنا۔ ابو عامر کا حسب الارشاد محمد ہوازن کے کیمپ پر حملہ کر کے فتح پانا۔ محمد کا بذات خود شہر طایف کا محاصرہ کرنا۔ اور بدون کامیابی کے واپس آنا اور مالک بن عوف حاکم طایف کے ساتھ تحایف وہدایا کے ذریعہ صلح کر کے اوسکو مذہب اسلام مین لانا۔ مال غنیمت کی تقسیم محمد کی جانب سے شکستہ دل مہاجرین و انصار کی تالیف قلوب۔ محمد کا حاجیون کے لباس مین مکہ کی طرف جانا مناسک حج کی تکمیل پھر مدینہ کو واپس آنا۔ رستہ مین موضع ابوا کے نزدیک اپنی مان آمنہ کی قبر پر جانا

جب محمد کے اصحاب میدانون مین بزور شمشیر اوسکے عقاید و اصول کو پھیلا رہے تھے۔ پہاڑون مین ایک مخالف طوفان کی ہوا شدت سے چل رہی تھی۔ اس طاقت کے رد کرنے کے واسطے جو تمام عرب ان کو مطیع و منقاد کرنے کی دھمکی دے رہی تھی قبایل ثقیف ہوازن بنی سعد۔ جشمی اور دوسرے زحمت کش پہاڑی فرقون نے باہمی اتحاد و اتفاق کیا۔ بنی سعد جنکا یہان ذکر ہے وہی خانہ بدوش قبیلہ عرب ہے جنکے درمیان محمد نے ایام رضاعت مین پرورش پائی تھی اور جنکی وادی مین حسب روایات اہل عرب محمد کا دل ایک آسمانی فرشتہ نے

نکالکر دنیوی کدورتون سے پاک صاف کیا تہا۔ قبیلہ ثقیف جو اس اتحاد کا بانی و سرغنہ تہا ایک نہایت طاقتور فرقہ تہا اور پہاڑی شہر طایف اور اوسکے قرب و جوار کے زرخیز قطعات و علاقجات پر قابض و متصرف تہا۔ اس فرقہ کے لوگ نہایت متعصب بت پرست تہے اور اپنے شہر مین مشہور و معروف دیوی لات کا معبد رکہتے تہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ محمد تبلیغ رسالت کے ابتدائی زمانہ مین جب شہر طایف مین اپنے اصول وعقاید کی دعوت و تلقین کے لئے گیا تہا تو اوسکے ساتھ کیسا برا سلوک ہوا تہا لوگون نے پتہر برسائے تہے بچون نے تالیان پیٹی تہین اور آخرکار نہایت خفت و ذلت کے ساتھ شہر سے نکال دیا تہا۔ شاید محمد کی انتقام کشی کا یہہ خوف و اندیشہ تہا جسنے قبیلہ ثقیف کو اتحاد قایم کرنے پر ایسا سرگرم و پرجوش بنا رکہا تہا۔

یہہ اتحاد مالک[ف] بن عوف رئیس قبیلہ ثقیف کے زیر حکم تہا۔ اوسنے وادی اوطاس کو جو طایف و حنین کے درمیان واقع ہے اپنا کیمپ و خرگاہ مقرر کیا۔ چونکہ وہ اہل عرب کی متلون مزاجی سے خوب واقف تہا اور جانتا تہا کہ وہ ذرا سے حیلہ و بہانہ پر میدان جنگ چھوڑکر اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے جانے پر خواہشمند ہو جاتے ہین۔ اوسنے حکم دیا کہ اپنے عیال و اطفال کو مع اثاث البیت کے ہمراہ لیے آوین۔ مختلف جوانب و اطراف سے جنگی لوگ جمع ہونے شروع ہوئے حتے کہ چار ہزار جوانان جنگجو جمع ہو گئے۔ لیکن معسکر مین عورتون اور بچون کی بہیڑ بہاڑ حد سے زیادہ ہوگئی اور گلہ اور مویشی کثرت سے جمع ہو گئے۔ مالک بن عوف کی اس تجویز کو جو محاربین کو میدان کارزار مین استقلال کے ساتھ جمار کہنے کے واسطے اختیار کی گئی تہی درید نے جو قبیلہ جوشمی کا سردار تہا نہایت ہی ناپسند کیا۔ یہہ ایک معمر و سن رسیدہ جنگی آدمی تہا۔ سو برس سے زیادہ عمر کا تہا۔ نہایت دبلا پتلا تہا۔ بینائی بہی جواب دے چکی تہی۔ اور یہانتک ضعیف و نحیف ہو گیا تہا کہ اوسکو ایک محمل مین

[ف] اسلامی تاریخون مین اسکا نام عوف بن مالک لکہا ہے ۱۲ مترجم

بٹھلا کر اونٹ پر سوار کیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ جنگ وجدال مین شامل ہونے کے ہرگز قابل نہین رہا تھا لیکن جنگی مہمون مین نہایت ہی اعلی درجہ رکھتا تھا جنگی کونسلون مین اسکی راے نہایت ہی صائب تھی اور اپنی قوم کا بڑے درجہ کا خیرخواہ و مددگار تھا۔ اس بادیہ نشین بہادر اور جری سپاہی نے صلاح دی کہ بچون اور مستورات کو گھرون کی طرف روانہ کر دینا چاہیے۔ اور فوج کو تمام غیر ضروری تکالیف ذمہ داریون سے سبکدوش کرنا چاہیے۔ اسکی نصیحت پر کسی نے عمل نہ کیا۔ وادی اوطاس ایک خانہ بدوش قوم کی چراگاہ معلوم ہوتی تھی نہ کہ جنگی سپاہیون کی فرودگاہ۔

اس اثنا مین محمد کو بھی اس فوج کے اجتماع کی خبر لگ گئی۔ وہ بارہ ہزار آدمی کی فوج لیکر وہ اس گروہ سے محاربہ مین پیش دستی کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اسکی فوج مین کچھ تو مہاجرین مکہ تھے اور کچھ انصار مدینہ۔ باقی بادیہ نشین عرب تھے۔ انمین سے بعض تاحال اسلام مین داخل نہین ہوئے تھے۔ میدان کارزار مین محمد نہایت ثقیل زرہ اور خود پہنے ہوئے تھا اور اپنے مرغوب طبع بغلہ شہبا یا دلدل پر سوار تھا۔ چونکہ وہ مجادلہ و مقاتلہ مین بذات خود شامل و شریک نہین ہوا کرتا تھا اسلیے وہ جنگی گھوڑے پر بھی سوار نہین ہوا کرتا تھا۔ محمد کو تازہ فتوحات اور اپنی فوج کی کثرت تعداد نے ایک آسمان فتحیابی و فیروزی کا یقین دلا رکھا تھا[1] اسیوجہ سے وہ بیدون ضروری احتیاطون کے پہاڑون مین چلا گیا اور دشمن کے کیمپ واقع اوطاس پر چڑھائی کرنے کے لیے آگے بڑھا ہوا مقام حنین کی حدود پر ایک تنگ تاریک وادی مین جا پہنچا۔ پہاڑون کی ہموار گھاٹیون مین سپاہی منتشر ہو کر جا رہے تھے۔ ہر ایک شخص اپنی مرضی کے موافق رستہ اختیار کرتا تھا۔ دفعتہً تیرون۔ نیزون اور پتھرون کی بوچھاڑ سے مسلمانون پر حملہ ہوا۔ محمد کے دو تین سپاہی اوسکے سامنے ہلاک اور کئی مجروح ہوئے۔ اصل بات یہہ تھی کہ مالک بن عوف دشمن

[1] ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم اسی تعجب نے محمد کی فوج کو شکست دی ۱۲ مترجم

کی فوج کا سپہ سالار نہایت جری اور بہادر سپاہیوں کے ساتھ اس تنگ و تاریک درے کے اوپر کے حصہ پر مستحکم و مضبوط ہو کر کھڑا تھا اور شہ درہ کے ہر ایک چٹان اور غار کو مستحکم کر لیا تھا حتی کہ ایسے چند سپاہی مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ و محاربہ کرنے کے لیے پستی سے آگے نکل گئے مسلمانوں نے ناگہانی آفت سے خوف زدہ ہو کر منہ پھیر لیا اور ہزیمت کو غنیمت سمجھ کر بھاگ گئے محمد نے بحیثیت سپہ سالار بہتیری سعی و کوشش کی اور دلاسا دیا مگر سب لا حاصل ہر ایک شخص اپنے ہی بچاؤ کا خواہشگار و متلاشی اور اس خوفناک وادی سے بچ نکلنے کا خواہان تھا ایک لمحہ کے لیے کل تباہی و نقصان کا سامان نظر آ رہا تھا۔ چند نو مسلموں نے جو اپنی مرضی سے مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول کی شکستگی قسمت پر اظہار مسرت کیا۔

ابو سفیان نے جب مسلمانوں کو بے طرح بے تحاشا بھاگتے دیکھا تو چلا اٹھا کہ "خدا کی قسم یہ لوگ سمندر تک پہنچ جاویں گے کہیں نہ ٹھہریں گے" ایک دوسرے نے کہا "آج محمد کی ساحرانہ طاقت کا خاتمہ ہو گیا ہے" ایک تیسرا آدمی جو اپنے باپ کے قتل کے لیے محمد سے قصاص کی امید رکھتا تھا اس گھبراہٹ دار المعرکہ کی بیچ میں محمد کو ضرور قتل کر ڈالتا اگر چند جانباز ارادتمند اور سچے معتقد ہمراہ نہ ہوتے۔ اس شخص کا باپ جنگ احد میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ محمد نے نہایت خود مایوس و حیرت زدہ ہو کر اپنا دلدل دشمن کی طرف ہنکا کر لیا لیکن عباس نے اوسی وقت دلدل کی عنان پکڑ لی اور اوسکو یقینی موت کی طرف جانے سے روک لیا۔ اور اوسی وقت بڑے زور سے نعرہ مارا کہ تمام پہاڑ گونج اٹھا عباس اپنے سینہ کی مضبوطی اور آواز کی بلندی کے لیے نہایت مشہور تھا۔ اور ایسے نازک وقت میں اوسکی آواز مسلمانوں کے لیے باعث نجات ہو گئی مسلمانوں نے جب اوسکی آواز پہچانی تو سب جمع ہو گئے اور یہہ معلوم کرکے کہ کوئی اونکے تعاقب

میں نہیں ہے

لڑائی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ دشمن گھاٹی سے نیچے اوترتے ہوئے تھے۔ پس درہ مین ایک خونخوار مقابلہ دو بدو ہوا۔ محمد نے جب آلات حرب و ضرب کی چمک دمک دیکھی تو نہایت جوش و خروش سے بولا "بھٹی گرم ہو رہی ہے" رسول اپنی زین سے نیچے جھکا اور مٹی کنکر کی ایک مٹھی لیکر دشمن کی طرف ہوا مین پھینکی اور کہا "انکے درمیان گھبراہٹ پیدا ہو جاوے۔ خدا کرے یہ مٹھی اونکو اندھا کر دے" مسلمان مؤرخون کا بیان ہے کہ سب کفار اندھے ہو گئے اور گھبرا کر منتشر ہو گئے۔ اگرچہ اونکی شکست و ہزیمت کا باعث مسلمانون کی تعداد کی کثرت اور وہ جوش و طیش تھا جو مسلمانون کے درمیان رسول کے شور و شغف سے پھیل گیا تھا۔ مالک اور ثقیف کے لوگ شہر طایف کے دروازہ مین پناہ گزین ہوئے اور باقی لوگ کیمپ مین واپس آئے جو اوطاس مین نصب تھا۔ محمد خود وادی حنین مین ٹھیرا اور ابو عامر کو ایک مضبوط فوج کے ساتھ دشمن کے کیمپ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ہوازن فرقہ کے لوگون نے کیمپ کی حفاظت مین خوب ہی جان توڑ کر مسلمانون کا مقابلہ کیا۔ ابو عامر اس کارزار مین کام آیا۔ لیکن اوسکے بھتیجے ابو موسی نے عنان انتظام اپنے ہاتھ مین لیکر ایک مکمل اور پوری فتحیابی حاصل کی اور دشمن کے بہت سے آدمیون کو تہ تیغ کیا۔ چونکہ مالک بن عوف کی بیوقوفی اور ناتجربہ کاری سے کیمپ مین محاربین کے عیال و اطفال اور اثاث البیت مع گلے اور مویشی کثرت سے جمع ہو گئے تھے اور اس بارہ مین مشہور و معروف بادیہ نشین تجربہ کار بہادر یعنی درید کی نصیحت پر کسی نے عمل نہین کیا۔ اسلئے مسلمانون کو دشمن کے کیمپ مین چارون طرف سے بیشمار مال غنیمت حاصل ہوا اور قیدی بھی بہت سے ہاتھ آئے۔ جب مسلمان لوگ چارون طرف سے لوٹ کھسوٹ ہی مین مشغول و مصروف تھے۔ بادیہ نشین بہادر درید کا اوسوقت کا حال قابل بیان ہے

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ صحیح ابو عامر ہے نہ ابو امیر ۱۲ مترجم

ربیع بن قسیع نے جو ایک نوجوان آدمی قبیلہ سلیم کا تھا ایک اونٹ پر گہوارہ لدا ہوا دیکھا اوسنے اوسکا تعاقب کیا۔ کیونکہ اوسکا خیال تھا کہ اسمین کوئی خوبصورت بی بی ہے۔ جب اوسنے اوسکو پکڑا اور پردہ اوٹھایا تو معمر و سن رسیدہ درید کی نہایت نحیف صورت نکلی جسکے بوسیدہ ہڈیون پر گوشت کا کہین نام نہ تھا۔ ربیع نے جھنجلا کر اوسکو تلوار ماری جو اوسکے اپنے ہی ہاتھہ مین ٹوٹ گئی۔ اس بوڑھے جانباز نے نہایت نفرت و حقارت سے کہا "تیری ماں نے تجھے نہایت ہی نکمے ہتیار دئے ہین۔ تو میرے پالان کے پیچھے زیادہ تر عمدہ ہتیار پاویگا" اس جوان نے اوسکی تلوار لی اور جب میان سے نکالنے لگا تو درید نے معلوم کرلیا کہ یہہ قبیلہ سلیم کا آدمی ہے۔ اسلیئے اوسنے ربیع سے مخاطب ہوکر کہا کہ "تو اپنی ماں سے کہیو کہ مین نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے جسنے جنگ کے دن قبیلہ سلیم کی کئی عورتون کی جان بچائی تھی!" درید کے یہہ کلمات محض بے سود تھے۔ اس بہادر تجربہ کار سپاہی کی کہوپری اوسکی اپنی ہی تلوار سے دو نیم کی گئی تھی۔ جب ربیع نے گہر مین آکر اپنی ماں سے اس کارروائی کا ذکر کیا تو اوسنے نہایت رنج و حقارت سے کہا "بیشک تونے اپنی قوم کے ایک مربی کو قتل کیا ہے۔ تیرے قبیلہ کی تین عورتون کو درید ابن صمہ نے قید سے چھڑایا تھا"

ابو عامر (نوٹ مترجم معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مصنف کی غلطی ہے۔ ابو موسی چاہیئے کیونکہ اوسکے بیان کے بموجب ابو عامر قتل ہو چکا تھا) مظفر و منصور محمد کی طرف واپس آیا اور وہ اوس مال غنیمت و قیدیون پر جو کیمپ اوطاس سے اپنے ہمراہ لایا تھا نہایت فخر و مباہات کرتا تھا۔ قیدیون مین سے ایک عورت نے اپنے تئین رسول کے پاؤن پر ڈالا اور اسی وجہ سے اوس سے رحم کی خواستگار ہوئی کہ مین تیری رضاعی بہن شیما بنت حلیمہ ہون جسنے اوس بنی سعد مین تیری پرورش کی تھی۔ محمد نے اوسکی شناخت کے لیئے بہت کوشش کی مگر لا حاصل کیونکہ اوسنے اوسکو بچپن مین دیکھا تھا جبکہ وہ شگوفہ کی طرح تازہ رو اور شگفتہ تھی۔ اور اب وہ سن رسیدہ ہو گئی تھی اوسکے خط و خال مرجھا گئے تھے۔ چہرے پر جھریان پڑ گئین تھین

عورت نے اپنی پیٹھہ ننگی کرکے وہ داغ دکھلایا جہان محمد نے بچپن مین اوسے دانت سے کاٹا تھا۔ من بعد محمد کو بھی کوئی شک و شبہہ باقی نہ رہا اور اوسکے ساتھہ نہایت تلطف و مہربانی سے سلوک کیا اور اوسکو اختیار دیا کہ وہ اوسکے (محمد کے) ساتھہ اوسکی حفاظت مین رہے یا اپنی قوم کے ساتھہ اپنے گھر کو واپس چلی جاوے۔

مسلمانون کو قیدی عورتون کی نسبت کچھ وسواس سا پیدا ہوا۔ اور وہ یہہ تھا کہ آیا مسلمان اون عورتون کو بدون ارتکاب نکاح کے اپنے قبض و تصرف مین لا سکتے ہین یا نہین جو پہلے منکوحہ و متاہل تھین۔ قرآن کی ایک آیت کے نزول نے اس مشکل کو حل کردیا اور وہ آیت یہہ ہے "تم آزاد عورتون کو جو بیاہی ہوئی ہین حبالۂ نکاح مین نہین لاسکتے تاوقتیکہ تم اپنے داہین ہاتھہ سے اونکو غلام نہ بنالو" لہ

اس آیت کی رو سے تمام وہ عورتین جو جنگ مین ہاتھہ آوین اونکو فاتح لوگ اپنے نکاح مین لاسکتے ہین خواہ اونکے پہلے خاوند زندہ و موجود ہون۔ وادی حنین کے فتحمندون نے اس قانون سے متمتع ہونے مین ذرا بھی تامل نہ کیا۔

مال غنیمت اور قیدیون کو محفوظ جگہ مین چھوڑکر محمد فرقہ ثقیف کے تعاقب مین گیا یہ لوگ شہر طایف مین پناہ گزین تھے۔ محمد جون ہی اس بت پرست شہر کے نزدیک پہونچا اوسکے مذہبی جوش کے ساتھہ انتقام کشی کے خیالات بھی شامل ہوگئے۔ کیونکہ یہہ وہی شہر تھا جہان اوسنے سخت ہتک عزت اور ذلت وہان اٹھائی تھی۔ اور اوس دروازہ کو بھی دیکھا جہان سے وہ نہایت خفت و رسوائی کے ساتھہ نکالا گیا تھا۔ اس شہر کی فصیل نہایت مضبوط و پختہ تھی اور ایسی تھی کہ اوسکو آسانی کے ساتھہ توڑا جاسکے۔ وہان ایک قلعہ بھی تھا جو شہر کی حفاظت کے لئے بنا ہوا تھا۔ اسلئے محمد کو پہلی دفعہ منجنیق و دیگر آلات و سامان انہدام جو محاصرات مین کام آتے ہین اور جنسے عرب بالکل ناواقف تھے استعمال کرنے

لہ اس مضمون کی قرآن مین سورۂ النساء کی یہہ آیت ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

پڑے - یہہ آلات وادوات سلمان فارسی کی ہدایت و نگرانی مین بنوائے گئے تہے محصورین نے ہر ایک حملہ کو عمدگی کے ساتہہ روکا اور حملہ آورون کو تیرون اور نیزون کی بوچہاڑ سے سخت نقصان پہونچایا - اسکے علاوہ محصورین اپنی ڈہالون کے ذریعہ سے جو گائے کے چمڑے کی بنی ہوئی تہین محاصرین پر دیوار قلعہ کے اوپر سے پگہلا ہوا لوہا پہینکتے تہے جس سے حملہ آورون کو بہت تکلیف ہوئی - محمد نے کہیت باغات اور تاکستان کو ویران کر دیا اور منادی کرا دی کہ جو غلام شہر طایف کو چہوڑ کر چلا آویگا وہ آزاد کر دیا جاویگا - محمد نے بیس دن تک شہر کا محاصرہ جاری رکہا - ہر روز ام سلمہ اور زینب اپنی بیبیون کے خیمون مین نماز پڑہتا اور دعا مانگتا تہا - اس موقع پر محمد کے ساتہہ اپنی دو بیبیون کے سفر مین آنے کی نوبت تہی - محمد اپنی کامیابی و فتح سے مایوس ہونے لگا - اسکے ساتہہ ہی محمد کو ایک خواب آیا جسکی تعبیر ابو بکر نے جو نہایت عمدہ معبر تہا ایسی بتلائی کہ اوسکا اور بہی حوصلہ ٹوٹ گیا[1]

وہ محاصرہ کو اوسیوقت ترک کر دیتا لیکن اوسکے سپاہی ناراض و شاکی تہی اسلیے اسنے ایک دروازہ پر عام حملہ کرنے کا حکم دیا حسب معمول محصورین نے اس حملہ کا جواب بہی بڑی سختی اور پورے زور کے ساتہہ دیا - فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے - ابو سفیان جو اس موقع پر بڑی جرات و جسارت کے ساتہہ لڑ رہا تہا ایک آنکہہ کہو بیٹہا - آخر کار مسلمانون کو ہٹنا اور پسپا ہونا پڑا - محمد نے اب کیمپ توڑ دیا اور اپنے سپاہیون سے وعدہ کیا کہ پہر کسی موقع پر اس شہر کا محاصرہ از سر نو کیا جاویگا اور اوس مقام کی طرف روانہ ہوا جہان مال غنیمت اور قیدیون کو چہوڑ آیا تہا - عربی مورخون کا بیان ہے کہ مال غنیمت مین ۲۴ چوبیس ہزار اونٹ ۴۰ چالیس ہزار بہیڑین چار ہزار اونس نقرہ یعنی چاندی[2] اور چہہ ہزار قیدی تہے -

[1] خواب یہہ تہا کہ محمد کے سامنے ایک قدح دودہ کا بہرا ہوا رکہا تہا - ایک مرغ نے چونچ مار کر وہ گرا دیا - ابو بکر نے تعبیر کی کہ قلعہ فتح نہو گا ۱۲ مترجم

[2] تین من پانچ سیر انگریزی وزن مروجہ ہندوستان ۱۲ مترجم

کچھہ دیر کے بعد فرقہ ہوازان کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن (سفارت) آئی۔ اس سفارت نے فرقہ مذکور کی طرف سے اظہار متابعت کیا اور التماس کی کہ اونکے قبایل و اطفال و اثاث البیت اونکو واپس دیا جائے۔ اس سفارت کے ساتھہ حلیمہ سعدیہ بھی آئی تھی جو محمد کی دایہ تھی اور اسوقت نہایت سالخوردہ و سن رسیدہ تھی طفولیت کے حافظہ نے پھر محمد کے دل پر اثر کیا۔ اور اونے پھر ان سفارت سے پوچھا کہ "تمہین کیا پیارا ہے۔ اپنا عیال و اطفال یا اپنا مال" انہون نے جواب دیا "عیال و اطفال"

محمد نے جواب دیا کہ "بس بس جہانتک میرا اور عباس کا تعلق ہے ہم تو اس امر پر طیار و مستعد ہین کہ اپنے حصہ کے قیدی چھوڑ دین۔ لیکن ہمارے سوار اور آدمی بھی ہین جنکو راضی کرنا پڑیگا۔ تم ظہر کی نماز کے بعد میرے پاس آنا اور یون کہنا "ہم رسول خدا سے التجا کرتے ہین کہ وہ اپنے صحابہ اور تابعین کو یہہ صلاح دے کہ وہ ہمارے عیال و اطفال ہمین واپس دین۔ اور رسول کے صحابہ و تابعین سے التماس کرتے ہین کہ وہ ہمارے لئے رسول سے شفاعت کرین" ممبران سفارت نے ایسا ہی کیا۔ محمد اور عباس نے فی الفور اپنے حصے کے قیدی رہا کر دئے۔ دوسرے مسلمانون نے بھی سوائے قبایل تمیم و فزارا کے ان دونون کی پیروی کی اور اپنے اپنے حصہ کے قیدیون سے دستبردار ہو گئے لیکن محمد نے ان دونون قبایل کو بھی راضی کر لیا اور اونکے ساتھہ اقرار کیا کہ آیندہ مہم مین جو قیدی ہاتھہ آوینگے اونمین سے تمہین چھہ گنا زیادہ دئے جاوینگے۔ حلیمہ کی سفارش نے اوسکی قوم کی تمام قیدیون کو قید سے نجات دلوائی۔ ایک مشہور روایت مین اوس تعظیم و تکریم کا بیان ہے جو محمد نے اس موقع پر اپنی دائی کی کی ایک صحابی کا بیان ہے کہ "مین رسول کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی۔ محمد نے اوٹھکر اپنی چادر بچھا دی اور اوسپر اوسکو بٹھایا۔ جب وہ چلی گئی تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہہ وہ عورت تھی جسنے رسول خدا کو دودھ پلایا اور پرورش کیا تھا۔

محمد نے اب مالک بن عوف کی طرف جو تا حال طائف مین محصور تھا ایک ایلچی روانہ

کیا اور کہلا بہیجا کہ اگر وہ متابعت اختیار کرے اور مذہب اسلام قبول کرلے تو اوسکا تمام مال جو وادی حنین مین لوٹا گیا ہے اوسکو واپس دیا جاویگا۔ اور اسکے علاوہ ایک سو اونٹ اوسے بطور انعام دیا جاویگا۔ مالک نے اس فیاضی سے گرویدہ ہوکر مذہب اسلام قبول کیا اور اپنے متحد قبایل مین سے بہت سے آدمیون کو رسول کے جہنڈے کے نیچے لایا۔ مالک کو ان سب کا رئیس مقرر کیا گیا۔ اس شخص نے مذہب اسلام کی اشاعت کے واسطے اپنے سابقہ متحدین فرقہ ثقیف کے ساتھہ بعد ازان نہایت ہی شدت و سخت گیری کی اور اونکے حق مین اپنے تئین بلاے آسمانی و قہر الٰہی ثابت کیا۔

مسلمانون کو اسوقت محمد کی ان دریادلیون اور فیاضیون سے اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا وہ تمام مال و غنایم ضایع و تلف کردے۔ یہہ سب جمع ہوکر اوسکے پاس آئے اور مال و قیدیون کی لئے شور و غل مچایا۔ محمد نے طیش کی نگاہ سے انکی طرف دیکھکر کہا کہ "کیا تمنے کبھی مجھے طماع۔ غدار اور بیوفا پایا ہے"۔ پہر اوسنے اونٹ کی پیٹھہ سے ایک بال اوکھاڑا اور آواز بلند کہا "خدا گواہ ہے۔ مینے کبھی مشترک مال غنیمت مین سے سوا خمس (پانچوان حصہ جو رسول کے لئے مال غنیمت مین سے مقرر ہے ۱۲ مترجم) کے اس بال کے برابر بھی کوئی چیز نہین لی اور میرا خمس بھی آپ ہی لوگون کی بہتری اور بہلائی مین صرف ہوا کیا ہے"۔ تب اوسنے حسب معمول مال غنیمت تقسیم کیا۔ کل مال کے چار حصے تو سپاہیون کو بانٹ دئیے۔ اور اپنا خمس اوسنے اپنی طرف سے اون لوگون کے درمیان تقسیم کیا جنکی تالیف قلوب اوسے منظور تہی۔ قریشیون کو وہ مشتبہ مسلمان اور مذبذب الاعتقاد سمجھتا تہا۔ شاید کسی شخص کی وہ مسرت آمیز تقریرین اوسنے سنی ہونگی جو قریشیون مین سے کئی آدمیون نے محمد کی ہزیمت و شکست کی امید مین کی تہین۔ اسلیئے اوسنے ان لوگون کو انعام واکرام سے اپنی طرف زیادہ تر مائل کرنے اور راسخ الاعتقاد بنانے کی کوشش کی۔ ابوسفیان کو آنکھہ کے نقصان کے معاوضہ مین جو اوسنے شہر طایف پر حملہ کرنے مین کہوئی تہی ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ

جاتی تھی۔ عکرمہ بن ابی جہل اور چند دیگر اشخاص کو بھی اسی مقدار سے انعامات وعطیات دیئے۔ اون سست اعتقاد مسلمانون مین ایک عباس ابن مرداس بھی تھا۔ یہہ شخص شاعر تھا اپنے حصہ سے نارضامند ہوکر اپنی ناراضی وغصہ کو ہجو آمیز اشعار مین ظاہر کرنے لگا۔ محمد نے اسکے اشعار سنے اور صحابہ مین سے ایک شخص سے کہا کہ "اُسکو یہان سے لیجاؤ اور اسکی زبان کاٹ دو۔" عمر جو شدید اور خونخوار تجاویز کے اقدام و ارتکاب کے لئے ہمیشہ مستعد رہتا تھا محمد کے اس حکم کی اسی موقع پر بلفظ تعمیل کر دیتا۔ لیکن دیگر اشخاص جو عمر کی نسبت محمد کے مطلب کو زیادہ عمدگی سے سمجھتے تھے کانپتے اور ڈرتے ہوئے عباس کو سوق العامہ یعنی بڑے چوک مین جہان غنیمت کے مویشی جمع تھے لے گئے اور اس سے کہا "انہین سے جسقدر چاہو پسند کر لو۔" شاعر نے جب اپنے تئین عقوبت و عذاب کے خوف سے مستخلص پایا تو خوشی سے چلا اٹھا اور "کیا رسول خدا اس طریقہ سے میری زبان بند کرنا چاہتے ہین۔ خدا کی قسم مین کچھہ بھی نہین لونگا۔" تاہم محمد نے اپنی مصلحت آمیز فیاضی پر اصرار کرکے اوسکو ساٹھہ اونٹ دلادیئے۔ اسوقت سے عباس محمد کی فیاضی کی ثنا و مدح مین کبھی خاموش و قاصر نہ رہا۔ اور نہ کبھی اسکی تعریف سے بیزار ہوا۔ جب محمد اسطرح مکہ کے سست اعتقادون کی دلجوئی و تالیف قلوب مین مصروف تھا۔ مدینہ کے انصار شکایت کرنے لگے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے "دیکھو محمد غدار دغاباز قریشیون کو کس فراخ دلی سے انعام واکرام دے رہا ہے۔ حالانکہ ہمین جو ہر حال مین خوف و خطر مین اوسکے رفیق و مددگار رہے ہین صرف معمولی حصہ کے سوا ایک حبہ تک بھی نہین دیا۔ ہم نہین جانتے ہین کہ ہمنے کونسی ایسی کارروائی کی ہے کہ ہمین اس طرح سے نظرانداز کیا گیا ہے۔" محمد کو انکے گلہ و شکایت کی خبر ملی۔ اوسنے انصار کے سردارون کو اپنے خیمہ مین بلایا اور کہا "اے باشندگان مدینہ سنو۔ کیا تم آپسمین متفرق اور بکھرے ہوئے نہین تھے۔ کیا مین نے تمکو باہم متفق و متحد نہین کیا۔ کیا تم گمراہ نہین تھے اور مین نے تمکو راہ راست پر نہین لایا۔ کیا تم مفلس اور تہی دست نہین تھے اور مین نے تمہین متمول اور دولتمند نہین بنایا

سب نے ان باتون کی صداقت کو تسلیم کیا۔ پہر محمد نے کہا تم ہی اپنے احسانات بیان کرو اونہون نے کہا ہم کیا عرض کرین جواب دیا مین خود بیان کرتا ہون۔ جب مین تمہارے پاس آیا تہا لوگ مجہے کذب و بہتان سے متہم و منسوب کرتے تہے۔ تم مجہپر ایمان لائے۔ مین عذاب و مصیبت مین گرفتار تہا تمنے میری حفاظت و حمایت کی۔ مین ایک مفرور و رانده وطن تہا تمنے مجہے پناہ دی۔ مین بے مددگار و بے یار و یاور تہا تمنے میری مدد اور یاری کی۔ کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ مجہے یہہ باتین بہول گئی ہین کیا تم خیال کرتے ہو کہ مین ناشکر گزار و احسان فراموش ہو سکتا ہون؟ تم یہہ شکایت کرتے ہو کہ مین اون لوگون کو اور مکہ کے باشندون کو انعام و اکرام دیتا ہون اور تمہین کچہہ نہین دیتا۔ بیشک یہہ درست ہے اونکے دنیوی قلوب کی تالیف کے لیئے مین اونہین دنیوی مال و اسباب دیتا ہون۔ تم جو ہمیشہ وفادار اور صادق رہے ہو مین تمہین اپنا آپ دیتا ہون۔ وہ لوگ اونٹ اور بہیڑین لیکر اپنے وطن کو جاوینگے۔ اور تم رسول خدا کو اپنے ساتہہ لیجاؤ گے۔ کیونکہ مین اوسکی قسم کہا کر کہتا ہون جسکے ہاتہہ مین محمد کی روح ہے کہ اگر تمام دنیا ایک طرف جاوے اور تم دوسری طرف مین تمہارا ساتہہ دونگا۔ تم خود خیال کر سکتے ہو کہ آیا اونکو زیادہ انعام ملا یا تمکو۔

محمد کی تقریر نے انصار کے دلون پر یہان تک اثر کیا کہ وہ آنسو بہر لائے اور کہا "ای رسول خدا ہم اپنے حصہ پر راضی و قانع ہین"۔

جب مال غنیمت تقسیم ہو چکا محمد مکہ کی طرف آیا مگر صرف حاجیون اور زائرون کے لباس مین تاکہ مناسک حج پورے کرے نہ کہ ایک مظفر و فاتح کی شان و شوکت مین۔ جب مناسک حج خوب احتیاط سے سر انجام پزیر ہو چکے تو اوسنے معاذ بن جبل کو مکہ کا امام مقرر کیا تاکہ لوگون کو اسلام کے فروع و اصول کی تلقین کرے۔ اور شہر مکہ کی حکومت و نظم و نسق کی عنان ایک نوجوان مسمی عتاب کے ہاتہہ مین دی جو صرف اٹہارہ سال کی عمر کا تہا۔ بعد ازان اپنے زاد و بوم کو الوداع کہا اور اپنی سپاہ سمیت مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ موضع ابوا مین جہان اوسکی مان

مدفون تھی پہونچا تو محبت و فرائض فرزندی اوسکے دل مین جوش زن ہوئے اور اوسنے چاہا کہ اوسکی یادگار کی تعظیم مین کچھہ قلبی ہدیہ پیش کرے۔ لیکن اوسکے آسمانی قانون کے رو سے اوس شخص کی قبر کی تعظیم و تکریم جایز نہین تھی جو کفر کی حالت مین فوت ہوا ہو۔ فرط جوش محبت مین اوسنے اس قانون کی تخفیف و رعایت کے لئے درگاہ الٰہی مین التجا کی۔ اگر اسموقع پر کچھہ دہوکا و مغالطہ تھا تو یہہ خیال ہو سکتا ہے کہ یہہ ایک ذاتی دہوکا اور فی نفسہ مغالطہ تھا اور محمد نے واقعی طور پر یقین کر لیا کہ خدا نے اس قانون مین کسیقدر تخفیف کر دی ہے اور اوسکو اپنی مان کی قبر کی زیارت کے لئے اجازت دی ہے۔ جب وہ اس قبر پر جو اوسکی نہایت ہی نازک اور قلبی محبت کی آزمایش کی جگہ تھی پہونچا تو بہت ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ لیکن صرف آنسو ہی تھے جو وہ فرزندانہ ہدیہ مین دے سکا۔ اوسنے نہایت حسرت و افسوس سے بیان کیا ہے "مین نے اپنی مان کی قبر پر جانے کے لئے خدا سے اجازت چاہی۔ میری درخواست منظور ہوئی۔ لیکن جب مینے اسکے لئے دعا مانگنے کی درخوست کی تو مجھے اسکی اجازت نہین دی گئی تھی"۔

۳۲ محمد کی بیٹی زینب کی وفات۔ محمد کے ہان ماریہ قبطیہ کے بطن سے بیٹا پیدا ہونا۔ محمد کا بحیثیت مدبر ملک مالی معاملات کے نظم و نسق کے لئے زکوۃ کے نام سے مسلمانون پر ٹیکس لگانا۔ قبیلہ تمیم کا ادائے زکوۃ سے انکار کرنا۔ قبیلہ مذکور اور مسلمانون کے درمیان مشاعرہ۔ کعب بن زہیر مشہور شاعر کا مسلمان ہونا۔ شہر طائف کا محاصرہ۔ وہان کے

باشندگان کی جانب سے سفارت کا آنا اور رسول کے ساتھہ سوال و جواب کرنا۔ ابو سفیان اور مغیرہ کا طایف کی جانب جانا اور بت لات کو توڑنا۔ عامر بن طفیل کا جو قبایل بدو مین رئیس تھا محمد کے پاس آنا اوسکے ساتھہ سوال و جواب کرنا اور بغیر قبول اسلام کے واپس جانا۔ عدی بن حاتم طائی کا ملک شام کی طرف مفرور ہونا اور پھر آکر مسلمان ہونا

محمد کو مدینہ مین واپس آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ اوسکی لڑکی زینب فوت ہوگئی۔ یہہ وہی زینب تھی جسکا محمد نے اوسکے خاوند ابو العاص کے ساتھہ جو جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھہ قید ہوا تھا مبادلہ کیا تھا۔ چونکہ رسول کو اپنے قرابت دارون کے ساتھہ ازبس محبت و الفت تھی اس وفات سے اوسکو نہایت ہی رنج و قلق ہوا۔ مگر اوسکا یہہ رنج اوسکے ہان ایک لڑکے کے تولد سے دور ہوگیا۔ یہہ لڑکا اوسکی مدخولہ (سریہ) ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ محمد نے اسکا نام ابراہیم رکھا اور وہ صرف اس امید پر خوش تھا کہ یہہ لڑکا اوسکے بڑھاپے کی کمائی ہے اور نرینہ اولاد مین سے صرف یہی ایک ہے آیندہ نسلون مین اوسکا نام قایم و جاری رکھے گا۔

محمد کی شہرت خواہ بحیثیت رسالت خواہ بحیثیت فاتح عربستان کے دور و دراز ممالک تک پہونچ گئی تھی اور دور دراز قبایل و اقوام کی جانب سے مدینہ مین لگاتار سفارتین[لہ] آئی تھین بعض نے تو اوسکو رسول خدا تسلیم کیا اور مذہب اسلام مین داخل ہو گئے۔ اور بعض نے

[لہ] ان سفارتون کو عربی مین وفود کہتے ہین وفود جمع ہے وفد کی ۹ سنہ ہجری مین وفود کثرت سے آئے تھے۔ اسیوجہ سے اس سال کا نام عام الوفود مشہور ہوا۔ مترجم

اوسکی بحیثیت دنیوی بادشاہ متابعت قبول کی اور خراج دینا قبول کیا۔ محمد کی استعداد و لیاقت بھی ضروریات وقت کے مطابق وسیع و فراخ ہوتی گئی جوں جوں اوسکے اقبال کا ستارہ بلند ہوتا گیا اوسکے خیالات وسیع اور ہمت بلند ہوتی گئی۔ اب وسنے اپنی سریع الازدیاد اور روز افزون سلطنت کے مالی نظم و نسق کے لئے ایک نہایت ہی لالچی ہر ملک کی طرح تجویزین کرنی شروع کین اوسنے ظاہری خوش آیند نام زکوۃ کے بہانہ سے مسلمانون پر ایک ٹیکس لگایا جو مفصلہ ذیل نصاب پر تہا۔

جو زمین بارش اور انہار سے سیراب ہو اوسکی کل پیداوار کا ۱۰ ان حصہ جس زمین کی پیداوار آبپاشی پر منحصر ہو وہان بیسوان حصہ۔ ہر دس اونٹ پر دو بھیڑین چالیس راس مویشی پر ایک راس مادہ گاو، تیس راس مویشی کے لئے ایک دو سالہ گوسالہ یعنی بچھڑا۔ چالیس عدد بھیڑون کے لئے ایک بھیڑ جو شخص مقیاس سے زیادہ دیتا تہا وہ صادق مومن اور بڑا ارادتمند سمجھا جاتا تہا اور خدا کے نزدیک اجر عظیم کا مستحق قرار دیا جاتا تہا۔

جزیہ اون لوگون سے لیا جاتا تہا جنہون نے مذہب اسلام تو قبول نہین کیا تہا لیکن محمد کی بحیثیت دنیوی بادشاہ اطاعت قبول کرلی تہی۔ اور یہ محصول فی کس غلام ہو یا آزاد ایک اشرفی یعنی دینار ہوتا تہا خواہ کوئی نقد ادا کرے یا جنس دے۔

خیراتی ٹیکس یعنی زکوۃ کے وصول کرنے مین کسیقدر دقت و تکلیف پیش آئی۔ مغرور و متکبر قبیلہ تمیم نے کہلے طور پر زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور محصل یعنی عاملان زکوۃ کو نکال دیا۔ مسلمانون کا ایک رسالہ انکی تنبیہ تادیب کے لئے روانہ کیا گیا جو اونکے بہت سے زن و مرد اور بچون کو مقید کر لے آیا۔ قبیلہ مذکور کی طرف سے قیدیون کی رہائی کے لئے ایک ڈیپوٹیشن (رسالت) آیا۔ ممبران ڈیپوٹیشن مین سے چار شخص بڑے مشہور و معروف شاعر اور فصیح و بلیغ تقریر کرنے والے تہے۔ بجائے اسکے کہ وہ محمد کی منت سماجت کرتے اونہون نے اوسکی مذمت ہجو شروع کی اور مسلمانون کو شاعرانہ مباحثہ کے لئے دعوت دی

محمد نے جواب دیا کہ "مین خدا کی طرف سے شاعر بنا کر نہین بہیجا گیا اور نہ مین فصاحت و بلاغت کو اپنی شہرت کا ذریعہ قرار دیتا ہون"۔ تاہم چند مسلمانون نے انکی دعوت و صلاے مناظرہ قبول کی۔ اور ایک تحریری و قلمی جنگ شروع ہوئی جسمین قبیلہ تمیم کے آدمیون نے ہار مانی اور اپنی شکست کا اعتراف کیا۔ محمد اونکی صلاے مناظرہ۔ اونکی نظم و اشعار اور اونکے اعتراف عجز و شکست سے یہان تک محظوظ و مسرور ہوا کہ اونہین صرف اونکے قیدی ہی واپس نہین دئے بلکہ اونکو تحف و ہدایا دیکر رخصت کیا۔

محمد کے نظم و شعر پر فریفتہ ہونے کی ایک اور عمدہ تمثیل ہے۔ کعب[ک] بن زہیر جو مکہ کا ایک

[ک] کعب ایک بڑا مشہور فصیح و بلیغ شاعر تہا اور بدیہہ گوئی مین کمال رکہتا تہا۔ اسنے محمد کی رسالت کا شہرہ سنکر اپنے بہائی کو بہیجا تاکہ اوسے خبر دے کہ محمد واقعی اپنے دعوے مین سچا ہے اوسکا بہائی بسبب سابقہ معرفت کے جو ابوبکر کے ساتھہ تہی آکر مسلمان ہوگیا۔ کعب کو نہایت غصہ آیا کہ بغیر میرے مشورہ کے کیون مسلمان ہوگیا اوسنے ابوبکر اور محمد کی ہجو مین اشعار لکھکر بہیجے۔ ایک انمین یہہ تہا شعر سَقَاكَ اَبُوْبَكْرٍ بِكَاسٍ رَدِيَّةٍ * فَاَنْهَلَكَ الْمَامُوْرُ مِنْهَا وَعَلَّكَا * یعنی پلایا تجہے ابوبکر نے برا پیالہ پہر سیراب کیا تجہے مامور نے اوس سے اور مکرر دیا مامور محاورے مین اوس شخص کو کہتے ہین جسے جن سے رابطہ ہو اور جن کا امر اوسے پہونچے۔ یہہ اشارہ کیا تہا اوسنے محمد کی طرف کہ بجاے وحی کی اوسے جن خبر دیتے ہین۔ اسواسطے یہہ اون لوگون مین داخل تہا جنکا فتح مکہ کے روز خون ہدر ہوا تہا۔ مگر یہہ اوس روز ہاتہہ نہ آیا۔ اسکے بہائی نے اسکو خفیہ لکھہ بہیجا کہ تیرا خون ہدر ہوا ہے تو اپنا بچاؤ کر۔ یہہ مدینہ کو روانہ ہوا دن کو چہپ رہتا اور رات کو چلتا محمد مسجد نبوی مین تہا کہ اوسنے اچانک دروازہ پر اونٹنی بٹہا دی اور کہا مین کعب بن زہیر ہون اور مسلمان ہوکر آیا ہون اور قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ فَقَلْبِی الْيَوْمَ مَتْبُوْلُ * جو نعت مین تہا پڑہا محمد نے پوچہا کہ یہہ شعر سقاک ابوبکر الخ تیرا ہی ہے جواب دیا ہان مگر اوسنے اپنی ذہانت سے دو حرف بالعوض بدلدئے جس سے وہ شعر ہجو کا نہ رہا بلکہ مدح کا ہوگیا ردیۃ مرویہ بمعنی خوشگوار اور مامور کی جگہ

ہ مامون یعنی وہ شخص جو امانت دار ہے خدا کی وحی یعنی محمد اس حاضر جوابی سے بہت خوش ہوا۔ مترجم

نہایت مشہور شاعر تہا۔ اسنے محمد کی ہجو و مذمت مین بہت سے اشعار لکھے تہے۔ اسلیئے وہ ان لوگون مین شمار کیا گیا تہا جو قابل تعزیر تہے۔ محمد نے جب مقدس شہر مکہ کو فتح کیا تو کعب بہاگ گیا۔ اب وہ رسول کے ساتھہ صفائی کرنے کے لئے مدینہ مین آیا اور ایک مسجد مین جب محمد کے نزدیک پہونچا تو اوسکی مدح و ثنا مین اشعار پڑہنے شروع کیئے۔ بعد ازان یہہ نظم عربی زبان مین نہایت ہی مشہور و معروف ہوئی۔ کعب نے اس نظم کے خاتمہ مین محمد کے رحم و عفو کی نہایت ہی تعریف کی اور کہا "رسول خدا مین عفو جرایم ایک ایسی خوبی و صفت ہے کہ جسپر ہر ایک شخص پورے پورے وثوق اور یقین کے ساتھہ بہروسا کر سکتا ہے۔" نظم کی خوبی پر فریفتہ اور خوشامد کے کلمات سے خوش ہو کر محمد نے شاعر کے خیالات کا ثبوت دکھلایا کیونکہ محمد نے صرف اوسکی خطا ہی معاف نہ کی بلکہ اپنی ردا اوتار کر اوسکے اوپر ڈال دی۔ کعب نے اس متبرک عطیہ کو تا دم مرگ بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکہا۔ اسکے معاوضہ مین سونا چاندی لینے سے انکار کرتا رہا۔ امیر معاویہ نے دس ہزار درم دیکر اوسکے وارثون سے یہہ چادر خرید لی۔

۳۶ جہتیسوین خلیفہ کے عہد تک اس مقدس چادر کو خلفا شاہانہ جلوہ اور مقدس رسوم کے سر انجام کے موقع پر متبرکا زیب تن کرتے رہے۔ حتے کہ تاتاری فاتح ہلاکو نے (جو چنگیز خان کا پوتا تہا ۱۲ مترجم) اس مقدس پارچہ کو خلیفہ معتصم باللہ کی پیٹہہ سے پہاڑ کر اوتارا اور جلا کر راکہہ کر دیا۔

جبکہ ملک عرب کے قصبات و قلاع یکے بعد دیگرے مذہب اسلام قبول کرتے گئے اور محمد کی متابعت مانتے گئے قصبہ طایف جو قبیلہ ثقیف کا ایک مضبوط قلعہ تہا اپنے معزز بت لات کی پرستش مین بڑے استقلال کے ساتھہ ثابت قدم رہا۔ وہان کے باشندون کو اپنے پہاڑی مواقع اور اپنی قلعہ اور فصیلن پر بڑا ناز اور گہمنڈ تہا۔ گو وہ حملہ سے تو مامون و محفوظ تہے مگر مسلمانون نے آہستہ آہستہ اونکو محصور کر کے دیگر علاقجات سے مقطوع الوسایل کر دیا۔ حتے کہ نوبت یہانتک آ پہونچی کہ اگر وہ اپنے قصبہ اور قلعہ سے ذرہ بہی حرکت کرتے تو اونپر فی الفور حملہ ہو جاتا۔ اسقدر تنگ و خایف ہو کر ناچار اونہون نے محمد کے پاس صلح و صفائی کے واسطے ایلچی بہیجے۔

اس مغرور بت پرست قوم کی نسبت محمد کے دل مین سخت کینہ و غضب بھرا ہوا تھا۔ اسی شہر کے لوگون نے ایک دفعہ اوسکو اپنے دروازہ سے باہر نکال دیا تھا۔ اور دوسری دفعہ اوسکو اپنی فصیل کے قریب سے بڑی ذلت کے ساتھہ ہٹا دیا تھا۔ محمد نے صلح کے لئے یہہ شرطین پیش کین کہ اسلام قبول کرین اور بغیر کسی شرط کے متابعت اختیار کرین۔ ایلچیون نے بذات خود نہایت خوشی سے مسلمان ہونا قبول کیا۔ لیکن یہہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اگر باشندگان طایف سے یہہ تقاضا کیا جاویگا کہ وہ دفعتہً اپنا قدیمی مذہب ترک کردین تو اونکے لئے یہہ نہایت شاق ہوگا۔ اسلئے ایلچیون نے باشندگان کی طرف سے التجا کی کہ اونکو تین سال اور اپنے بت لات کی پرستش کی اجازت دیجاے۔ محمد نے اس درخواست کے منظور کرنے سے صاف انکار کیا۔ آخر اونہون نے ایک مہینہ کی مہلت مانگی کہ اس عرصہ مین باشندگان طایف کے دل قبول اسلام پر آمادہ کئے جائینگے۔ یہہ درخواست بھی نامنظور ہوئی۔ کیونکہ خدا کی عبادت کے ساتھہ ہر قسم کی بت پرستی ناممکن ہے۔ ناچار ہوکر اونہون نے یہہ درخواست کی کہ ہمکو روزانہ نماز سے معذور رکھا جاوے۔ محمد نے جواب دیا کہ "نماز کے بغیر کبھی اسلام کی تکمیل نہین ہو سکتی۔ حاصل کلام اونکو مجبور کیا گیا کہ وہ بدون کسی شرط و استثنار کے متابعت قبول کرین۔

محمد نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ کو اس غرض سے طایف کی طرف روانہ کیا کہ وہان جاکر لات کے بت کو جو پتھر کا بنا ہوا تھا توڑ دین۔ ابوسفیان نے ایک کلہاڑا مارا۔ مگر ضرب چوک گئی اور وہ خود منہ کے بل گر پڑا۔ بت پرستون نے اسے نیک فال سمجھکر نعرہ مسرت بلند کیا۔ لیکن مغیرہ نے بت کو ہتوڑے کی ضرب سے مسمار کرکے اونکی امیدون کے کہیت پر بجلی گرا دی۔ پہر مغیرہ نے تمام قیمتی جواہرات و زیورات یعنی حمایل۔ بالے۔ بازوبند وغیرہ اور نفیس پارچات جنکے ساتھہ بت پرستون نے اوسکو آراستہ پیراستہ کر رکھا تھا اوتار لئے اور اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے زمین پر پہینکدیا۔ طایف کی عورتین اسپر گریہ وزاری اور ماتم کرتی تہین۔

نوٹ مصنف ثقیف تا حال ایک طاقتور قوم ہے اور حجاز کے سلسلۃ الجبال کے مشرقی ڈہلاو

کے اوسی زرخیز علاقہ پر قابض و متصرف ہے۔ بعض لوگ قدیم شہر طائیف مین آباد ہے اور بعض لوگ خیمون مین رہتے ہین اور بھیڑ بکری کے گلے پالتے ہین۔ وہ دو ہزار جوان میدان جنگ مین لاسکتے ہین۔ وہابیون کے محاربات مین انہون نے اپنے قلعہ طائف کو محفوظ و مصئون رکھا تھا۔ دیکھو برک ہارڈٹ کے نوٹ فصل ۵۔ فقرہ ۲)

اون سردارون مین سے جو محمد کی طاقت کو ناچیز اور حقیر سمجھتے تھے ایک سردار عامر بن طفیل تھا۔ یہہ شخص قوم بدو کے قبیلہ عامر کا امیر تھا۔ اور حسن و جمال اور شاہانہ جاہ و جلال مین نہایت ہی مشہور و معروف تھا لیکن بڑا ہی بد دماغ اور پرجوش آدمی تھا۔ اوسکے جاہ و حشم مین تکلف اور دکھاوا بہت تھا۔ اُقحہ کے بڑے میلہ مین جہان عرب کے ہر ایک علاقہ سے۔ تاجر۔ سوداگر۔ شاعر اور تماشائی لوگ جمع ہوا کرتے تھے ایک نقیب بآواز بلند پکارا کرتا تھا کہ "اگر کسیکو باربرداری کے جانور کی ضرورت ہو وہ عامر کے پاس آوے۔ اگر کوئی بھوکا ہو وہ عامر کے پاس آوے وہ اوسے کھانا دیگا۔ اگر کوئی عذاب و عقوبت مین گرفتار ہو عامر کے پاس آوے وہ اوسے امان دیگا"۔

عامر نے اپنی فیاضی سے ہر ایک شخص کو حیرت مین ڈال رکھا تھا اور جون جون اوسکی ہر دلعزیزی بڑہتی جاتی تھی اوسکی اولوالعزمی اور ہمت بھی وسیع ہوتی جاتی تھی۔ محمد کی روز افزون طاقت نے اوسکے دل مین بغض و حسد پیدا کیا۔ جب اوسکو یہہ صلاح دی گئی کہ محمد کے ساتھہ صلح و صفائی کرلے تو اوسنے نہایت تکبر و بددماغی سے جواب دیا کہ "مینے قسم کھا رکھی ہے کہ جبتک تمام عربستان کو فتح نہ کرلونگا آرام نکرونگا۔ کیا مین اوس قریشی کی اطاعت قبول کرون"۔ تاہم مسلمانون کی متواتر فتوحات نے اوسکو مجبور کیا کہ وہ دوستون کے صلاح و مشورہ پر عمل کرے۔ وہ مدینہ مین آیا اور سر مجلس محمد سے یہہ سوال کیا "کیا تو میرا دوست بنے گا"۔

محمد نے جواب دیا "ہرگز نہین۔ اللہ کی قسم ہرگز نہین جبتک تو مذہب اسلام قبول نہین کریگا"

"اگر مین مذہب اسلام قبول کرون۔ کیا تو اسپر قناعت کریگا کہ عربستان کے شہرون کی حکومت اپنے ہاتھہ مین رکھے اور صحرا کے قبایل بدو میرے لئے چھوڑ دے۔ اسکا جواب بھی نفی

مین دیا۔ "تو مین تیرا مذہب قبول کر کے کیا حاصل کرونگا" محمد نے کہا "صادق مومنون کی دوستی"۔ سعر دستگیر عامر نے جواب دیا کہ مین ایسی دوستی کا ہرگز لالچ نہین کرتا۔ یہہ کہکر وہ محاربانہ دہمکی کے ساتہہ اپنے قبیلہ مین واپس چلا گیا۔

ایک اور رئیس قبیلہ بدو کا تہا۔ اوسکا نام عدی تہا اور وہ خاندان طی کا سردار تہا۔ اسکا باپ حاتم بڑا مشہور و معروف آدمی تہا۔ حاتم صرف جنگی استعداد مین ہی ممیز و ممتاز نہ تہا بلکہ سخاوت اور فیاضی مین اوس سے بہی بڑہکر نامور اور شہرۂ آفاق تہا حتی کہ عرب والے جب کسی کی فیاضی کی بہت تعریف کرتے تہے تو کہدیتے تہے هُوَ اَفْيَاضٌ كَالْحَاتِمِ یعنی وہ حاتم کی طرح سخی ہے۔ اسکا بیٹا عدی عیسائی تہا۔ گو وہ اپنے باپ کی طرح فیاض اور سخی ہی ہوگا مگر اوسکی طرح بہادر اور جری نہین تہا۔ مسلمانون کی لوٹ کہسوٹ والی مہمات سے خایف ہوکر اوسنے ایک جوان عرب کو جو اوسکے اونٹ چرایا کرتا تہا یہہ حکم دے رکہا تہا کہ چند نہایت قوی اور سریع السیر اونٹ ہمیشہ طیار رکہے اور دشمن کے آنے پر اوسے فی الفور اطلاع دیے۔

اتفاق سے علی اوس علاقہ مین سوارون کے ایک دستہ کے ساتہہ گشت کر رہا تہا اور اوسکے دو جہنڈے ایک سفید اور ایک سیاہ اوٹہائے ہوئے تہے۔ اس جوان عرب نے دور سے ان جہنڈون کو دیکہا اور بہاگ کر عدی کے پاس گیا۔ عدی نے فی الفور اپنی بیوی اور بچون کو اونٹون پر سوار کیا اور ملک شام کی طرف بہاگ گیا۔ اسکی بہن جسے صفانہ یعنی موتی کہا کرتے تہے مسلمانون کے ہاتہہ قید ہوئی اور دوسرے قیدیون کے ساتہہ مدینہ مین لائی گئی۔ صفانہ نے اپنے قیدخانہ کے پاس سے محمد کو گذرتے دیکہا اور چلا کر کہا "اے رسول خدا مجہپر رحم کر۔ میرا باپ مر گیا ہے۔ اور وہ شخص جسے میری حفاظت کرنی چاہیئے تہی مجہے چہوڑ کر چلا گیا ہے۔ اے رسول خدا مجہپر رحم کر۔ تاکہ خدا تجہپر رحم کرے"۔ محمد نے پوچہا تیرا محافظ کون ہے۔ جواب دیا "عدی بن حاتم" محمد یہہ کہکر کہ "وہ خدا اور اوسکے رسول سے روگردان ہے" آگے چلا گیا۔ دوسرے دن جب محمد پہر وہان سے گزرا تو علی نے جو اوس عورت کی خوبصورتی اور تکلیف سے موثر ہوچکا تہا اوسکو

مین کہا اوٹھو اور پہر رسول کی خدمت مین منت سماجت کرو۔ اوسنے پہر عرض کی اور کہا "ای رسول خدا میرا باپ مرگیا ہے۔ میرا بہائی جسے میری حفاظت لازم تہی مجہے چہوڑ گیا ہے۔ مجہپر رحم کر خدا تجہپر رحم کریگا"۔ محمد نے نہایت عطوفت سے اوسکی طرف متوجہ ہوکر کہا "اچہا ایسا ہی ہو"۔ اوسنے اوسے رہا ہی نہ کیا بلکہ پوشاک اور ایک اونٹ بہی دیا۔ اور اوس کاروان کے ساتہ جو بہت جلد ملک شام کو جانے والا تہا روانہ کردیا۔ جب وہ عورت اپنے بہائی کے پاس پہونچی تو اوس اوسکو بیوفائی کے بارہ مین بہت لعن طعن کی۔ عدی نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اوسکی بہن نے اوسے معاف کیا۔ پہر اوسنے یہہ ترغیب دی کہ محمد کے ساتہ صلح و صفائی کرلو۔ اور کہا کہ بیشک وہ رسول خدا ہے اور بہت جلد تمام ملک پر متسلط و متصرف ہوجاویگا۔ اسلیے جلدی کرکے اور اوسوقت سے پیشتر اوسکی عطوفت مہربانی حاصل کرو۔

عاقبت اندیش عدی نے بہن کی صلاح منظور کرلی اور مدینہ مین آکر رسول سے جو اوسوقت مسجد مین بیٹہا تہا ملاقات کی۔ عدی نے اس ملاقات کا حال خود بیان کیا ہے اوس سے محمد کی سادگی طرق معاشرت خوب نمایاں طور پر واضح و لائح ہوتی ہے۔ گو اوسوقت محمد کے اختیار و اقتدار شاہانہ تہے اور فتوحات کا سلسلہ بہی بخوبی تمام جاری تہا۔ اوسکا بیان ہے "اوسنے میرا نام پوچہا۔ جب مینے بتلایا تو وہ مجہے اپنے ہمراہ اپنے گہر لے گیا۔ رستہ مین اوسسے ایک نہایت کمزور ضعیف عورت نے سلام کیا۔ محمد ٹہیر گیا اور اوس سے اوسکے کام کے معاملات مین بات چیت کرتا رہا۔ مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہہ بادشاہی طریقہ نہین ہے۔ جب ہم دونون اوسکے گہر مین پہونچے تو اوسنے مجہے ایک تکیہ بیٹہنے کے لئے دیا جسمین لیف خرما بہرا ہوا تہا اور خود زمین پر بیٹہہ گیا۔ مینے خیال کیا کہ یہہ بادشاہون کا دستور نہین ہے۔ تب اوسنے مجہے مذہب اسلام اختیار کرنے کے لئے تین دفعہ کہا۔ مینے جواب دیا میرا اپنا مذہب ہے"۔ محمد نے کہا "مین تیرے مذہب کو تجہسے بہتر جانتا ہون۔ تو بحیثیت بادشاہ اپنی رعایا سے ایک ربع یعنی چہارم لیتا ہے۔ کیا یہہ عیسوی مذہب کا اصول ہے"۔ ان باتون سے مینے معلوم کیا کہ وہ رسول ہے اور دوسرے لوگون

مایل نہیں ہوتا کہ تو دیکھتا ہے کہ ہم مفلس و نادار ہیں - وہ وقت نزدیک ہے کہ صادق مسلمون کے پاس اسقدر دولت و مال ہوگا کہ وہ اوسکا انتظام نہیں کر سکینگے - شاید تو اس بات سے ڈر گیا ہے کہ مسلمانون کی تعداد انکے دشمنون کی نسبت بہت ہی قلیل ہے - اللہ کی قسم وہ وقت دور نہیں رہا کہ ایک مسلمان عورت تن تنہا اونٹ پر سوار ہوکر شہر قادسیہ سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے جو مکہ مین ہے بے خوف و خطر سفر کر سکے گی - شاید تیرا یہہ خیال ہے کہ طاقت و سلطنت کافرون کے ہاتھہ مین ہے - یہہ یاد رکھو کہ وہ وقت اب دور نہیں رہا کہ ہم اپنے جھنڈے شہر بابل کے سفید برجون پر اوڑا دینگے (نوٹ دیکھو حیات محمدی مصنفہ ڈیل صاحب صفحہ ۲۴۷) عاقبت اندیش عدی نے محمد کی رسالت پر یقین کیا اور مذہب اسلام اختیار کر لیا۔

شہنشاہ ہرقلیس کا مسلمانون کی سرکوبی و استیصال کے لئے ملک شام کی سرحد پر فوج جمع کرنا - محمد کا اوس فوج پر پہلے سے حملہ کی طیار کرنا - عبد اللہ منافق کا لوگون کو محمد کے ساتھ جانے سے خفیہ طور پر منع کرنا - محمد کا نزول وحی کے رو سے جنگ سے باز رہنے والون کو قابل تعزیر قرار دینا - ارادتمند و صادق مسلمانون کا زر و زیور سے مدد دینا - محمد کا دس ہزار آدمی کی فوج کے ساتھ روانہ ہونا اور علی کو مدینہ کی حکومت پر چھوڑ جانا - عبد اللہ منافق کا علی کو تحریک دینا

فوج کا رستہ مین بشدت تمازتِ آفتاب تکلیف اوٹھانا۔
سات روز کے بعد فوج کا مقام تبوک[1] مین پہونچنا۔ محمد کا
تبوک مین مخیم ہو کر قرب وجوار کے علاقجات مین اپنی کپتانون
اور جنرلون کو فتح ممالک واشاعت دین اسلام کے لئے روانہ
کرنا۔ اور ان علاقون کو فتح کر کے آگے بڑھنے کی طیاری
کرنا۔ فوج کا آگے بڑھنے مین پس وپیش کرنا۔ آخر کار بہت
سی کنگش ومشورت کے بعد تبوک سے واپس ہٹنا۔

محمد کچھہ تو فتوحات ملکی سے اور کچھہ لوگون کو مذہب اسلام مین داخل کر کے تمام عربستان کا بادشاہ ہوگیا تہا۔ وہ پراگندہ قومین جو ایک زمانہ مین ایک دوسرے کے لئے باعث خوف وہلاکت تہین لیکن باہم نفاق وجدال کے باعث دیگر ممالک دنیا کے مقابلہ مین بالکل کمزور اور ناچیز تہین محمد نے ان سب کو متفق ومتحد کر کے ایک قوم بنا دیا اور بیرونی فتوحات کے لایق کر دیا۔ محمد کے پیغمبرانہ منصب نے اُس تمام طاقت کو جو صحرائے عرب مین تہی اپنے قابو وتصرف مین کر لیا۔ اور اپنے مذہب اسلام کی اشاعت اور مسلمانی فتوحات کو بیرونجات مین لے جانے کے لئے ہمہ وجوہ تیار ومستعد تہا کہتے ہین کہ اوسکی بے حد فتوحات اور تازہ کارروائیون نے جو اوسنے مقام موتہ مین کین آخر کار شہنشاہ ہرقلیس کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔ اوسنے اس تازہ دشمن کی سرکوبی کے لئے ملک

---

[1] تبوک بتقدیم وفتح تای فوقانیہ وضم بای موحدہ ایک موضع کا نام ہے اطراف شام مین چونکہ فوج وہان ٹہیری تہی اسلئے یہہ جنگ غزوہ تبوک کے نام سے مشہور ہوئی اسکو غزوہ عسرہ بہی کہتے ہین اسلئے کہ تکلیف

[illegible]

کہ مذہب اسلام کے جھنڈے ملک شام کے عین مرکز تک لے جائے۔ پہلے محمد کا دستور تھا کہ جب کبھی کسی مہم کی طیاری کرتا تو نہایت اخفا اور پوشیدگی سے کرتا تھا۔ صرف چند معتبر اور صادق افسرون کو اپنے منشا سے آگاہ کرتا تھا اور حیل متنوعہ سے اپنے اصحاب کو نہایت خطرناک مہمات مین لیجایا کرتا تھا۔ لیکن یہہ تازہ محاربہ جو عرب کی مختصر لوٹ کھسوٹ والی مہمات سے بہت مختلف تھا۔ بہت سی طیاریون اور تجویزون کا مقتضی تھا اور ایک غیر معمولی فوج کا اجتماع ضروری تھا اور ایک ممتد وقت اور دور و دراز سفر کے لئے ضروریات و مایحتاج کا بندوبست کرنا لابدی تھا اسلئے محمد نے اس مہم کی کیفیت و مقاصد کو علانیہ طور پر ظاہر کر دیا۔ اس موقع پر لوگ حسب معمول جمع نہوئے۔ بہت سے لوگون کو مقام موتہ کی تباہی یاد تھی اور وہ دوسری بار تجربہ کار و ماہر فنون جنگ سپاہ سلطنت روما کے ساتھ مقابلہ کرنے سے خوف و تامل کرتے تھے۔ علاوہ اسکے ایسی دور و دراز اور خطرناک مہم کے لئے موسم بھی اچھا نہین تھا گرمی کے دن تھے زمین تپ رہی تھی۔ ندی نالے خشک پڑے ہوئے تھے۔ ماسوا اسکے فصل خرما بھی نزدیک تھا یعنی وہ وقت تھا کہ لوگ اپنے گھر رہکر میوہ جمع کرین نہ کہ لوٹ کھسوٹ کے لالچ سے مہمات پر باہر جاوین

عبداللہ بن ابی رئیس فرقہ خزرد نے تمام یہہ باتین لوگون کو سوجھا سوجھا کر محمد کے ہمراہ نہ جانے کی ترغیب دی۔ کیونکہ یہہ محمد کا پوشیدہ دشمن تھا اور اوسکی تجاویز کے فسخ کرنے کے لئے ہر ایک موقع کا منتظر رہتا تھا۔ اوسنے لوگون سے یون کہنا شروع کیا "ایسے دور و دراز سفر کے لئے یہہ کیا عمدہ موسم ہے۔ صحرا تمازت آفتاب سے جل رہے ہین پانی کا قحط ہے۔ محمد رومانیون کے ساتھ جنگ کرنا کھیل سمجھتا ہے۔ میری بات پر یقین کرو کہ یہہ محاربہ اون لڑائیون کی نسبت سخت مشکل ہے جو عرب لوگ آپسمین کر لیتے ہین۔ خدا کی قسم مجھے تو ابھی سے تم سب پا بجولان معلوم ہوتے ہو"

ایسی سوجھاوٹون اور طنزون سے اوسنے فرقہ خزرد کے لوگون اور اونکے طرفدارون کے خوف کو

نزول وحی کو کام مین لایا۔ چنانچہ ایک آیت قرآنی[1] نے یہہ ظاہر کیا۔ "وہ لوگ جو پیچھے رہجاوینگے اور اپنے تئین خدا کی خدمت مین لگانے سے انکار کرینگے۔ اور موسم گرما کی شدت کا بہانہ کرینگے۔ اون سے کہدو کہ جہنم کی آگ اس سے بہی زیادہ گرم ہے۔ ہان وہ موجودہ امن اور سلامتی سے بڑے شوق سے حظ اوٹہا سکتے ہین لیکن بعدازان اونکو بے انتہا رنج و مصیبت کا سامنا ہوگا"۔

محمد کے چند ارادتمند صحابہ نے اس بے اتفاقی کے وقت مین نہایت ہی گرمجوشی اور محبت ظاہر کی۔ عمر عباس اور عبدالرحمن نے معقول رقمین پیش کین۔ اکثر مومنات نے اپنی زیورات اوتار دئے۔ عثمان نے ایک ہزار بعض لوگون کا بیان ہے کہ دس[2] ہزار دینار دئے۔ اور اس خدمت کے صلہ مین اپنے تمام معاصی گزشتہ موجودہ۔ اور آیندہ سے پاک و صاف کیا گیا۔

ابوبکر نے چار ہزار درہم دئے۔ چونکہ محمد کو معلوم تہا کہ ابوبکر کے پاس کل رقم یہی ہے اوسنے اس رقم کے لینے مین تامل کیا اور اوس سے کہا کہ "تیرے اور تیرے عیال و اطفال کے لئے کیا باقی رہے گا" اوسے جواب دیا کہ "اللہ اور اوسکا رسول"۔

ان ارادتمندانہ اور پرجوش تمثیلون کا عمدہ اثر ہوا۔ تاہم بہت سی مشکلات و تکالیف کے بعد ایک فوج جسمین دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے تہے طیار کی گئی۔ محمد نے اپنی غیر حاضری مین علی کو مدینہ کا گورنر اور اپنے قبایل وغیرہ کا محافظ مقرر کیا۔ چونکہ علی ہمیشہ رسول کے

---

[1] فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللّٰهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ۔ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ط سورۃ التوبہ مترجم

[2] مسلمان مورخون کا بیان ہے کہ کل لشکر تیس ہزار تہا انمین سے بیس ہزار کا سامان تنہا عثمان بن عفان نے کر دیا ۱۲ مترجم

ہمراہ رہتا تھا اور اوسکے ہر ایک مہم دراصل مین شریک ہونے کا عادی ہو چکا تھا اوسنے اس عہدہ کو بڑے اعتذار و تعلل کے بعد اپنی مرضی کے برخلاف منظور کیا۔ جب تمام بندوبست مکمل ہو چکا تو محمد اس خطرناک اور اہم مہم پر روانہ ہوا۔ محمد کی فوج کے ایک حصہ مین فرقہ خزرج اور اونکے متحدین تھے جو عبد اللہ بن ابی کے ماتحت تھے۔ اس شخص نے جسکو محمد نے نہایت مناسب و موزون خطاب رئیس المنافقین کا دیے رکھا تھا رات کو اپنے ہمراہیون سمیت علیحدہ ڈیرہ کیا اور فوج کے قلب سے کچھہ فاصلہ پر پیچھے رہا اور جب فوج صبح کو آگے بڑھی وہ پیچھے رہ گیا اور اور اپنے ہمراہیونکو مدینہ مین واپس لے گیا۔ چونکہ اوسکو اور اوسکے لواحقین کو علی کا مدینہ پر حکمران ہونا از بس ناگوار تھا وہ بذات خود علی کے پاس گیا اور باتین بنا کر اوسکو اپنی حالت اور اپنے عہدہ سے ناخوش کر دیا اور اوسے یہہ سکھلایا کہ محمد تمہین ایک خواہ مخواہ کا بوجھہ سمجھکر مدینہ مین چھوڑ گیا ہے۔ علی اس طرح سے پژمردہ ہوکر بجلدی تمام محمد کی طرف گیا اور اوس سے سوال کیا کہ آیا جو کچھہ عبد اللہ اور اوسکے لواحقین کہتے ہین درست اور راست ہے۔ محمد نے جواب دیا "یہہ لوگ جھوٹے اور منافق ہین اور مدینہ مین بغاوت اور فساد پیدا کرنا چاہتے ہین مین تمہین اسلیے پیچھے چھوڑ آیا تھا کہ اونکا خیال رکھے اور اپنے اور میرے قبایل کی حفاظت کرو مین یہہ چاہتا ہون کہ تو میرے ساتھہ اسطرح[1] ہو جاوے جسطرح موسی کو ہارون تھا۔ صرف اتنا فرق ہوگا کہ تو ہارون کی طرح پیغمبر نہین ہو سکتا کیونکہ مین خاتم النبیین ہون" علی کو یہہ تشریح سنکر تشفی ہوئی اور مدینہ کی طرف واپس آیا۔

بہت لوگون نے محمد کی مندرجہ بالا تقریر سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ علی اوسکا خلیفہ بلا فصل ہو کیونکہ عربی زبان مین موسی اور ہارون کی مناسبت ظاہر کرنے کا یہی مطلب ہے۔

وہ سپاہی جو محمد کے ساتھہ گئے تھے اونکو بہت جلد صحرا کی حدت آفتاب کی تمازت سے تکلیفون کا سامنا ہوا۔ بہت لوگ تو دوسرے روز واپس آ لیے اور کئی تیسرے چوتھے دن جبکہ علت

---

[1] اَمَا تَرضَی اَن تَکُونَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ ھَارُونَ مِن مُوسٰی اِلّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعدِی ترجمہ

لوگون کے فرار ہونے اور لشکر چہوڑ جانے کی خبر دیجاتی تہی تو محمد یہہ جواب دیتا تہا "انہین جانے دو۔ اگر وہ نیک اور کسی لایق ہین تو خدا اونہین واپس لاویگا۔ اور اگر وہ اچہے اور کسی لایق نہین تو ہم اونکی تکالیف سے سبکدوش ہوئے"۔ جب بعض لوگون نے اسطرح سے سفر کی تکلیف سے ہمت ہاردی وہ لوگ جو مدینہ مین رہ گئے تہے اونہون نے اپنی پست ہمتی و سست اعتقادی پر افسوس کیا۔ انہین سے ایک شخص ابو ہشام تہا۔ یہہ شخص عین تمازت وحدت آفتاب کے وقت اپنے باغ مین گیا۔ دیکہا کہ اوسکی دو بیبیون نے خیمہ کے سرد سایہ مین اوسکے لئے تازہ پانی اور گوشت وغیرہ پکا کر طیار رکہا ہوا ہے۔ وہ دہلیز پر ٹہیر گیا اور یون کہنے لگا "اسوقت رسول خدا تو صحرا کی گرمی اور سموم مین تکلیف اوٹہا رہے ہون۔ کیا ابو ہشام اپنی خوبصورت بیبیون کے پاس سرد سایہ مین بیٹہے۔ قسم ہے اللہ کی مین ہرگز اپنے خیمہ مین قدم نہین رکہونگا"۔ اوسنے فی الفور تلوار اور نیزہ سے اپنے تئین مسلح کیا اور اونٹ پر سوار ہوکر دینی جہنڈے کے ساتہہ شامل ہونے کے لئے روانہ ہوا۔

فوج اسلام سات روز کے نہایت پر تکلیف سفر کے بعد علاقہ حجار کے پہاڑی اضلاع مین داخل ہوئی جہان زمانہ سلف مین ثمود کے لوگ آباد تہے۔ یہہ فرقہ اب نیست و نابود ہوگیا ہے۔ یہہ ایک مکروہ و ملعون علاقہ تہا۔ اسکے متعلق روایت پیشتر بیان ہو چکی ہے۔ فوج کا اگلا حصہ جسکو اس روایت کی کچہہ خبر نہ تہی اور جو گرمی اور تکان کے باعث نہایت پژمردہ و ماندہ تہا اس سرسبز وادی مین آپہنچا سے روان اور قرب و جوار کی پہاڑیون مین ٹہنڈی ٹہنڈی غارون کو دیکہکر نہایت خوش ہوئے۔ یہہ غار قوم ثمود کے جن پر خدا کی لعنت نازل ہوئی تہی رہنے کے مکانات تہے۔ فوج کے آدمی اس نہر پر ٹہیر گئے۔ بعض نہانے لگے اور بعض نے کہانا شروع کیا اور سب اس امید پر خوش تہے کہ رات کو غارون مین سرد جگہ رہنے کو ملے گی۔ محمد کوچ کے وقت ہمیشہ پیچہے رہا کرتا تہا تاکہ کمزور آدمیون کو کئی بار تہکے ماندون کو اپنے پیچہے چڑہا لیا کرتا تہا۔ اسمرتبہ بہی وہ پیچہے ہی تہا۔ جب اس

مقام پر پہونچا جہان فوج نے ڈیرہ کیا تہا تو اوسکو وہ جگہ اور ساتھہ ہی اسکے وہ روایت بہی یاد آگئی جو اوسنے ایام طفولیت مین اس مقام سے گزرنے کے وقت سنی تہی - خدا کی لعنت سے خائیف ہوکر جو اوس مقام پر نازل ہوئی تہی اوسنے سپاہیون کو حکم دیا کہ جو گوشت نہر کے پانی کے ساتھہ پکایا گیا ہے اوسکو پہینکدو - اور جو آٹا گوندہا گیا ہے وہ اونٹون کو کہلادو اور اس مقہور علاقہ سے جلد نکل چلو - تب محمد نے اپنے کپڑے سے اپنا منہ ڈہانپ کر اپنے قاطر کو ایڑ لگائی اور اس ملعون علاقہ سے جلد نکل گیا - فوج اوسکے عقب مین اسطرح دوڑی جاتی تہی کہ گویا دشمن کے خوف سے فرار کر رہی ہے -

اس واقعہ کے بعد کی رات سخت مصیبت ناک اور تکلیف دہ تہی - فوج کو بلا دانہ پانی کے رات کاٹنی پڑی - موسم نہایت ہی گرم تہا صحرا مین لُو اور سخت سموم چل رہی تہی - تمام کیمپ مین العطش العطش کی پکار ہو رہی تہی - گویا کہ فرقہ ثمود والا قہر نازل ہو رہا تہا -

دوسرے دن نہایت عمدہ بارش ہوئی جس سے انسان و حیوان تر و تازہ ہو گئے اور سب کی جان مین جان آگئی - فوج نے تازہ دم ہوکر بڑی سرگرمی سے کوچ شروع کیا اور بغیر کسی تکلیف اذیت کے مقام تبوک پر پہونچ گئی - یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ تہا جو سلطنت روما کی حدود پر تہا اور مدینہ و دمشق کے عین نصف مین واقع تہا یعنی دونون مقامون سے دس منزل کے فاصلہ پر تہا - یہان محمد نے شجرستان اور چراگاہ کے درمیان ایک چشمہ کے نزدیک اپنا خیمہ نصب کیا - عربی راویون کا بیان ہے کہ یہہ چشمہ تقریباً سوکہا پڑا تہا - یہانتک کہ جب وضو کے لئے اسمین سے ایک چہوٹا سا برتن بہرا تو پیچہے ایک قطرہ بہی پانی باقی نہ رہا - محمد نے جب وضو کرکے پانی پیا تو اس برتن کا بقیہ پانی پہر اس چشمہ مین ڈالدیا فی الفور اس چشمہ سے نہر جاری ہوگئی جو تمام سپاہ اور حیوانات کے پینے اور دوسری ضروریات کے لئے کافی و وافی تہی - اس مقام سے محمد نے اپنے کپتان وغیرہ روانہ کئے کہ مذہب اسلام کی تلقین اور بالجبر اشاعت کرین اور باج حاصل کرین - قرب و جوار کے چند شہزادون نے اپنے سفیر بہیجے انمین سے بعض نے تو اسکی

کا اعتراف کیا اور بعض نے بہ حیثیت فاتح ملک اوسکی اطاعت قبول کی۔ انہین سے ایک یوحنا ابن رؤبا تھا جو شہر ایلا کا بادشاہ تھا۔ یہہ ایک عیسائی شہر تھا اور بحیرہ شام کے قریب واقع تھا۔ یہہ وہی شہر تھا جسکی بابت یہہ روایت بیان کی گئی تھی کہ زمانہ سلف مین یہان یہودی آباد تھے تو اونہون نے یوم السبت کو مچھلیان پکڑی تھین اس جرم کی سزا مین انکی صورتین مسخ ہو گئی تہین اس شہر کے بوڑہے آدمی خنزیر بنائے گئے تھے اور جوان آدمی بندر کی صورت بنائے گئے تھے۔ یہہ فیصلہ پوری سنجیدگی کے ساتھہ قرآن مین مندرج ہے۔ یہان کے بادشاہ نے محمد کے صلح کا عہدنامہ قلمبند کیا اور تین ہزار دینار سالانہ مسلمانون کو دینے کا وعدہ کیا۔ اسی عہدنامہ کا نمونہ دوسری ریاستون کے ساتھہ صلح و صفائی قایم کرنے کے لئی دستور العمل قرار پایا تھا۔

عربستان کے ان حکمرانون مین سے جو عیسوی مذہب کے تھے اور جنہون نے محمد کو باج دینے سے انکار کیا تھا ایک اکیدر بن مالک فرقہ کندہ کا تھا۔ یہہ اپنے علاقہ کے درمیان ایک قلعہ مین جو دامن کوہ مین بنا ہوا تھا رہا کرتا تھا خالد کو ایک دستہ سواران کے ساتھہ روانہ کیا گیا تھا کہ اوسکو راہ راست پر لاوے۔ خالد نے دیکھا کہ قلعہ بہت مضبوط ہے اور حملہ سے فتح نہین ہو سکے گا۔ اسنے ہوشیاری سے کام لیا۔ ایک رات چاندنی مین اکیدر اپنی بیوی کے ساتھہ قلعہ کی چھت پر تازہ ہوا سے لطف اوٹھا رہا تھا اسنے ایک جانور کو چرتے دیکھا اور خیال کیا کہ یہہ گورخر ہے جو قریب جوار کے پہاڑون سے اتر آیا ہے۔ اکیدر نے جو گورخر کے شکار کا بڑا شایق تھا اپنے نیزہ اور گھوڑے کو لانے کا حکم دیا اور اپنے بھائی حسن و چند سوارون کے ساتھہ شکار کے لئے قلعہ سے نکلا۔ گورخر آخرکار ایک دہوکے کی ٹٹی ثابت ہوا۔ ابھی وہ بہت دور نہین گئے تھے کہ خالد اپنے سپاہی لیکر کمین گاہ سے نکلا اور اونپر حملہ آور ہوا۔ وہ ایسے مسلح نہین تھے کہ اسکے حملہ کا جواب دے سکتے۔ حسن تو وہین مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہو گیا۔ باقی سب لوگ قلعہ مین بھاگ گئے مگر قلعہ بہی بہت جلد مفتوح ہو گیا۔ اکیدر ایک معقول فدیہ ادا کرنے اور باجگزاری قبول کرنے پر رہا کیا گیا۔

خالد نے بطور نشان فتح و فیروزی وہ پیراہن محمد کے پاس بھیجا جو حسن کی لاش پر سے اوتارا تھا۔ یہہ ریشمی کپڑے کا تھا اور طلا و جواہرات سے مرصع تھا۔ مسلمان اسکے گرد جمع ہوگئے اور اسکو حیرت و تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ رسول نے کہا "کیا تم اس کپڑے کو دیکھکر متعجب و حیران ہوتے ہو مجھے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین محمد کی روح ہے کہ وہ پیراہن جو اسوقت سعد بن معاذ جنت مین پہنے ہوئے ہے اس کپڑے سے کئی درجہ زیادہ بیش قیمت اور عمدہ ہے۔" یہہ سعد وہی شخص ہے جسنے ایک گذشتہ جنگ کے بعد سات سو یہودیون پر جو قیدی تھے قتل کا فتوی دیا تھا۔

مقام تبوک مین ٹھیرنے سے مسلمانون کی فوج تر و تازہ ہوگئی۔ اور چونکہ قرب و جوار کا ملک بھی مطیع و منقاد ہوگیا تھا۔ محمد آمادہ ہوا کہ اپنے محاربے کے اصل منشا کو پورا کرے اور ملک شام کے وسط تک اپنی فوج لیجاوے مگر اوسکے ہمراہی اوسکی طرح سرگرم و پرجوش نہین تھے علاوہ اسکے شام کی حدود پر کثیر التعداد لشکر کے اجتماع کی خبرون نے فوج کے حوصلے پست کر دئے تھے۔ محمد اس عام بے حوصلگی و پست ہمتی سے جو اوسکی فوج مین پھیلی ہوئی تھی خوب واقف تھا۔ لیکن وہ اس مہم کو ادھورا نہین چھوڑنا چاہتا تھا اوسنے ایک جنگی کمیٹی منعقد کرکے اس امر پر بحث کی کہ آیا آگے بڑھنا چاہئے یا نہین۔ عمر نے بڑے روکھے پن سے اسکا جواب دیا "اگر تم خدا کی طرف سے آگے بڑھنے پر مامور ہوئے ہو تو بیشک بڑھو۔" محمد نے کہا "اگر آگے بڑھنے کے لئے مجھے خدا کا حکم ہوتا تو مین کبھی تمہاری صلاح نہ پوچھتا" عمر نے اس عتاب آمیز جواب سے متنبہ ہوکر نہایت مودبانہ طریقے سے یہہ صلاح دی کہ جب ملک شام کی حدود پر اسقدر بہاری فوج کے اجتماع کی خبرین آرہی ہین تو ایسی حالت مین آگے بڑھنا قرین مصلحت نہین ہے۔ اسنے یہہ بھی کہا کہ اس سفر مین بہت سے کار نمایان ہوچکے ہین شہنشاہی فوج کے حملہ کو جسکا سخت اندیشہ لگ رہا تھا روکا گیا ہے اور بحیرہ قلزم سے لیکر دریاے فرات تک بہت سی قومین اور ملک مطیع و منقاد ہوگئے ہین۔ اسلئے مناسب ہے

کہ آپ اسکے سال اسی پر قناعت و اکتفا کرین۔ ور اس مہم کی تکمیل کسی آئندہ موقع پر ملتوی رکھین۔ عمر کی صلاح و مشورت منظور ہوئی۔ کیونکہ محمد کا قاعدہ تھا کہ جب وہ جوش و تحرق کی حالت مین ہوتا جو الہام یا نزول وحی کے قریب پہونچ جاتی تہی تو وہ جنگی معاملات مین اپنی رائے پر اپنے افسرون اور سپہ سالارون کی رائے کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ اسلئے مقام تبوک مین بیس یوم کے قیام کے بعد اسنے اپنا کیمپ توڑا اور اپنی فوج کو مدینہ کی طرف واپس لے آیا۔

۲۲

محمد کا جنگ تبوک سے واپس آنا۔ اون لوگون کو جو بلا عذر جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے مذہب اور باہمی ارتباط سے خارج کرنا

مخروج اور قابل تعزیر اشخاص مین سے چند کا ذکر

عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کی وفات۔ محمد کے خانگی جھگڑے اور اوسکا اپنی بیویون کے ساتھ برہم ہونا۔

محمد جب جنگی فتوحات سے واپس آکر مدینہ مین داخل ہوتا تو اوسکا یہ داخلہ نہایت سادہ اور نمائش و تکلف سے بالکل مبرا ہوتا تھا جب وہ شہر کے قریب پہونچا اور اوسکے گھر کے آدمی بڑے ازدحام کے ساتھ اوسکے استقبال کو آئے وہ اونکے ملنے کے لیے ٹھیر جاتا اور اونکے بچون کو اپنے پیچھے گھوڑے پر چڑہا لیتا۔ جنگ تبوک سے واپس آکر وہ اسی طریقہ سے مدینہ مین داخل ہوا لیکن فوج کا مال غنیمت کے ساتھ لئے ہوئے ایسی دور دراز مہم سے جو لشکر اسلام نے پہلے کبھی سر انجام نہین دی تہی واپس آنا ایسا اہم واقعہ تھا کہ عام مسلمان پرجوش مسرت ظاہر کرتے۔ صرف وہی لوگ پژمردہ خاطر و افسردہ دل تھے جنہون نے فوج کے ساتھ جانے سے انکار کیا تھا یا رستہ مین سے بھاگ آئے تھے۔ محمد نے صادق الاعتقاد مسلمانون کو ممانعت کردی تہی کہ اونکے ساتھ کسی قسم کا تعلق و رابطہ

نہ رکھین تاہم اونکے کفارہ اور عذر و معذرت سے نرم ہوکر رفتہ رفتہ ان سب کو معاف کر دیا۔ انہین صرف سات آدمی مقطوع الارتباط رہے۔ جب انہون نے دیکھا کہ اونکا ہر ایک دوست آشنا ان سے کنارہ کش ہے اور نفرت کرتا ہے اور فتح مند و مظفر جماعت مین اونپر لعن طعن کی بوچھار ہو رہی ہے تو اونہون نے تنگ آکر اپنے تئین مسجد کی دیوار سے باندہ دیا اور یہہ قسم کہائی کہ جبتک ہمارا قصور معاف نہین ہوگا ہم اسی حالت مین رہین گے - اودہر محمد نے یہہ قسم کہائی کہ مین انہین اسی حالت مین رہنے دونگا بشرطیکہ خدا کا حکم کسی دوسری طرح پر نازل نہو۔ خوش قسمتی سے اونکی معافی کے لئے قرآنی آیات نازل ہوئین - لیکن محمد نے جب اونکو اپنی ڈالی ہوئی زنجیرون سے آزاد کیا تو اونکی کل جایداد سے ایک ثلث مذہبی اخراجات مین صرف کرنے کے لئے لے لیا۔

انکے درمیان جو تہا حال مقطوع الارتباط تہے کعب بن مالک مُرارہ[1] بن الربیع اور ہلال ابن اُمیّہ تہے۔ یہہ تینون چونکہ نہایت پرجوش اور سرگرم مسلمانون مین سے تہے اسلئے رسول کی نظر مین انکا قصور اون لوگون کی نسبت جو انکا سا حال رکہتے تہے اور جنکا ایمان و ایقان بہت سست و مذبذب تہا دس گنا زیادہ تہا اسلئے محمد انکے حق مین ترحم اور نرمی کی طرف مایل نہوا۔[2] چالیس روز تک یہہ مقطوع الارتباط رہے اور یہہ انقطاع بہت شدید تہا یہانتک کہ اونکو اپنی بیویون کے پاس بہی آمد و رفت کی اجازت نہ تہی۔ کعب بن مالک نے جبکہ وہ اس حالت انقطاع مین تہا جو کیفیت اپنی بیان کی ہے اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ محمد اپنے متعلقین کے دلون پر کہانتک متسلط و متصرف تہا۔ کعب کا بیان ہے کہ ہر ایک شخص مجہسے نفرت کرتا تہا۔ یا مجہے ایک متغیر ہئیت مین خیال کرتا تہا۔ اوسکے دونون ہمراہی اپنے گہر سے ہرگز باہر نہ نکلے لیکن وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا تہا مگر کوئی آدمی اوسکے ساتہہ کلام نہ کرتا تہا۔ وہ مسجد مین گیا۔ رسول کے نزدیک جا بیٹہا اور رسول کو سلام کیا مگر سلام کا جواب نہ پایا۔ اکتالیسوین دن حکم ہوا کہ وہ عورت سے بہی علیحدہ ہوجاوے۔ اسنے شہر چہوڑ دیا۔ اور کوہ

---

[1] کیونکہ کعب اگرچہ اہل بدر مین سے نہ تہا لیکن بیعت عقبہ مین جو انصار نے ہجرت سے پہلے مکہ مین ایام حج مین کی تہی شامل تہا۔ دوسرے دونون اہل بدر مین سے تہے جنکی فضیلت مسلمانون کی کتابون مین بہت ہی ۱۲ مترجم

[2] اسلامی کتابون مین یہہ انقطاع پچاس روز تک لکہا ہے ۱۲ مترجم

سلاپیہ جہمیہ لگا کر جا رہا اور یہہ عزم کر لیا کہ اپنی سزا کو پورے پورے تشدد سے جہیلون گا۔ اوسکا دل ازبسکہ پژمردہ ہو گیا تہا۔ اوسکا اپنا بیان ہے کہ وسیع دنیا مجہے نہایت ہی تنگ و تار معلوم ہوتی تہی اکاون روز کے بعد ایک قاصد معافی کا مژدہ لایا۔ وہ فی الفور مدینہ مین آیا اور رسول کو مسجد مین جا ملا جو نہایت خندہ پیشانی سے اوسکے ساتہہ پیش آیا۔ اور کعب سے کہا کہ خدا نے تیرا قصور معاف کیا ہے۔ کعب کی روح جو یاس و حرمان کے عمیق گڑہے مین گری ہوئی تہی بلند پرواز ہوئی اور اوسنے جوش مسرت و عفو کے شکریہ مین اپنی دولت کا ایک حصہ اپنے گناہ کے کفارہ مین دیدیا۔

فوج کو مدینہ مین واپس آئے ابہی بہت دن نہین گزرے تہے کہ عبد اللہ بن ابی خزرجی یعنی رئیس المنافقین اسقدر بیمار ہو گیا کہ اوسکی زیست کی کوئی امید نہ رہی۔ گو محمد اس شخص کی دغابازی اور خفیہ حیلہ سازی سے جو وہ ہمیشہ اوسکے ساتہہ کیا کرتا تہا بخوبی واقف و آگاہ تہا تاہم بیماری کی حالت مین اوسکی عیادت کیلئے جاتا رہا۔ اوسکی موت کے وقت اوسکے پاس تہا اور قبر تک اوسکے جنازہ کے ساتہہ گیا۔ وہان محمد نے عبد اللہ کے بیٹے کے الحاح سے نماز جنازہ پڑہی۔ اور استغفار کی۔

عمر نے دربردہ محمد سے ایک منافق کے لئے استغفار کے بارہ مین حجت و بحث کی اور اوسے یاد دلایا کہ عبد اللہ کئی بار تہتک کر چکا ہے۔ لیکن محمد نے از راہ فراست عمر کے دلائل کا قرآن کی اس آیت سے جواب دیا "خواہ تم منافقین کے لئے دعا مانگو یا نہ مانگو اگرچہ تم ستر بار دعا مانگو تو بہی وہ ہرگز نہین بخشے جائینگے"[1]

پس عبد اللہ کی قبر پر جو محمد نے دعا مانگی تہی وہ ایک پالیسی کے رو سے تہی۔ یعنی قبیلہ خزرج اور متوفی کے طاقتور دوستون اور لواحقون کو اس تجویز سے دوست بنایا گیا تہا۔ اور اس باب مین محمد کی دعا نے خاطرخواہ کامیابی حاصل کی کیونکہ متوفی کے بہت سے لواحقین محمد کے نہایت جانفشان معتقد

[1] اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔ سورۃ التوبہ ۱۲ مترجم

بن گئی اوسوقت سے محمد کی حکومت مدینہ مین مستقل ہوگئی اور سب کانٹے دور ہو گئے۔ بعد ازان اوسنے ایک اور وحی کے نزول کا اظہار کیا جسکے رو سے اوس شخص کے بستر مرگ اور قبر پر جانے کی سخت ممانعت کی گئی تہی جو کفر مین مرا ہوے

گو محمد اپنے مخلصین صحابہ پر بالخصوص اور عوام الناس پر بالعموم اسطرح سے تسلط و تصرف رکہتا تہا مگر اوسکو اپنی بیویون کے نظم و نسق مین نہایت مشکلات پیش آئین اور اپنے حرم سرا مین صلح و صفائی قایم رکہنے مین سخت مزاحمت برداشت کرنی پڑی ظاہرا تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیویون کے ساتہہ پورے انصاف و عدل کے ساتہہ سلوک کرتا رہا ہے۔ ہر ایک بیوی کے لئے علیحدہ مکان تہا جسکی وہ بلا شرکت غیرے مالک تہی اور ہر ایک کے ساتہہ باری باری سے آٹہہ پہر گزارتا تہا۔ ایک دفعہ اوسکی بیوی حفصہ کی نوبت تہی۔ حفصہ کو اتفاق سے اپنے باپ کے پاس جانا پڑا مگر وہ بہت جلد واپس آگئی اور رسول کو اوسنے اپنی مرغوب و بختیار لونڈی ماریہ قبطیہ کے پاس پایا جو اوسکے بیٹے ابراہیم کی مان تہی۔ حفصہ مارے رشک و حسد کے آگ بگولا ہوگئی۔ محمد نے اوسکا غصہ فرو کرنے کی کوشش کی اوسکو یہہ خوف تہا کہ مبادا اوسکے شور و غل سے تمام حرم سرا بغاوت پر آمادہ ہو جاوے حفصہ نے اس شرط پر خاموش رہنے کا اقرار کیا اور وہ یہہ تہا کہ محمد آیندہ کے لئے ماریہ کے ساتہہ مباشرت کرنے سے قسم کہائے۔ اس شرط پر اوسنے گزشتہ را صلواۃ کہکر اخفا کا وعدہ کیا مگر حفصہ نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور عائشہ کو رسول کی بیوفائی سے مطلع کیا اور تہوڑی دیر مین تمام گہر بہر مین یہہ خبر پہیل گئی۔ اوسکی سب بیویون نے جمع ہوکر اوسکو ملامت کرنی شروع کی حتی کہ وہ اس سے زیادہ برداشت نہ کر سکا اور حفصہ کو طلاق دیدی اور دوسری عورتون کے پاس آجانا چہوڑ دیا۔ ایک ماہ تک وہ تنہا ایک کمرے مین بوریا بچہا کر پڑا رہا۔ لیکن اللہ نے اوسکی تنہائی و خلوت کے صلہ و معاوضہ مین قرآن کی پہلی اور چہٹی سورتین نازل کین اور اوسکو اس قسم سے بری کر دیا جو اوسنے ماریہ کے بارہ مین کہائی تہی۔ اوس دن سے ماریہ تنہائی و علیحدگی مین اوسکے ساتہہ رہنے لگی۔ سرکش اور باغی بیویون نے بہی اپنے ہوش سنبہالے اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ انہی سورتون کے رو سے ان کو مطلع

کیا گیا تہا کہ جو رسول کا دین ایسی شرطین جو عام مسلمانون کے لیے ہین رسول پر عاید نہین ہو سکتین آخر اوسنے حفصہ کو جو نہایت متاسف و پشیمان تہی پہر قبول کر لیا اور عایشہ کے ساتھہ بہی صلح کر لی کیونکہ اوسکو رسول دل و جان سے چاہتا تہا۔ رفتہ رفتہ دوسری بیویون کے ساتھہ بہی صلح کر لی۔ ماریہ کے ساتھہ اوسکا خاص میلان خاطر تہا کیونکہ وہ نہایت شکیل و وجیہ تہی اور اوسکے اکلوتے بیٹے کی ماں تہی۔

محمد کا اوس حج مین ابوبکر کو میر الحاج مقرر کرکے مکہ کی طرف روانہ کرنا۔ اسکے بعد علی کو ایک سورہ قرآنی کے مشتہر کرنے کے لیے مکہ مین بہیجنا۔ اشتہار جہاد

سالانہ حج کا مقدس مہینا قریب آگیا لیکن محمد معاملات عامہ اور کاروبار خانگی مین اسقدر مصروف تہا کہ وہ مدینہ سے باہر نہین جا سکتا تہا۔ اسلیے اوسنے ابوبکر کو اون لوگون کا جو مدینہ سے حج کو جانے کو تہے میر الحاج یعنی قافلہ سالار مقرر کیا۔ ابوبکر تین سو حاجیون کے ساتھہ بیس شتر قربانی کے لیے لیکر روانہ ہوا۔ ابوبکر کو روانہ ہوئے بہت دن نہین گذرے تہے کہ محمد نے اپنے داماد اور نہایت جانفشان معتقد علی کو بلا کر اوسے ایک نہایت تیز رو شتر موسوم بہ عضبا پر سوار کیا اور اوسکو ہدایت کی کہ بجلدی تمام مکہ کو جاوے اور وہان حجاج کے سامنے جو تمام ممالک سے جمع ہوئے ہین ایک نہایت مفید سورہ جو ابہی آسمان سے نازل ہوئی ہے مشتہر کرے۔

علی نے اپنی سفارت کو بکمال جوش و ایمانداری سے سر انجام کیا۔ وہ عین اوس موقع پر مکہ مین پہونچا جبکہ مذہبی تہوار اپنے پورے زور مین تہا۔ قربانی کے دن جبکہ تمام شعائر حج وادی منا مین قربانیون کے ذبح کرنے سے ختم ہوئے اور جبکہ ابوبکر عوام الناس کے سامنے اسلام کے عقاید و اصول بیان کر چکا علی ایک مجمع غفیر کے روبرو جو کوہ عقبہ پر جمع تہا کہڑا ہوا اور اونچی

رسول کا قاصد ظاہر کیا اور کہا کہ مین ایک نہایت ہی مفید پیغام لیکر آیا ہون - پہر اوسنے قرآن کی وہ سورۃ پڑھی جسکو وہ اپنے ساتھہ لایا تہا اس سورہ مین مذہب شمشیر پوری پوری شدت و درشتی کے ساتھہ مشتہر کیا گیا تہا - اس سورۃ نے محمد کو تمام تعہد و اقرار سے بری الذمہ کر دیا تہا جو اوسنے بت پرستون اور کافرون کے ساتھہ کر رکہا تہا بشرطیکہ وہ اپنے اقرار اور عہد پر قایم نرہے ہون یا اونہون نے رسول کے دشمنون کو مدد دی ہو -

اس سورہ مین کافرون کو صرف چار ماہ کی مہلت دی گئی تہی جو اس سورہ کے اظہار کے دن سے شروع ہوئی تہی - اس مہلت کے اندر اندر اونہین اجازت تہی کہ وہ جہان چاہین امن و سلامتی کے ساتھہ جائین لیکن میعاد مقررہ کے ختم ہونے پر ہر ایک رعایت و مہربانی مسدود سمجھی جائیگی اور ہر ایک طرح سے ہر ایک جگہ ہر ایک وقت مین اون لوگون پر جو کفر و الحاد پر اصرار و ہٹ کرینگے جنگ و جدال کیا جاویگا یہہ جنگ خواہ علانیہ طور پر ہو یا دہوکے اور فریب سے - سوائے اسکے کوئی چارہ نہین ہوگا کہ یا تو مذہب اسلام قبول کرین یا خراج ادا کرین - مقدس مقامات یا متبرک مہینے انکے لئے باعث حمایت ہونگے سورہ مذکورہ کے یہہ الفاظ ہین "جب وہ مہینے گزر جاوینگے جنمین تمکو دشمن پر حملہ کرنے کی اجازت نہین ہے بت پرستون کو جہان پاؤ قتل کر دیا قید کر دیا محصور کر دیا اونکے لئے کمینگاہ مین بیٹہو" - دوستی اور رشتہ داری کا کچہہ لحاظ نہین کیا جاویگا مسلمانون کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنے نہایت عزیز اور قریبی رشتہ دارون سے بہی اگر وہ بت پرستی پر اصرار کرین کچہہ تعلق اور لین دین نرکہین - سال حال کے گزرنے پر کسی کافر کو اجازت نہین ہوگی کہ وہ مکہ کی مقدس حدود یا بیت اللہ مین قدم رکہہ سکے - یہہ ممانعت آجتک برابر جاری ہے - خیال کیا گیا ہے کہ قرآن کی سب سے سخت اور شدید سورہ نزول کی زیادہ تر وجہ چند قبایل یہود و مشرکین عرب کی کارروائی ہے - ان قبایل کے ساتھہ محمد نے

۱؎ سورہ توبہ آیہ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۲ مترجم

عہد و پیمان کیئے تہے لیکن انہون نے کئی بار رسول کو دہوکا دیا حتی کہ دغا بازی اور فریب سے اوسکی ہلاکت مین سعی و کوشش بہی کی تاہم اس سورہ کے نزول سے صاف ظاہر و ہویدا ہوتا ہے کہ محمد کو اپنے طاقتور اور عیار دشمن عبد اللہ بن آبا کے مرنے سے اپنی طاقت پر بڑا اعتماد و بہروسا ہو گیا تہا اور عرب کے تمام قبایل بہت جلد یا تو مسلمان یا محمد کے مطیع و منقاد ہو گئے تہے۔ قصہ کوتاہ یہہ سورہ اوسکے مذہب کے پورے پورے تسلط و تصرف کے لئے ایک قطعی ضرب تہی۔

جب ابوبکر اور علی مدینہ مین واپس آئے تو ابوبکر نے کچہہ تعجب اور کچہہ ناخوشنودی کا اظہار کیا کہ کیون مجہے ایسی مفید سورہ کا مشتہر و تلقین کرنے والا نہ بنایا گیا کیونکہ ایسی کارروائی میری سفارت کے متعلق تہی لیکن اوسکے غصہ کو اس دلیل سے فرو کیا گیا کہ تمام تازہ الہامات یا تو خود رسول کی وساطت سے مشتہر ہونے چاہئین یا اوسکے خاندان کے کسی قریبی ممبر کے ذریعے سے۔

قبایل عرب کا مدینہ مین سفیر بہیجکر اسلام یا متابعت قبول کرنا علی کا ملک یمن جاکر فتوحات حاصل کرنا محمد کے اکلوتے بیٹے ابراہیم کی وفات حجۃ الوداع۔

مندرجہ بالا سورہ کے نزول اور اوسکے ساتہہ ہی اس اشتہار نے کہ جو کوئی ایمان نہین لاویگا یا متابعت قبول نہین کریگا اوسکے ساتہہ سخت جہاد و جدال کیا جاویگا انبوہ در انبوہ لوگون کو یا مسلمان کر دیا یا رسول کا مطیع و باجگذار بنا دیا۔ یہانتک کہ ان مہینون کے اختتام یعنی ہجرت کے دسوین سال کے آغاز مین مختلف اور دور و دراز مقامات کے شہزادون اور قبایل کے سفیرون کا مدینہ مین ازدحام ہو گیا۔ ان شہزادون مین سے جنہون نے رسول کی دنیوی متابعت و باجگذاری قبول کی ایک مسمی فاروا تہا جو شہنشاہ ہرقلیس کی جانب سے ملک شام مین نایب اور علاقہ معان کا حاکم تہا اسکی متابعت قبول کرنے کو شہنشاہ نے نہایت مذموم قرار دیا اور اوسکو قید کی سزا دی

محمد [illegible] مین شہنشاہ ہوتا تھا اور شاہانہ عملدرآمد کرتا تھا لیکن اوسکی نہایت ہی اہم اور مشکل [illegible] فاتح انجام دیتا تھا وہ سب کی سب ہمیشہ اوسکی رسولانہ سرگرمی اور پیغمبرانہ جوش سے مقدس و متبرک ٹھیرائی جاتی تھین سابق کی نسبت اب اوسکے کپتان سپاہ کا دور دراز مہمات پر روانہ کیئے جاتے تھے لیکن انکی روانگی ہمیشہ اس غرض سے ہوا کرتی تھی کہ بتوں اور اصنام کو توڑین اور بت پرستوں کو ہدایت دے متابعت مین لاوین پس اوسکی دنیوی جاہ و حشمت اوسکے مذہب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی اوسنے یمنی عرب کے نظم و نسق کے لیئے اپنی طرف سے چند نائب مقرر کیے لیکن اس سرسبز اور زرخیز ملک کے باشندون مین سے کچھ لوگ باغی و سرکش ظاہر ہوئے۔ محمد نے علی کو حکم دیا کہ تین سو سوار لیکر اوسطرف جاوے اور اونکو راہ راست پر لاوے۔ اس نوجوان شاگرد نے خاص شان کے ساتھ اس مہم کے قبول کرنے مین تامل کیا کیونکہ اوسکو یقین تھا کہ وہان ایسے لوگوں سے سابقہ پڑیگا جو اوسکی نسبت زیادہ تر دانا عقیل اور معمر ہین محمد نے ایک ہاتھ اوسکے ہونٹوں پر اور دوسرا اوسکی چھاتی پر رکھکر آسمان کی طرف آنکھین اوٹھائین اور کہا "اے اللہ اسکی زبان کو کشادہ کر اور اسکے دل کی رہنمائی کر" محمد نے علی کو منصف صحیح ہونے کے لیئے یہہ قانون بتلایا۔ جب تیرے پاس دو فریق آوین تو ہرگز ایک کے حق مین فیصلہ نہ دے جبتک دوسرے فریق کے بیانات کو سن نہ لے۔" بعد ازان رسول نے اوسکے ہاتھ مین اسلامی جھنڈا دیا اور اوسکے سر پر عمامہ باندھکر اوسے الوداع کہا۔

جب یہہ جنگی محافظ یمن کے بت پرست علاقہ مین پہونچا تو اوسکے ہمراہیون نے اہل عرب کی قدیم خواہش و دستور کے موافق ملک مین لوٹ کھسوٹ اور انہدام کرنا شروع کیا۔ علی نے اونکے تشدد و زیادتی کو روکا اور بھاگتے ہوئے باشندون کو پکڑ کر اونکے روبرو عقاید اسلام کی توضیح و تشریح کرنی شروع کی۔ اوسکی زبان رسول نے مقدس و متبرک کردی تھی مگر اون لوگون کو قایل نہ کر سکی کیونکہ لوگون نے اوسکے وعظ کا تیرون اور نیزون سے جواب دیا۔ اب علی نے قدیم حیلہ یعنی کشت و خون کو کام مین لایا اور اس حیلہ کو اوسنے نہایت چالاکی و لیاقت سے استعمال کیا

جب بلیس قومی ذلیل ہو چلے تو باقی سب قبایل معترف ہو گئے اس پر جوش کارروائی کے اب چند اور ایسی ہی خفیف کارروائیاں عمل میں آئیں بعد علی ہر ایک موقع پر رسول کو تازہ خبر پہونچانے کے لئے قاصد بھیجتا رہا۔

جسوقت محمد ہر طرف سے فتح و نصرت کی تازہ خبریں سن سنکر محظوظ ہو رہا تھا اوسکو ایک نہایت ہی مہیب و وحشتناک خانگی مصیبت پیش آئی۔ اوسکا بیٹا ابراہیم جو اوسکی پیاری سریہ (لونڈی) ماریہ کے بطن سے تھا اور اوسکا اکلوتا فرزند تھا اور جسپر محمد کو اپنے بقای نام کا بھروسا تھا صرف پندرہ ماہ کی عمر میں مہلک مرض میں مبتلا ہوا اور اوسکی آنکھوں کے سامنے دنیا سے انتقال کر لیا۔ محمد نے جب اپنی امیدوں کے شگوفہ کو یوں پژمردہ و شکستہ پایا تو وہ پدرانہ جوش محبت کو ضبط نہ کر سکا۔ لیکن اس کڑی آزمایش کے وقت بھی دستور اوسنا تسلیم و رضای الٰہی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جو اوسکے مذہب کی بنیاد تھی۔ اوسنے چلا کر کہا "الٰہی میرے بیٹے تیرے فراق میں میرا دل محزون اور آنکھیں پر اشک ہیں مجھے اس سے بہی سخت رنج و قلق ہوتا اگر میں یہ جانتا کہ مجھے بھی تیرے پیچھے آنا پڑیگا۔ کیونکہ ہم خدا کے ہیں اوسکی طرف سے آئے ہیں اور اوسی کی طرف رجوع کرینگے" (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مترجم) عبد الرحمن نے محمد کو اشک آلود دیکھکر سوال کیا "کیا تو نے ہمیں مردوں کے لئے رونے سے منع نہیں کیا" نہیں۔ محمد نے جواب دیا "ہرگز نہیں میں نے تمہیں چلانے چیخنے، سر پیٹنے اور کپڑے پھاڑنے سے منع کیا ہے۔ یہ بیصبری اور مذموم باتیں ہیں۔ لیکن کسی تباہی یا مصیبت کے وقت جو آنسو بہائے جاتے ہیں وہ مجروح دل کیلئے مرہم اور تفریح کا کام دیتے ہیں اور خدا کی رحمت سے بھیجے جاتے ہیں" محمد اپنے بچہ کے جنازہ کے ساتھ قبر تک گیا۔ وہاں جدائی کی جانکنی اور آہ و بکا میں اوسنے اس بات کا ایک اور قطعی ثبوت دیا کہ اوسکے دل میں اپنے مذہب کے اصول ہمیشہ حاضر و مضبوط تھے۔ جوں ہی نعش کو لحد میں اوتارا۔ محمد چلا اوٹھا "اے میرے بیٹے یہ بات کہو۔ خدا میرا مالک ہے۔ خدا کا رسول میرا باپ تہا و

میرا مذہب اسلام ہے۔ یہہ کارروائی محمد نے اس لیے کی تھی کہ اپنے بچہ کو فرشتون کے اون سوالات کے جواب دینے کے لیئے طیار کرے جو مسلمانون کے مذہبی اصول کے مطابق مردہ کو قبر مین دینے پڑتے ہین۔ **(نوٹ)** مسلمانون کی تجہیز و تکفین مین یہہ بھی ایک رسم ہے کہ جب وہ قبر مین رکھا جاتا ہے تو ملقن (یعنی ملا۔ اصل کتاب مین بحروف انگریزی لفظ ملقن اسم فاعل مصدر تلقین ہے ۱۲ مترجم) یعنی پادری بدین الفاظ مخاطب ہوتا ہے "ای خدا کے نوکر۔ ای خدا کی خادمہ کے بیٹے۔ خبردار ہو۔ ابھی تیرے پاس دو فرشتے آوینگے جو تیرے لیئے مقرر ہین۔ جب وہ تجھسے یہہ کہین کہ تیرا مالک کون ہے تو انکو جواب دے کہ خدا میرا مالک صادق ہے۔ اور جب وہ تجھے تیرے رسول یا اوس شخص کی بابت استفسار کرین جو تیری طرف بھیجا گیا ہے تب یہہ کہہ کہ محمد بیشک رسول اللہ ہے۔ اور جب وہ تجھسے تیرے مذہب کی بابت پوچھین تو کہہ کہ اسلام میرا مذہب ہے۔ اور جب وہ تجھسے تیری کتاب ہدایت کے بارہ مین پوچھین تو کہہ قرآن میری ہدایت کی کتاب ہے اور مسلمان میرے بھائی ہین اور جب وہ تجھے یہہ پوچھین کہ تیرا قبلہ کون ہے تو کہہ کعبہ میرا قبلہ ہے۔ اور مین اسی یقین پر جیتا رہا ہون اور اسی یقین مین مرا ہون کہ کوئی خدا نہین مگر اللہ اور محمد اوسکا رسول ہے۔ تب فرشتے تجھے کہین گے۔ ای خدا کے نوکر خدا کی حفاظت مین آرام کر"۔ دیکھو کتاب ماڈرن ایجپشن یعنی مصریان زمانہ حال مصنفہ لین صاحب جلد دوم صفحہ ۳۲۸)

اوسوقت کے قریب ایک سورج گہن وقوع مین آیا۔ محمد کے پرجوش معتقدون نے یہہ نتیجہ نکالا کہ یہہ واقعہ ابراہیم کی وفات کے بارہ مین آسمانی غم و رنج کا نشان ہے۔ لیکن اس مصیبت زدہ باپ نے ایسی رذیل خوشامد کو ہرگز قبول نہ کیا اور کہا "سورج چاند خدا کے عجائبات مین سے ہین انکی وساطت سے بعض اوقات خدا اپنے بندون پر اپنی مرضی کا اظہار کرتا ہے لیکن انکے کسوف و خسوف سے کسی فانی آدمی کی حیات و ممات کو کچھ سروکار نہین"

محمد کے لیئے ابراہیم کی موت ایک ایسا صدمہ تھا کہ جسنے اوسے قبر کی طرف جھکا دیا اوسکی طبیعت پہلے ہی سے اوسکے دل کے عجیب و غریب جوش و خروش و غش ہاے متواتر کے باعث کمزور ہو چکی تھی جسمانی مصائب جو اوسے اوٹھانے پڑے اونہون نے بھی اوسکو

ضعیف کر رکہا تہا۔ وہ زہر جو اوسے خیبر کے قلعہ مین دیا گیا تہا اوسنے اوسکی صحت کو متعفن کر دئے تہے۔ نہایت شدید رنج اور درد نے مغلوب کر رکہا تہا اور پیش از وقت اوسکو نقیہہ و نحیف کر دیا تہا۔ ان جسمانی کوتاہیون و کمزوریون سے اوسکو اپنی مذہبی سرگرمی کے بارہ مین از بس خوف و اندیشہ پیدا ہوا۔ اور اوسنے ارادہ کیا کہ اپنی رہی سہی طاقت کو مدینہ کے آخری حج مین صرف کرے تاکہ یہہ حج تمام آیندہ نسلون کے لئے ایک عمدہ دستور العمل ہو اوسکے اس متبرک ارادہ کے اظہار سے عربستان کے ہر ایک علاقہ سے زاید حاجی لوگ رسول کے ہمراہ جانے کے لئے آئے مدینہ کے کوچہ و بازارون مین اون لوگون کی بہیڑ ہو گئی جو مختلف جبال کے تہے اور قصبات دیہات اور پہاڑون کے بروج و قلاع سے آئے تہے۔ مدینہ کے گرد و نواح میدانون مین ان لوگون کے خیمے نصب تہے۔ ایک مذہب کی نصرت و کامیابی کا یہہ ایک عمدہ اور عجیب و غریب نظارہ تہا۔ وہ تمام لوگ جو تہوڑی دیر پہلے بالکل الگ تہلگ محض وحشی اور باہم جنگجو تہے اب بہائیون کی طرح یکجا جمع ہوئے۔ سب ایک ہی خیال یعنی مذہبی جوش و سرگرمی مین محو تہے۔ اس دفعہ محمد کے ہمراہ اوسکی نو بیویان تہین جو سکہپالون مین سوار تہین۔ بعض کا بیان ہے کہ اوسوقت محمد کے ہمراہ پچیس ہزار بعض کے بیان کے موافق نوے ہزار اور بعض کی تحریر کے بموجب ایک لاکہ چودہ ہزار حاجی تہے۔ اونٹون کی بہی ایک بڑی تعداد انکے ہمراہ تہی جو پہولون کی جہالرون وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ تہے اور قربانی کے لئے مخصوص کئے گئے تہے۔

پہلی رات ذو الحلیفہ مین جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے مقام ہوا۔ یہہ ہی جگہ تہی جہان محمد اور اوسکے ہمراہیون نے پہلے بہی ایام حج مین جنگی ہتیار اوتار کر حاجیون کا لباس پہنا تہا اور احرام باندہا تہا۔ دوسرے دن علی الصباح محمد نے مسجد مین نماز پڑہی اور اپنے شتر موسوم بہ قصوا پر سوار ہو کر وادی بیدا مین داخل ہوا اور وہان تلبیہ کیا یعنی ایک دعا جو حاجیون کے لئے مخصوص ہے ۱۲ مترجم اس دعا مین اوسکے تمام ہمراہی شریک تہے

اس دعا کا مطلب یہہ ہے "ای خدا مین یہان تیری خدمت مین حاضر ہون یہان مین تیری خدمت مین موجود ہون تیرا کوئی شریک نہین ہے۔ تیرے ہی لئیے عبادت واجب ہے تو کل نیکیون کا منبع ہے صرف تیری ہی تمام بادشاہت ہے، کوئی تیری بادشاہت مین شریک نہین ہے" مسلمانون کی روایات کے موجب ابراہیم پیغمبر نے مکہ کے نزدیک کوہ قبیس کی چوٹی سے تمام بنی نوع انسان کو سچے مذہب کی تلقین کی تو یہی دعا پڑھی تہی اوسکی آواز مین اسقدر طاقت تہی کہ اوسکو تمام کائنات کے ہر ایک متنفس نے سنا جو کہ پیچھے ارحام مین ہے اور نہین ہے تہی ہر ایک نے اسکا یہہ جواب دیا "ای خدا یہان مین تیری خدمت مین ہون"۔ اسطرح سے حاجیون کا گروہ قطع منازل کرتا گیا اسکا سلسلہ کئی میل تک پہاڑون اور وادیون مین پہیلا ہوا تہا۔ انکی مجموعی دعاؤن اور نعرون کی آواز سے صحرا گونج اوٹہتی تہی تمام عربستان مین نہایت امن و سلامتی سے اسلام کی حکومت پہیل گئی تہی کوئی دشمن یا کینہ ور توج نہ تہی جو اس گروہ کی مزاحمت کرتی محمد انہی پہاڑون اور بلندیون کی راہ سے مکہ کے قریب پہونچا جہان سے وہ پہلے شہر مذکور کی فتح کے وقت گزرا تہا اور دروازہ بنی شیبہ کی راہ سے شہر مین داخل ہوا اس دروازہ کو تا حال مقدس دروازہ کہتے ہین۔

محمد کو مکہ مین داخل ہوئے صرف چند ہی روز ہوئے تہے کہ علی بہی یمن سے جلدی کرکے واپس آکر اوس سے آملا۔ اور بہت سے اونٹ قربانی کیواسطے اپنے ہمراہ لایا۔ چونکہ یہہ حج آیندہ نسلون کیواسطے ایک نمونہ قرار دیا جانے والا تہا محمد نے اون تمام رسوم و مناسک کو پوری پوری احتیاط سے سرانجام دیا جو اوسنے پیغمبرانہ زمانہ کے رواج کے مطابق بحال کئے تہے یا وحی آسمانی کے روسے نئے جاری کئے تہے چونکہ وہ ضعیف تہا اسکے سبب پا پیادہ چلنے کے لایق نہ تہا اسلئے اوسنے اونٹ پر سوار ہوکر کعبہ کا طواف کیا اور کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان آمد و رفت کرتا رہا جب قربانی کا وقت آیا تو اوسنے اپنے ہاتہ سے ساٹہ اونٹ ذبح کئے یعنی اپنی عمر کے ہر ایک سال کیلئے ایک اونٹ اسیطرح علی نے اپنی طرف سے سینتیس اونٹ قربانی دئیے

محمد نے اسکے بعد حجامت بنوائی جو سر کی داہنی طرف سے شروع کی گئی تھی اور بائین طرف ختم ہوئی تھی۔ اوسکے بال جو حجامت کے وقت اوتارے گئے تھے اوسکے اصحاب کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کئے گئے جنہوں نے تبرک کے طور پر نہایت حفاظت و احتیاط سے اپنے پاس رکھے۔ خالد ہمیشہ جنگ کے وقت رسول کا ایک گیسو اپنی پگڑی مین رکھا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس گیسو کی برکت سے جنگ کے وقت میری طاقت حد بشریت سے متجاوز ہو جایا کرتی ہے۔ چونکہ محمد اس امر سے آگاہ تھا کہ اوسکی زندگی کا پودا دن بدن مرجھائے جاتا تھا اوسنے اس امر کی سعی و کوشش کی کہ اپنے مذہب کے مقدس شہر کی آخری اقامت مین اپنے معتقدوں کے دلوں مین اپنے عقاید و اصول کو کامل طور پر منقش و مستحکم کرے اسلئے وہ اکثر کعبہ مین منبر پر اور کبھی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر وعظ کیا کرتا تھا۔ اوسکا اکثر یہہ قول تھا "میری باتین سنو۔ کیونکہ مجھے یہہ معلوم نہین کہ اس سال کے بعد ہم پھر اسجگہ آپس مین ملینگے۔ اے سامعین مین بھی تمہاری طرح صرف ایک آدمی ہون۔ موت کا فرشتہ جب چاہے آسکتا ہے۔ مجھے اوسکے حکم کی تعمیل ضرور کرنی پڑیگی"

وہ صرف مذہبی عقاید ہی کی تعلیم و تلقین نہین کیا کرتا بلکہ زندگی کی ہر ایک حالت یعنی امور خانہ داری اور کاروبار عام کے متعلق قواعد و ضوابط بھی تبلاتا تھا۔ اسموقع پر جو اصول اوسنے تبلائے اونہون نے تمام اسلامی دنیا کے اخلاق عادات۔ طرز تمدن۔ طریق معاشرت پر نہایت وسیع اور مستحکم اثر کیا۔

اسمین کچھہ شک نہین کہ موت کو قریب سمجھکر اور موت کے بعد اپنے اعزہ و اقارب کے فلاح و بہبود کے واسطے عموماً اور اپنے پیارے علی کے واسطے خصوصاً (کیونکہ محمد کے خیال مین علی کی کارروائی سے جو اوسنے یمن مین کی تھی لوگ بہت ناراض و خفا تھے) بہت کوشش کی اور اپنے سامعین کو پر جوش و سرگرم دیکھکر اس امر کا موقع پایا کہ حلف دیکر اون سے خطاب کرے۔ اوسنے کہا "تمہین یقین ہے کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد اوسکا رسول و فرستادہ ہے جنت و دوزخ حق ہین۔ موت اور حشر یقینی ہین اور ایک وقت مقرر کیا گیا ہے جبکہ تمام لوگ قبرون سے

اوٹھائے جائینگے اور میزان الصراف میں الٹے جائینگے'' سامعین نے جواب دیا ''ہم ان تمام باتون پر یقین رکھتے ہیں'' تب اوسنے اون لوگون کو مذہب اسلام کے اعلی اصول کی تشریح کرکے اپنے خاندان اور بالخصوص علی کو معزز و موقر کہیو - اور یہہ الفاظ کہے'' جو مجھے محبت کرتا ہے اوسے لازم ہے کہ وہ علی کو دوست کہے - جو لوگ علی کے محب ہیں خدا اونہیں برکت دیگا - اور جو لوگ اوسکے دشمن ہین خدا اون سے اعراض کرے''

ایک دن خطبے کے خاتمہ پر جو وہ اونٹ پر سوار ہو کر کھلے میدان میں کہہ رہا تھا قرآن کی مشہور و معروف آیت اوسکی فاعل آلازمین آسمان سے نازل ہوئی اور وہ یہہ ہے'' جن لوگون نے تیرے مذہب سے انکار کیا ہے آج اونکا برا حال ہے - اون سے مت ڈر - مجھسے ڈر - آج میں نے تیرے دین کو کامل کردیا - اور تمہیں اپنی نعمت سے پورا پورا بہرہ ور کردیا ہے - یہہ میری کمال مسرت ہے کہ تمہارا مذہب دین اسلام ہو''[1]

عربی مورخون کا بیان ہے کہ ان الفاظ کو سنکر وہ شتر جسپر رسول سوار تھا اور جو قصوا کے نام سے موسوم تھا سجدہ کے لئے گھٹنون کے بل گر پڑا - اونکا بیان ہے کہ یہہ آیت قرآن کا خاتمہ تھی اسکے بعد پھر کوئی وحی آسمان سے نازل نہیں ہوئی -

محمد نے حج کے تمام شعائر و مناسک کو پورا کرکے اور دین اسلام کے تمام اصول عقائد کو واضح طور پر بیان کرکے اپنی ولادت کے شہر کو آخیر دفعہ الوداع کہا اور حاجیون کی جماعت کو ساتھہ لیکر مدینہ کی جانب مراجعت کی جب وہ مدینہ کے عین نزدیک پہونچا تو اوسنے اونچی آواز سے پکار کر کہا'' اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ - اوسکا کوئی شریک نہیں ہے - اوسی کی بادشاہت ہے - حمد و ثنا اوسی کے لئے واجب ہے - وہ قادر مطلق ہے - وہ ہمیشہ اپنے بندہ کے ساتھہ رہا ہے - اور صرف اوسی نے اوسکے دشمنون کو پراگندہ کیا ہے - ہمیں اپنے گھرون

---

[1] سورة المایدہ آیہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

کی طرف واپس جانا اور اوسکی عبادت و حمد وثنا مین مشغول ہونا چاہیئے ۱۲

محمد کی جسمانی طاقت کا روز بروز انحطاط۔ ممالک شام و کنعان پر حملہ کی طیاری۔ اسود اور مسیلمہ کا دعوی پیغمبری کرنا۔ اسود کا ملک یمن کو غصب کرنا اور اوسکی موت۔ مسیلمہ کا ذکر۔ اوسکا رسول کی طرف مراسلہ

مدینہ مین واپس آنے کے بعد محمد کی جسمانی صحت گھٹنی شروع ہوئی تاہم اوسکی سرگرمی و جوش جو اپنی مذہبی ممالک کے بڑہانے کے لئے تہا ہرگز کم نہوا۔ محمد نے ممالک کنعان و شام پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑی زبردست اور طاقتور فوج طیار کی۔ جسوقت محمد بیرونی ممالک کی فتوحات کی تجاویز مین مصروف تہا عربستان مین اوسکی حکومت پر مخاصمت کرنے کے لئے دو بالمقابل پیغمبر نمودار ہوئے۔ ایک کا نام اسود عنسی تہا اور دوسرے کو مسیلمہ کہتے تہے۔ مسلمانون نے انکو خوب موزون و شایان خطاب دے رکھا ہے یعنی کذّاب۔

اسود ایک تیز فہم ذکی اور نہایت فصیح و بلیغ آدمی تہا۔ پہلے بت پرست تہا پہر مسلمان ہو گیا اور اسلام سے باغی ہو کر مدعی نبوت ہوا۔ اور اپنا جدید مذہب قایم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس تلون مزاجی نے جو اوسنے مذہبی معاملات مین ظاہر کی اُسکو اہل ہوا کا خطاب دلایا یعنی ہوا کا رخ ظاہر کرنے والا آلہ۔

۱؎ مصنف نے انگریزی حروف مین لفظ اہل ہلہ لکھا ہے یعنی وہ آلہ یا پرندہ جو ہوا کا رخ ظاہر کرتا ہے مگر ایک مولوی صاحب نے بتلایا کہ یہہ لفظ اہل ہوا ہے اور اسکا اطلاق اون لوگون پر ہوتا ہے جو رسول اور اصول اسلام سے منحرف ہو جاتے ہین اور دنیوی طمع کو دینی امور پر ترجیح دیتے ہین۔ یہان بہی معنے چسپان معلوم ہوتے ہین کیونکہ دونون کذّابون کا مطمح نظر دنیوی ثروت تہی ۱۲ مترجم

محمد نے دیکھا دیکھی اوسنے دعوی کیا کہ وہ فرشتون کی وساطت سے مجہے آسمانی صحایف نازل ہوتے ہین چونکہ وہ سحر وغیرہ مین بڑا ماہر وشہدگو تہا اوسنے کئی عجیب و غریب شعبدے سے لوگون کو متعجب وحیران کردیا۔ ان شعبدات کو وہ اپنے معجزات قرار دیتا تہا حتی کہ کئی ایک مسلمان مورخ بھی قایل ہین کہ فی الحقیقہ اوسکو دو جن مدد دیتے ہین۔ کچہہ عرصہ تک تو اوسکا خوب طوطی بولتا رہا اور اوسکی اکثر تجویزین سرسبز وکامیاب ہوئین جس سے یہہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اون دنون عرب کی مذہبی حالت کیسی غیر مستقل و تغیر پزیر تہی اور کسی نئے مذہب کو وہ کسطرح جہٹ پٹ قبول کرلیتے تہے۔ بدہان پارسی جسکو محمد نے یمن کا والسیرائے قایم و بحال رکہا تہا اس سال فوت ہوگیا۔ اسود نے جو اسوقت ایک بڑی بہاری جماعت کا رئیس و سردار بنگیا تہا اوسکے بیٹے اور جانشین کو قتل کرڈالا اور اوسکے جانشین کی عورت کے باپ کو بہی قتل کرکے عورت سے نکاح کرلیا اور عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لے لی۔ قصبہ نجران کے باشندون نے اوسے اپنے شہر مین بلایا۔ شہر صنعا دار الخلافہ یمن نے بہی اوسکی اطاعت قبول کرلی۔ غرضکہ تہوڑے ہی عرصہ مین تمام علاقہ یمن اوسکا مطیع ہوگیا۔

محمد کو جب اس غصب و تعدی کی خبر پہونچی وہ ایک مہلک مرض کی ابتدائی حالت مین مبتلا۔ اور ملک شام کے حملہ کی طیاری مین نہایت مصروف و سرگرم تہا۔ اوسکو یہہ کب گوارا تہا کہ اوسکی تجاویز مین کسی قسم کا خلل واقع ہو۔ اسکے علاوہ وہ یہہ بہی جانتا تہا کہ کل تکلیف و مخاطرہ ایک شخص واحد کی زندگی پر موقوف و منحصر ہے۔ اوسنے اپنے چند طرفدارون کو جو اسود کے آس پاس رہتے تہے یہہ احکام بہیجے کہ اسود کو علانیہ طور پر یا کسی حیلہ و فریب سے قتل کر ڈالین۔ مذہبی مخالف کے قتل کے لئے سورہ برات کی آیتین جو تازہ نازل ہوئی تہی اور علی نے مشتہر کی تہی یہہ دونون طریقے جایز و مناسب تہے۔ دو شخصون نے انکام کا ذمہ اوٹہایا۔ ان دونون کا ذمہ لینا مذہبی اغراض سے اسقدر متعلق نہین تہا جسقدر کہ قصاص و انتقام سے اوسکو تعلق تہا۔ انہین سے ایک کا نام قیس تہا۔ یہہ غاصب مذکور یعنی اسود کے ہاتہہ سے ایک خوفناک صدمہ برداشت کرچکا تہا۔ دوسرا فیروز دیلمی تہا جو اسود کی نئی بیوی کا چچیرا بہائی اور اوسکے مقتول باپ کا بہتیجا تہا۔ یہہ دونون اسود کی بیوی کے پاس گئے۔ اغلب ہے کہ اس عورت کی

شادی غاصب کے ساتھ جبراً ہوئی تھی۔ ان دونوں نے عرب کے قانون قصاص کے مطابق اوسکو انتقام کی ترغیب و تحریک دی اور اوسکو اپنے باپ اور پہلے شوہر کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کہا بصد مشکل اونہوں نے اس عورت کو اس بات پر راضی و آمادہ کیا کہ وہ اونکو نصف شب کے وقت اسود کے خوابگاہ میں پہونچا دے۔ جب یہہ دونوں وہاں پہونچے۔ اسود سویا پڑا تھا۔ فیروز نے اوسکے گلے میں خنجر مارا مگر زخم کاری نہ لگا۔ اسود کے چیخنے اور خرخرانے سے پہرہ والوں کو خبر ہو گئی۔ اسود کی بیوی نے باہر نکلکر پہرہ والوں کو یہہ کہکر خاموش کر دیا کہ "خاموش۔ تمہارے رسول پر اسوقت وحی نازل ہو رہی ہے"۔ اتنے میں چیخنا چلانا بند ہو گیا کیونکہ قاتل اپنا کام تمام کر چکے تھے اور اسود مقتول ہو چکا تھا۔ جب دن نکلا تو شہر کی دیواروں پر اسلامی جھنڈا پھر لہرانے لگا اور ایک نقیب نے اذان کرنا وغیرہ پکار کر مشتہر کر دیا کہ اسود کذاب مقتول ہوا۔ چار ہی مہینے کے اندر اوسکا دور حکومت شروع بھی ہوا اور ختم بھی ہو گیا۔ اوسکے معتقدوں نے جو دینی معاملات میں غیر مستقل تھے اوسی خواہش سے از سر نو مذہب اسلام قبول کر لیا جس خوشی سے ترک کیا تھا۔

مسیلمہ جو دوسرا کذاب تھا وہ عرب کے قبیلہ بنی حنیفہ میں سے تھا اور صوبہ یمامہ اور اسی نام کے شہر پر جو بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے درمیان واقع تھا حکمران تھا۔ ہجرت کے نویں سال میں یہہ شخص اپنی قوم کی طرف سے ایک سفارت کا سرگروہ ہو کر مدینہ میں آیا تھا اور محمد کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کر چکا تھا لیکن جب وہ اپنے شہر میں واپس گیا تو اوسنے یہہ مشہور کر دیا کہ خدا نے مجھے بھی محمد کی طرح پیغمبری و رسالت سے سرفراز کیا ہے اور نوع انسان کو مسلمان کرنے کے لئے محمد کی مدد کے واسطے مجھے بھیجا ہے۔ اس مضمون پر اوسنے ایک قرآن بھی لکھا اور اوسکو اوسنے الہامی صداقت کی کتاب ظاہر کیا۔ اوسکے مذہب میں یہہ خصوصیت تھی کہ اوسکے رو سے تحت الثریٰ میں روح کو ایک نہایت ہی ذلیل جگہ ملے گی۔ چونکہ وہ ایک رعب داب والا آدمی تھا اوسنے اپنے سست اعتقاد اور ضعیف الیقین ہموطنوں کو جوق در جوق اپنے مذہب میں شامل کر لیا۔ اپنی کامیابی پر اترا کر اسنے محمد کی طرف ایک مراسلہ لکھا جو ان الفاظ سے

شروع کیا گیا تھا "مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آؤ ہم تم دونون دنیا کو تقسیم کر لین نصف تم لے لو اور نصف مین لے لون"۔ محمد کو جب یہہ مراسلہ ملا وہ ضعف ونقاہت سے ناچار تھا اور جنگی طیاریون مین ہمہ تن مصروف تھا۔ اوسنے سردست مفصلہ ذیل جواب کی تحریر پر اکتفا کیا "محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف دنیا خدا کی ہے اور وہ اون لوگون کو وراثت مین عطا کرتا ہے جنپر اوسکی نظر عاطفت ہوتی ہے۔ خوشا حال اون لوگون کا جو اوسکے خوف مین رہتے ہین"[1]

دوسرے معاملات مین مصروفیت کے باعث مسیلمہ کے غضب وتعدی کو نہین روکا گیا اور اوسکی تنبیہ و تہدید کسی آیندہ موقع پر ملتوی کی گئی۔

ایک طاقتور فوج کا ملک شام کے حملہ پر روانہ ہونا۔ محمد کا سخت بیمار ہونا۔ اوسکی بیماری کی کیفیت۔ اوسکے اخیر احکام ونصائح۔ اوسکی وفات۔ اوسکی وفات پر عام گھبراہٹ۔ عمر کا موقع پر آکر لوگون کو دھمکانا۔ بعد ازان ابوبکر کا آنا اور لوگون کو سمجھا بجھا کر محمد کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کرنا۔

ہجرت کے گیارہوین سال کے شروع مین بڑی بھاری اور غیر معمولی طیاریون کے بعد ایک بڑی زبردست فوج ملک شام پر حملہ کرنے کے لئے طیار کی گئی۔ محمد کی قلبی طاقت اور دلی قوت کے گھٹ جانے کا یہہ بھی ایک ثبوت ہے کہ اوسنے ایسی ایک فوج کی سپہ سالاری جو ایسی اہم مہم پر جانے

---

[1] اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ الاٰية ترجم

والی تھی اسامہ کی سپردگی جو صرف بیس سال کی عمر کا ایک نوخیز جوان تھا۔ مناسب و لازم تو یہہ تھا کہ اس فوج کی سرداری اپنے کسی بڑے لایق اور تجربہ کار افسر کو دیتا۔ مگر اسکی وجہ یہہ تھی کہ اسامہ پر خاص رعایت و ملاطفت منظور تھی جو نہایت دردناک اور احسانمند یادگاروں کا نتیجہ تھی۔ اسامہ زید کا بیٹا تھا جو محمد کا نہایت ہی ارادتمند آزاد شدہ غلام تھا جسنے اپنی نہایت ہی خوبصورت بیوی مسمات زینب کو رسول کی خاطر طلاق دیکر اپنی ارادت و رشد کا اظہار کیا تھا۔ زید مرتے دم تک محمد کا نہایت ہی ارادتمند و بنفس نفیس خدمتگار رہا تھا اور جنگ موتہ میں مذہب کے لئے نہایت جرات و بہادری سے لڑتا ہوا مرا تھا۔ محمد بھی اپنے اس انتخاب کے مخاطرہ سے آگاہ تھا اور اوسکو اندیشہ تھا کہ مبادا ایسے نوخیز سپہ سالار کے ماتحت سپاہی سرکش و باغی ہو جائیں اسلئے جب اس فوج کا علیحدہ لیا گیا تو محمد نے سپاہیوں کو متابعت اور فرمانبرداری کی سخت تاکید کی اور اونکو یہہ بات یاد دلائی کہ اسامہ کا باپ زید اسی قسم کی مہم کا سپہ سالار تھا جو ملک شام کے برخلاف کی گئی تھی اور وہ اونکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ یہہ اوس شخص کی یادگار کے لئے ایک بہتر ذریعہ و معاوضہ ہے کہ اوسکے بیٹے کو اوسکی موت کی انتقام کشی کا موقع دیا جاوے۔ اسکے بعد محمد نے اس نوجوان سپہ سالار کے ہاتھ میں جھنڈا دیکر اوسکو نصیحت کی کہ اون تمام لوگوں کے ساتھ جو خدا کی وحدانیت سے انکار کریں بڑی جرات و دلیری سے جہاد کرو۔ فوج اوسی دن روانہ ہوئی اور مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر مقام جرف پر خیمہ زن ہوئی۔ لیکن اسی موقع پر کچھہ ایسے واقعات ظہور میں آئے کہ وہ فوج آگے نہ بڑھ سکی اوسی رات محمد کی بیماری نے جو دیر سے اوسے تنگ کر رہی تھی بالشدت تمام عود کیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس بیماری کی وجہ اوس زہر کی رہی سہی تاثیر تھی جو قلعہ خیبر میں اوسے دیا گیا تھا۔ ابتدا میں نہایت شدت کے درد سر شروع ہوا۔ پھر دوران سر ہونے لگا۔ اور اسکے ساتھہ ہی خفقان بھی لاحق ہو گیا خفقان تو محمد کی بیماری کے تمام غشوں میں ہوا کرتا تھا۔ نصف شب کے اوسنے مضطربانہ خواب سے اوٹھکر اپنے ایک خادم کو اپنے ہمراہ چلنے کا

حکم دیا، اور اوس سے یہہ کہا کہ مجھے اون مردون نے جو مدینہ کے قبرستان مین مدفون ہین اس غرض سے بلایا ہے کہ مین اونکے لئے دعا مانگون - اپنے غلام کو ساتھہ لیکر محمد خاموش اور اندھیرے شہر سے جہان سب لوگ سو رہے تہے قبرستان کی طرف گیا - یہہ قبرستان شہر پناہ کے باہر تہا جب وہ قبور کے درمیان پہونچا تو بلند آواز سے خفتگان خواب عدم کو مخاطب کرکے یون فرضی تقریر کی "ای اہل قبور خوش ہو کہ تمہارے اوٹہنے کی صبح زندہ لوگون کی صبح کی نسبت زیادہ تر با آرام اور اطمینان دینے والی ہے - انکی نسبت تمہاری حالت زیادہ تر خوش وخورسند ہے - اون طوفانون اور تباہیون سے جنکا انہین ہر وقت خوف و اندیشہ رہتا خدا نے تمہین چہڑا دیا ہے - اور یہہ طوفان و تباہیان رات کے پہرون کی طرح جو ایک سے دوسرا زیادہ تر سیاہ اور اندھیرا ہوتا ہے یکے بعد دیگرے زیادہ تر مصیبت و تکلیف کا باعث ہوتی ہین"

جب وہ مردون کے ساتھہ یہہ تقریر ختم کر چکا تو اپنے غلام کی طرف مخاطب ہوا اور اوس سے کہا "مجھسے یہہ پوچھا گیا ہے کہ "اگر تمہارا جی چاہے اخیر وقت تک تمام نعمتون اور برکتون کے ساتھہ اس دنیا مین رہو اور اگر چاہو بہت جلد خدا کے حضور مین آکر وصال جاودانی حاصل کرو" مین نے پچہلی بات کو قبول کیا ہے -

اسکے بعد اوسکی بیماری بہت جلد ترقی کر گئی - پہر بہی وہ اندر باہر آنے جانے کی کوشش کرتا رہا اور معمول کے موافق اپنی بیویون کے پاس رہنے کے لئے مکان بدلتا رہا - جب وہ اپنی بیوی میمونہ کے پاس تہا کہ اوسکی بیماری نے ایسا زور پکڑا کہ اوسکو یقین ہو گیا کہ اب یہہ نہین چہوڑے گی - اوسکا دل اپنی پیاری بیوی عائشہ کے لئے تڑپ رہا تہا اوسکی تمنا تہی کہ زندگی کے جو چند نفس باقی ہین وہ اوسی کے پاس گزارے - علی اور فضل بن عباس اسکو سہارا دیکر عائشہ کے مکان پر لے گئے - اوسوقت محمد کے سر پر پٹی بندہی ہوئی تہی اور تمام جسم پر لرزہ تہا عائشہ کو بہی اوسوقت درد سر کی سخت شکایت تہی اوس نے رسول سے دوا کی التجا کی - محمد نے کہا تو

دوا کی آرزو کرتی ہے بہتر ہے کہ تو میرے سامنے مرجاوے۔ مین اپنے ہاتہہ سے تیری تجہیز بند کرون اور تجہے کفن دیکر قبر مین رکہون اور تیرے لئے دعا مانگون"۔ عایشہ نے جواب دیا "ہان پہر میرے گہر مین اپنی کسی دوسری بیوی کو لاکر اوس سے حظ اوٹہائیے جو میری موت کی منتظر ہے۔ محمد اس پر رشک اشتیاق کے اظہار پر مسکرایا اور اپنے تئین عایشہ کی تیمارداری مین چہوڑ دیا۔ تہوڑی دیر بعد فاطمہ جو علی کی بیوی تہی اور محمد کی تمام اولاد مین سے صرف یہی ایک زندہ تہی اپنے باپ کی عیادت کو آئی۔ عایشہ کہا کرتی تہی کہ کوئی شخص حلم و نرمی طبع مین رسول کے ساتہہ اسقدر مشابہہ نہین تہا جسقدر کہ اوسکی بیٹی فاطمہ تہی۔ محمد ہمیشہ اسکے ساتہہ محبت و تعظیم سے پیش آیا کرتا تہا۔ جب کبہی فاطمہ رسول کے پاس آتی وہ اوٹہکر اوسکی تعظیم کرتا اور اوسکے ہاتہہ کو بوسہ دیتا اور اپنی جگہہ پر اوسکو بٹہلاتا۔ انکی اس ملاقات کا حال عایشہ نے اسطرح بیان کیا ہے اور یہہ حال ان روایات مین مسطور ہے جو مورخ ابو الفدا نے جمع کی تہین۔

"رسول نے کہا مرحبا ای میری بیٹی! اور اوسکو اپنے پاس بٹہا لیا۔ محمد نے فاطمہ کے کان مین کچہہ کہا۔ اسپر وہ رونے لگی۔ جب رسول نے اوسکے قلق و اضطراب کو دیکہا تو پہر اوسکے کان مین کچہہ اور کہا۔ اسپر فاطمہ کا چہرہ مسرت و شادمانی سے بشاش ہوگیا۔ مین نے فاطمہ سے پوچہا کہ یہہ کیا بات ہے رسول کا تجہپر وہ اعتماد و اعتبار ہے کہ یہہ فخر اوسکی کسی بیوی کو بہی حاصل نہین۔ فاطمہ نے جواب دیا کہ مین رسول خدا کا راز ظاہر نہین کرسکتی۔ مگر اوسکی وفات کے بعد فاطمہ نے یہہ بات بیان کی کہ پہلے رسول نے مجہسے اپنی موت کے جلد آنے کی خبر دی پہر جب مجہے روتے دیکہا تو تسلی دی کہ تو بہی بہت جلدی میرے پیچہے چلی آویگی اور جنت مین مسلمان عورتون کی خاتون ہوگی۔"

علالت کے دوسرے روز محمد کو سخت بخار لاحق ہوا اوس روز اوسنے اپنے سر اور جسم پر سرد پانی کے کئی ظروف خالی کرائی۔ شدت کرب مین وہ کہتا تہا کہ "اب مین معلوم کرتا ہون کہ خیبر کا زہر انتڑیون کو چیر رہا ہے"۔ جب اوسکو تہوڑا سا افاقہ ہوا تو وہ سہارا لیکر مسجد مین گیا جو اوسکے مکان کے ساتہہ ملحق تہی۔ یہان منبر پر بیٹہکر اوسنے نہایت ارادت و صدق دل سے نماز پڑہی۔ پہر سامعین

کی طرف مخاطب ہوا یہان اسوقت بڑا بہاری مجمع تہا اور یہہ کہا "اگر تم مین سے کسی کے دل مین کسی قسم کا خوف و اندیشہ ہو تو اسوقت ظاہر کردے کہ مین اوسکے لئے خدا کی درگاہ سے معافی کی دعا مانگون"۔ اسپر ایک شخص جو نہایت صادق الاعتقاد مسلمان مشہور تہا اوٹھہ کہڑا ہوا اور اوسنے کہا میرا ایمان ضعیف ہے اور مین مذبذب الاعتقاد ہون۔ عمر نے پکار کر کہا "تجہپر لعنتی کی لعنت ہو جو خدا نے مخفی رکہنا چاہا ہے تو اوسے کیون ظاہر کرتا ہے"۔ لیکن محمد نے عمر کی طرف دیکہا اوسوقت آثار غصہ کے چہرہ پر کسیقدر نمایان تہے اور کہا ای ابن الخطاب اس جہان مین ندامت و ہنسائی اوس جہان کی نسبت بہتر ہے۔ اسکے بعد محمد نے آسمان کی طرف آنکہین اوٹہائین اور اس شخص کے لئے یہہ دعا مانگی "ای خدا اس شخص کو صداقت و یقین عطا کر اور اس سے وہ کمزوری واپس لے جو یہہ تیرے احکام کی تعمیل مین اپنے ضمیر کی فہمید سے کرتا ہے"۔ پہر محمد نے سامعین کی طرف مخاطب ہوکر کہا "کیا تم مین سے کوئی ایسا شخص ہے جسکو مین نے کبہی مارا ہو۔ یہہ میری پیٹہہ موجود ہے آوے اور اوسکے بدلے مجہے مارے۔ کیا یہان کوئی ایسا شخص ہے جسکے چال چلن کے متعلق مین نے کبہی برا کہا ہو۔ اوسکو چاہئے کہ وہ بیشک مجہی برا بہلا کہہ لے۔ کیا یہان کوئی ایسا شخص ہے جس سے مینے کبہی کوئی چیز ناجایز طریقہ پر لی ہو۔ اب وہ آوے اور اپنا مطالبہ وصول کرلے"۔ اس ازدحام مین سے ایک آدمی اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوسنے محمد کو یاد دلایا کہ آپنے مجہسے چار دینار نقرہ قرض لئے تہے۔ محمد نے فی الفور یہہ رقم مع سود ادا کردی۔ اور کہا یہان سزا و تنبیہ کا پانا زیادہ آسان ہی بہ نسبت اسکی کہ جاودان کے لئے۔ بعد ازان رسول نے اون مسلمانون کے لئے دعا مانگی جو اوسکی طرف سے جنگ اُحد مین کام آئے تہے۔ اور نیز اون مسلمانون کے لئے جو دوسری لڑائیون مین شہید ہوئے تہے۔ اوس عہد و پیمان کے رو سے اونکے لئے شفاعت کی جو زندون اور مردون کے درمیان ہے۔ اسکے بعد وہ مہاجرین کی طرف جو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین آئے تہے مخاطب ہوا اور اونہین ہدایت کی کہ انصار یعنی اہل مدینہ کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کرتے رہین اور یہہ بہی کہا کہ مسلمانون کی تعداد بیشک بڑہتی جاویگی لیکن انصار کی تعداد کبہی نہین بڑہ سکتی۔ یہہ

اپنے خاندان کی طرح تھے۔ انکے درمیان رہنے کے لئے مجھے گھر ملا۔ جو لوگ اونکے ساتھہ نیکی کرین تم اونکے ساتھہ نیکی کرو۔ اور جو اونکے دشمن ہین تم اونکی دوستی سے منہ موڑ دو۔"

اسکے بعد رسول نے تین ضروری و الوداعی احکام دئیے۔

اول۔ تمام بت پرستون کو ملک عرب سے نکال دو۔

دوم۔ تمام مسلمانون کو اپنی طرح مراعات دو۔

سوم۔ ہمیشہ نماز پر قایم رہو۔

جب محمد وعظ ختم کر چکا تو اوسکو چند اصحاب نہایت محبت و شفقت سے سہارا دیکر عایشہ کے محل مین لے گئے لیکن محمد اسقدر تھک گیا تھا کہ وہ غش کر گیا۔ اسکی علالت دمبدم بڑہتی گئی کبھی کبھی خفقان و ہذیان بھی ہو جاتا تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ جبرائیل میرے پاس آتا ہے اور خدا کی طرف سے میری صحت کا حال استفسار کرتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ اپنی وفات کا لمحہ خود مقرر کر لو۔ کیونکہ خدا کی طرف سے موت کے فرشتے کو ممانعت ہے کہ بدون اوسکی اپنی اجازت کے محمد کے سامنے نہ جاوے۔ اسی ہذیان کی حالت مین اوسنے ایکدفعہ کاغذ و قلم دوات لانے کے لئے کہا تا کہ وہ اپنے اصحاب کے چال چلن کے لئے کچھہ ضوابط و قوانین چھوڑ جاوے۔ حاضرین گھبرائے اور اونکو اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی ایسی کارروائی کرے جس سے قرآن کی سند مین فرق آجاوے۔ جب محمد نے سنا کہ وہ میری درخواست کی تعمیل کرنے مین آپسمین جرح کر رہے ہین اوسنے اونہین حکم دیا کہ میرے حجرہ سے باہر چلے جاؤ۔ جب وہ پھر واپس آئے تو اوسنے اس معاملہ کے متعلق بالکل کچھہ ذکر بھی نہ کیا[1]

جمعہ کے دن بسبب یوم الجماعۃ ہونے کے اوسنے باوجود بیماری و ضعف کے مسجد مین جانے کا ارادہ کیا۔ اور اس غرض سے کچھہ تازگی و توانائی حاصل کرنے کے لئے اوسنے اپنے سر و جسم پر بہر پانی ڈلوایا۔ لیکن جب اوسنے چلنے کی کوشش کی تو غش آگیا۔ جب اوسکو ہوش آیا تو اوسنے ابوبکر سے کہا کہ لوگون کو نماز پڑہوائے۔ اور ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی کہا کہ "اللہ نے

---

[1] اس معاملہ کو قصہ قرطاس کہتے ہین شیعہ لوگ کہتے ہین کہ محمد کا منشا تھا کہ علی کو اپنا خلیفہ بلا فصل مقرر کرے

اپنے قائم کو یہہ اختیار دیا ہے کہ جسکو چاہے اپنا جانشین مقرر کرے" بعد ازان بعض لوگون نے یہہ درخواست کی کہ گویا آنحضرت نے اسطرح سے اپنے پرانے تجربہ کار اور صادق دوست کو اپنے منصب کا جانشین بطور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لیکن ابوبکر نے ان الفاظ سے ایسا گہرا مطلب سمجھنے مین تامل کیا۔

محمد کو لوگون نے خبر دی کہ ابوبکر کے منبر پر چڑھنے سے بہت شور و شغب پیدا ہو گیا ہے اور افواہ ہو گئی ہے کہ رسول فوت ہو گیا ہے۔ محمد نے اپنی ہی سہی طاقت سے کام لینا چاہا اور باہر نکلنے کی کوشش کی اور علی اور عباس کے سہارے سے مسجد مین آیا۔ اوسکے آتے ہی مسجد مین خوشی و مسرت طاری ہو گئی۔ ابوبکر نماز پڑھانے سے رک گیا۔ لیکن محمد نے اسکو پڑھے جانے کی اجازت دی اور خود اوسکے پیچھے پہلی صف مین بیٹھکر نماز پڑھی

من بعد محمد نے سامعین کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ مین نے سنا ہے کہ تمہارے رسول کی وفات کی افواہ نے آپ لوگون کو حیران و خائف کر دیا ہے لیکن آپ یہہ تبلادین کہ مجھسے پہلے کوئی پیغمبر ہمیشہ کے لئے زندہ رہا ہے کہ آپ یہہ خیال کر سکین کہ مین بھی آپ لوگون کو کبھی چھوڑ کر نہین جاؤنگا۔ ہر ایک امر کا وقوع خدا کی مرضی پر موقوف ہے۔ اور ہر ایک امر کے لئے وقت مقرر ہے جو نہ تو جلدی لایا سکتا ہے اور نہ اوسمین تاخیر ہو سکتی ہے۔ مین اب اوسکی طرف واپس جاتا ہون جسنے مجھے بھیجا تھا۔ اور آپ لوگون کو میری آخری ہدایت یہہ ہے کہ تم متفق ہو کر رہو۔ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ ایک دوسری کی عزت کرو اور مدد کرو۔ ہر ایک کو ایمان مین ثابت قدم اور مستقل رہنے کی ہدایت کرتے رہو اور افعال حسنہ کی ترغیب دیتے رہو۔ صرف یہی امور ہین جنسے انسان بختیار اور برخوردار ہوتا ہے۔ انکے سوا ہر ایک چیز تباہی اور ہلاکت کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

لہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ؕ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ الآیۃ آل عمران

اپنے وعظ کے آخیر مین محمد نے یہہ بھی کہا "مین صرف تمہارے آگے آگے جاتا ہون۔ تم بھی بہت جلد میرے پیچھے آؤگے۔ موت ہم سب کے انتظار مین ہے۔ کسی شخص کو یہہ کوشش نہین کرنی چاہئے کہ وہ موت کو مجھسے ٹالدے۔ میری زندگی آپ لوگون کی بہتری کے لئے ہوئی ہے۔ ایسی ہی میری وفات بھی آپ لوگون کے واسطے مفید ہوگی"۔

یہہ محمد کے آخری کلمات تھے جو اوسنے جماعت عامہ کے روبرو کہے۔ علی اور عباس پھر سہارا دیکر اوسکو عایشہ کے حجرے مین لے گئے۔

دوسرے دن پھر کچھہ افاقہ ہوا اور طبیعت اسقدر ٹھیر گئی کہ علی ابوبکر عمر اور باقی اشخاص جو ہر وقت اوسکی خدمت مین موجود رہتے تھے تھوڑی دیر کے لئے اپنے اپنے کام پر چلے گئے۔ صرف عایشہ اوسکے پاس رہ گئی۔ مگر یہہ افاقہ صرف دھوکا تھا۔ اوسکے درد و تکلیف نے دوچند شدت سے عود کیا۔ محمد نے موت کو بالکل قریب سمجھکر حکم دیا کہ میرے تمام غلامون کو آزاد کردو۔ اور جو درہم و دینار گھر مین موجود ہے غربا و مساکین کو تقسیم کردو۔ تب آسمان کی طرف آنکھین اوٹھاکر اوسنے کہا "نزع مین خدا میرے ساتھہ ہوگا"۔

عایشہ نے اپنے باپ اور حفصہ کے بلانے کے لئے فی الفور آدمی روانہ کئے۔ جب وہ محمد کے پاس اکیلی رہ گئی تو اوسنے اوسکا سر اپنی گود مین لے لیا۔ نہایت درد اور رقت سے اوسکی خبرگیری کرتی تھی اور اوسکی جانکنی اور نزع کی تکالیف کی تسکین کے لئے سعی و کوشش کرتی تھی۔ محمد بار بار اپنا ہاتھہ پانی کے برتن مین ڈبوکر کمزور ہاتھون سے اپنے منہ پر چھڑکتا تھا۔ آخرکار اوسنے اپنی آنکھین اوٹھائین اور کچھہ دیرتک اوپر کی طرف دیکھتا رہا۔ مگر آنکھہ بالکل نہ جھپکی۔ ٹوٹے ہوئے حروف مین اوسنے کہا "اے اللہ ایسا ہی ہو۔ بہشت کے جاہ و حشم لے ہمراہیون کے درمیان

عایشہ جسنے محمد کی وفات کے حالات بیان کئے اوسکا بیان ہے کہ "مجھے معلوم ہوا کہ اب اوسکا آخری وقت آگیا ہے اور اوسنے آسمانی حیات کو پسند کیا ہے"۔

چند لمحون مین اوسکے ہاتھہ پانون بالکل سرد ہوگئے اور زندگی تمام ہوچکی تھی۔ عایشہ نے

اوسکا سر تکیہ پر رکھدیا۔ اور چھاتی اور سر پیٹ کر چیخنے چلانے لگی۔ اوسکی گریہ و زاری سے محمد کی دوسری بیویان بھی آگئین اور اونکے شور و بکا نے فی الفور تمام شہر مین رسول کی وفات کی خبر شایع کردی۔ تمام باشندے ایسے متعجب و حیران ہوئے کہ گویا کوئی نادر یا عجیب و غریب حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ تمام کاروبار معطل ہوگئے۔ فوج کو جسنے اپنے خیمے وغیرہ اوکھاڑ لیئے تھے ٹھیرنے کا حکم ملا۔ اور اُسامہ جو کوچ کے لیئے پا برکاب تھا مدینہ کو واپس آیا۔ اور رسول کے گھر کے دروازہ کے سامنے اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔

جنازہ کے دیکھنے کے لیئے ایک ازدحام جمع ہوگیا حتی کہ جس حجرے مین وفات وقوع مین آئی تھی اوسمین بھی جھگڑا اور شور و شغب برپا ہوا۔ بعض تو اپنے حواس پر شک کرتے تھے اور چلا چلا کر کہتے تھے "وہ کیونکر مر سکتا ہے۔ کیا وہ خدا کے حضور مین ہمارا شفیع نہین ہے۔ پھر وہ کس طرح مر سکتا ہے۔ ناممکن ہے۔ وہ صرف عالم رویا اور وجد مین ہے۔ عیسی و دوسرے پیغمبرون کی طرح آسمان کی طرف اوٹھایا گیا ہے"۔

گھر کے ارد گرد ازدحام بڑہتا جاتا تھا۔ سب شور و شغب سے کہہ رہے تھے کہ جنازہ کو دفنانا نہین چاہیئے۔ اتنے مین عمر جسکو اوسیوقت خبر ملی تھی آپہونچا۔ اسنے شمشیر کھینچ لی اور بہیڑ کو چیر کر یہہ دہمکی دیئے جاتا تھا کہ جو کوئی یہہ کہے گا کہ رسول فوت ہوگیا ہے اوسکے ہاتھ پانون کاٹ دیئے جاوینگے۔ عمر نے یہہ بھی کہا کہ رسول صرف تھوڑے عرصہ کے لیئے جدا ہوئے ہین جسطرح کہ موسی بن عمران چالیس روز کے لیئے پہاڑ پر گئے تھے۔ اوسی طرح محمد بھی پھر واپس آجاویگا"۔

ابوبکر جو شہر کے کسی دور دراز حصہ مین گیا ہوا تھا ایسے وقت پر آپہونچا کہ لوگون کے یاس و حرمان کی تسکین اور عمر کے جوش کو فرو کرے۔ وہ موت کے کمرے مین گیا اور جنازہ پر سے کپڑا اوٹھا کر محمد کے زرد زرد چہرہ کو بوسہ دیکر اوسنے کہا "اے رسول تو مجھے میرے مان باپ کی طرح تھا تو وفات مین بھی عزیز و شیرین ہے۔ زندون کی سی خوشبو تجھ سے آتی تھی۔ اب تو

جاودانی مسرت و بہجت مین آرام کر۔ کیونکہ اللہ تجھے دوسری دفعہ موت کا مغلوب نہین کریگا

ابوبکر اسکے بعد جنازے پر چادر ڈالکر حجرے سے باہر نکل آیا۔ اوسنے عمر کو خاموش کرانے کی بہتیری کوشش کی لیکن کچھ سودمند نہ ہوئی۔ آخر عوام الناس کی طرف مخاطب ہوکر کہا "بیشک اگر تمہاری عبادت و پرستش کا مقصود محمد تھا تو وہ مرگیا ہے۔ اور اگر تم خدا کی عبادت کرتے ہو تو وہ کبھی مر نہین سکتا۔ محمد صرف خدا کا رسول تھا اور وہ بھی دوسرے پیغمبرون اور مقدس آدمیون کی طرح جو اوس سے پہلے گزر چکے ہین مغلوب القضا ہوا ہے۔ اللہ نے خود قرآن مین کہا ہے کہ محمد میرا رسول ہے اور مغلوب الموت ہی کیا تم اب اوس سے منہ پھیر لوگے اور اوسکے اصول و عقاید اسوجہ سے ترک کردوگے کہ وہ مرگیا ہے۔ یاد رکھو کہ تمہارا ارتداد و کفر خدا کو کچھ نقصان نہین پہونچا سکتا۔ لیکن تمہاری ہلاکت و تباہی کا ایک یقینی باعث ہوگا۔ اور جو لوگ رسول کی اطاعت مین شاکر و ثابت قدم رہینگے اونپر خدا کی برکت و بخشش نازل ہوگی"۔

لوگ ابوبکر کی تقریر کو آہ و بکا کی حالت مین سن رہے تھے اور جون جون سنتے جاتے تھے اونکے مایوس دل مطمین ہوتے جاتے تھے۔ عمر کی گو کافی تسلی و تشفی تو نہ ہوئی مگر خاموش ضرور ہوگیا اور زمین پر گر پڑا اور محمد کی وفات پر گریہ و زاری کئے جاتا تھا اور اوسکو بطور اپنے دوست اور حکمران کے یاد کرتا تھا۔

عربی مورخ ابوالفدا اور النجبی کے بیانات کے بموجب رسول کی وفات اوسکی ولادت کے دن ہوئی یعنی جب وہ اپنا تریسٹھوان ۶۳ سال ختم کرچکا تھا یہ حادثہ سنہ ہجری کے گیارہوین سال اور سنہ ۶۳۲ عیسوی کے چھ سو بتیسوین سال وقوع مین آیا۔

بہت سے اعزہ و اقربا اور اصحاب نے تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ اونکا بیان ہے کہ جنازہ سے ویسی ہی خوشبو کی لپٹین آتی تھین جیسی کہ حسب بیان ازواج و بنات محمد اوسکے جسم سے زندگی مین آیا کرتی تھی چنانچہ علی کا قول ہے "گویا کہ وہ اوسوقت مردہ اور زندہ تھا"

جنازہ کو غسل دیکر اور حنوط وغیرہ لگاکر تین چادرون مین لپیٹا۔ دو چادرین سفید تھین اور ایک یمنی

پارچہ کی تھی جو لکیر دار تھا۔ اس کفنائے ہوئے جنازہ کو عنبر عود مشک و دیگر عطریات سے دوبا معطر کیا گیا۔ بعد ازاں جنازہ عام مشاہدہ کے لئے باہر لا کر رکھا گیا اور اوسپر تکبیر وغیرہ نماز پڑھی گئی۔ کچھ تو شرقی رواج کے مطابق اور کچھ ان لوگوں کی تسلی و تشفی کے لئے جنکو وجدان عالم رویا کا کچھ شک و شبہہ تھا تین دن تک جنازہ دفن نہین کیا گیا تھا۔ جب وفات کے متعلق کل شکوک و شبہات رفع ہو گئے تو دفن کی طیاری کی گئی۔ اب تعیین جگہ دفن (مدفن) پر جھگڑا ہونے لگا۔ مہاجرین نے جو مکہ سے ہجرت کرکے آئے تھے دعوے کیا کہ مکہ مین لیجاکر دفنانا چاہئے کیونکہ یہہ شہر محمد کا ولادت گاہ تھا۔ انصار کا اصرار تھا کہ مدینہ مین دفن کیا جائے اسلئے کہ مدینہ رسول کا ماوا و ملجا تھا اور اپنی عمر کا آخری حصہ وسنے اسی جگہ بسر کیا تھا۔ ایک تیسرے فریق کا یہہ دعوی تھا کہ میت کو یروشلم مین پہونچانا چاہیے جہان پیغمبر مدفون ہین۔ لیکن ابوبکر نے جسکا کلام ہمیشہ وقعت و توقیر کے ساتھہ سنا جاتا تھا ظاہر کیا کہ محمد کی یہہ صحیح راے تھی کہ رسول وہین مدفون ہونا چاہئے جہان وہ وفات پائے[۱]۔ اسموقع پر ابوبکر کے فیصلہ کی پوری پوری تعمیل ہوئی اور عائیشہ کے حجرہ مین ٹھیک اوس بستر کے نیچے جہان رسول فوت ہوا تھا قبر کھودی گئی تھی۔

نوٹ۔ عائیشہ کا حجرہ مسجد کے ساتھہ ملحق تھا۔ اوس زمانہ مین مسجد ایک غریبانہ مکان تھا اوسکی دیوارین مٹی کی تھین اور کھجور کے پتون سے پٹا ہوا تھا اور درختون کے تنے ستونون کا کام دیتے تھے۔ اب یہہ مکان ایک بڑا وسیع و عالیشان معبد ہے جو ستونون کی قطار کے نقشہ پر بنا ہوا ہے۔ اس مکان مین ایک بیضوی مربع ہے جو ۱۶۵ قدم لمبا اور ۱۳۰ قدم چوڑا ہے جو بالکل کھلا اور بے سقف ہے اور اوسکے اندر جانے کے لئے چار در ہین۔ مربعہ کے چارون طرف چھوٹے چھوٹے سفید قبہ یا گنبد بنے ہوئے ہین جو ستونون کی قطارون کے سہارے پر ہین اور یہہ ستونون کی قطارین استرکاری سے مزین و مجلے ہین اور مختلف اقسام کے رنگون سے رنگے ہوئے اور منقش ہین چارون گوشون پر اونچے اونچے اور مخروطی منارہ ہین۔

مربعہ کے جنوب مشرقی گوشہ کے قریب ایک احاطہ ہے جو آہنی میخون سے محدود و محفوظ ہے [illegible] لگا ہوا ہے

---

[۱] ابوبکر نے یہہ حدیث پیش کی تھی کہ الانبیاء یدفنون حیث یموتون ۱۲ مترجم

اسپر سونے چاندی کا کام ہے اور بہت سی اور بہت تارے جڑے ہوئے ہین۔ سواے اون چھوٹے چھوٹے جھروکون کے جو چھ چھ انچ مربع ہین اندر سے کچھ نظر نہین آتا۔ یہہ احاطہ جو بڑا بھاری یادگار ہی حجرہ کے نام سے مشہور ہے ہمین محمد اور اوسکے دو دوستون اور سب سے پہلے جانشینون یعنی ابوبکر اور عمر کی قبرین ہین اس مقدس احاطہ کے اوپر ایک بڑا بلند مقبرہ ہے جسپر ایک بڑا عالیشان ملمع کا گنبد ہے جسکے کلس پر ہلال کی صورت بنی ہوئی ہے۔

(مسلمانون کے بادشاہی جھنڈے پر اسکا بہی نشان ہلال کی صورت کا بنایا جاتا ہے ۱۲ مترجم)

زایر لوگ جو مدینہ کو جاتے ہین جب اس گنبد کو دور سے دیکھتے ہین تو نہایت ہی تعظیم و تکریم سے رسول کے روضہ کو سلام کرتے ہین اور درود اور مقررہ دعائین پڑھتے ہین وہ عجیب و غریب روایت جو مدت مدید تک نہایت صداقت کے ساتھ مانی جاتی رہی کہ محمد کا تعویذ بدون کسی سہارے کے ہوا مین معلق ہے اور جسکو عیسائی مورخ یہہ خیال کرتے تھے کہ تعویذ مذکور لوہے کا بنا ہوا ہے اور صناعان چابکدست نے کمال صنعت سے دو مقناطیسی پتھر چھت کے مابین نصب کر رکھا ہے افترا اور بہتان ثابت ہوئی۔

مسجد مین بڑا تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ ایک دفعہ مسجد ایک بڑے سخت طوفان کے صدمہ سے کئی جگہ سے منہدم ہو گئی تھی سلطان مصر نے اسکو از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ اکثر خلفا نے اسکی توسیع و تزئین کی ہے علی الخصوص خلیفہ ولید اول نے جسکے عہد مین ملک اسپانیہ مفتوح ہوا تھا۔ وہابیون نے جب مدینہ کو غارت کیا تھا تو اس مسجد کے خزانہ (جواہر) کو بھی تاراج کیا تھا۔ اب اگرچہ اسکی وہ شان و شوکت تو نہین ہے تاہم اسکے انتظام و بندوبست کے لیے تیس ۳۰ آغا مقرر ہین جنکا اعلی افسر شیخ الحرم یعنی سردار خانہ مقدس کہلاتا ہے۔ یہہ شخص مدینہ مین سب سے بڑا عہدہ دار ہے۔

مدینہ کی زیارت گو بلحاظ محبت و ارادت نہایت ضروری ہے مگر مکہ کے حج کی طرح مسلمانون پر فرض نہین ہے زمانہ حال مین مدینہ کی زیارت کی رسم گھٹ گئی ہے۔

مندرجہ بالا حالات برکہارڈٹ کی سیاحت سے لیے گئے ہین یہہ شخص بھیس بدل کر اور نہایت خوف و خطر کی حالت مین مکہ اور مدینہ مین گیا تھا کیونکہ سوا مسلمانون کے اور کسی شخص کو ان دونون شہرون کے اندر جانے کی اجازت نہین ہے ۱۲ مصنف

محمد کے جسمانی اوضاع اور شخصی خصایل اوسکی بیویون کی تعداد اوسکا عام برتاؤ۔ قرآن۔ کیا محمد کاذب و جعلساز تہا۔ تغیر حصول طاقت و اختیار پر محمد کے خیالات اور طرق عامہ مین ایک نمایان تبدیلی اوسکی طبعی سادگی اوسکی ذاتی غلطی

اون روایات کے بموجب جنکو محمد کے ہمعصر اور اصحاب نے بیان کی ہین محمد میانہ قد۔ متناسب الاعضا اور طاقتور آدمی تہا۔ اوسکے ہاتہہ پاؤن بڑے بڑے تہے۔ جوانی کے وقت تو نہایت قوی اور چست و چالاک تہا۔ مگر زندگی کے پچہلے حصہ مین وہ جسامت و فربہی کی طرف مایل ہوگیا تہا۔ اسکا سر بہت بڑا اور نہایت با وضع تہا اور اوسکی گردن پر نہایت مناسبت و موزونی سے سجا ہوا تہا اوسکی گردن فراخ سینہ پر ایک ستون کی طرح کہڑی تہی۔ اوسکی پیشانی اونچی تہی جو کنپٹیون کے پاس بہت کشادہ تہی۔ اوسمین رگین اور نسین نظر آتی تہین جو ابرون تک نیچے اوتری ہوئی تہین اور غصہ اور جوش کے وقت پہول جاتی تہین۔ اوسکا چہرہ بیضوی صورت کا تہا۔ خط و خال نہایت ممیز و نمایان تہے۔ اوسکی ناک عقاب کی منقار کی طرح لمبی تہی۔ آنکہین نہایت سیاہ تہین بہوین کمان کی طرح تہین جو قریبًا باہم پیوستہ تہین۔ منہ بڑا فراخ۔ ملایم اور لچکدار تہا جس سے فصاحت و بلاغت خود بخود مترشح تہی۔ دانت نہایت سفید کسیقدر علیحدہ علیحدہ اور بقاعدہ تہے۔ بال سیاہ تہے جو کندہون تک لٹکتے تہے مگر گہنگریالے نہ تہے ڈاڑہی بہت لمبی اور خوب گہنی تہی اوسکی وضع عمومًا متحمل متمکن اور ایک حال پر قایم رہنے والی تہی۔ بعض اوقات ظرافت و خوش طبعی کی طرف بہی مایل ہوتا تہا لیکن عمومًا سنجیدہ اور بارعب و داب تہا۔ کہتے ہین کہ اوسکے چہرہ کی بشاشت مین فریفتگی اور دل لبہانے والی شیرینی تہی۔ اوسکا رنگ اوس سے زیادہ تر سرخ تہا جو عمومًا عرب والون کا ہوتا ہے۔ جوش و گرمی کے وقت اوسکا چہرہ چمکدار اور روشن

سرخی مایل ہوجاتا تہا۔ اوسکے معتقد اس حجاب کو آسمانی نور وضیا قرار دیتے تہے۔

اوسکے عقلی خصایل بیشک نہایت ہی عجیب وغریب قسم کے تہے۔ اوسکا فہم نہایت حافظہ بڑا قوی تہا۔ قوت متخیلہ بڑی زبردست۔ ذہن اعلےٰ درجہ کا موجد اور دراک تہا۔ چونکہ محمد تعلیم سے معرا تہا اوسنے اپنے دل کو نہایت ہی باریک تحقیقات اور مشاہدات سے مجلے و مصفا کر رکہا تہا۔ اور اون مذہبی طریقون اور رواجون کا اپنے دل مین ذخیرہ جمع کر رکہا تہا جو اوس زمانہ مین عرب مین رایج تہے یا روایات و افسانون کے رو سے ملک مین قدیم الایام سے مشہور تہے۔ اسکی عام بول چال نہایت سنجیدہ اور فصیح تہی۔ اوسکا کلام تمثیلات و حکایات سے جو عرب مین نہایت ہی پسند خاطر اور ہر دلعزیز ہوتی ہین مملو ہوتا تہا۔ جب تقریر مین نہایت ہی سرگرم ہوتا تہا تو اوسکی آواز جو نہایت ہی دلکش اور بہاری تہی اوسکی فصاحت و بلاغت کو اور بہی چمکا دیتا تہا۔

محمد غذا کے بارہ مین نہایت ہی پرہیزگار و محتاط تہا اور صوم و روزہ کا سخت عادی و پابند تہا۔ پوشاک مین بہی کسی قسم کا تکلف و تحشم روا نہین رکہتا تہا۔ کیونکہ یہہ حقیر دلون کے ہے۔ اور پوشاک مین اوسکی سادگی ہرگز بناوٹی نہ تہی۔ وہ طبعًا ایسے نکمے وسایل سے اپنے نمود کا واقعی طور پر خواہشمند و راغب نہین تہا۔ اوسکا لباس بعض اوقات اونی ہوتا تہا اور کبہی یمن کے لکیر دار کپڑے کا کبہی اوسمین پیوند بہی لگے ہوتے تہے۔ وہ ہمیشہ پگڑی باندہا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ فرشتے پگڑی باندہے ہین اور پگڑی کا شملہ ضرور رکہا کرتا تہا۔ اوسکے بیان کے بموجب فرشتے اسی طرح باندہا کرتے تہے۔ خالص ریشمی کپڑا پہننے کی ممانعت کرتا تہا۔ لیکن ریشم اور سوتی ملے جلے کی اجازت تہی۔ محمد سرخ کپڑے اور سونے کی انگوٹہی وغیرہ کے پہننے کی بہی ممانعت کیا کرتا تہا۔ وہ خود ایک نقرہ خاتم پہنا کرتا تہا جسکی مہر کا کندہ حصہ اونگلی کے نیچے ہتیلی کے پاس رہا کرتا تہا۔ نگینہ پر الفاظ "محمد رسول اللہ" کندہ تہے۔ جسمانی صفائی و پاکیزگی کے بارہ مین وہ از بس محتاط تہا۔ اور کئی کئی دفعہ وضو وغیرہ کیا کرتا تہا۔ بعض معاملات مین وہ شہوت پرست تہا

چنانچہ وہ کہا کرتا تھا کہ "دنیا میں دو چیزیں ہیں جو مجھے محظوظ و مسرور کرتی ہیں عورات و عطریات۔ یہہ دونوں چیزیں میری آنکھوں کو بھاتی ہیں اور عبادت میں مجھے زیادہ مشغول و سرگرم کرتی ہیں"۔ اوسکی زیادہ از حد جسمانی صفائی عطریات اور خوشبودار تیل کے استعمال سے جو وہ بالوں میں ڈالا کرتا تھا غالباً اوسکے جسم سے وہ خوشبو محسوس ہوا کرتی تھی جسکو اوسکے پیرو و معتقد معجزہ قرار دیتے تھے۔ عورتوں کی خواہش اوسکے تمام معاملات و امورات پر موثر تھی۔ لکھتے ہیں کہ جب وہ کسی خوبصورت عورت کے سامنے ہوتا تھا تو لگاتار اپنی پیشانی کو صاف کرتا اور اپنے بالوں کو سنوارتا تھا۔ گویا کہ وہ اپنے تئیں خوبصورت اور شکیل ظاہر کرنے کے فکر میں ہوتا تھا۔

اوسکی بیویوں کی تعداد غیر مقرر ہے۔ ابوالفدا جو دیگر عربی مورخوں کی نسبت زیادہ تر محتاط ہے اونکی تعداد پندرہ تک محدود کرتا ہے۔ گو بعض لوگ پچیس تک بیان کرتے ہیں محمد کی وفات کے وقت اوسکی نو بیبیاں موجود تھیں ہر ایک علیحدہ مکان میں رہتی تھی۔ یہہ سب مکان جو نو تھے مسجد سے متصل تھے جو اوسنے اپنے اور عام مسلمانوں کے لیئے مقرر کی۔ خود اوس سے ازدواج بیان [illegible] لیکن اسکی بہت بیبیاں کرنے کی وجہ اوسکو یہہ خواہش تھی کہ اپنی بعد اپنے لیئے اپنی نسل چھوڑ جاوے اگر فی الحقیقت اوسکی یہی خواہش تھی تو یہہ ہرگز بر نہ آئی۔ اوسکی تمام اولاد میں سے صرف فاطمہ جو علی کی بیوی تھی اوسکے بعد زندہ رہی اور وہ بھی محمد کی وفات کے چند مہینے بعد فوت ہو گئی۔ فاطمہ کی اولاد میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہ نکلا جو اوسکا سب سے اولین جانشین تخت خلافت پر جلوہ گر ہوا۔

تمام معاملات میں محمد پورا منصف تھا۔ دوست ہو خواہ دشمن۔ دولتمند ہو خواہ غریب۔ اعلیٰ ہو خواہ کمزور سب کے ساتھ یکسان سلوک کرتا تھا۔ اور عام لوگ اوسکو اسلیئے عزیز رکھتے تھے کہ وہ آسانی سے اوسکے پاس آسکتے تھے اور یہہ اونکی شکایتوں کو سن لیا کرتا تھا۔ محمد اصل میں تند مزاج تھا لیکن وہ اپنی طبیعت کو ہمیشہ خوب ضبط و قابو میں رکھا کرتا تھا۔ تحمل

کہ وہ اپنے خانگی معاملات کے کیلئے اور بے تکلف برتاؤ مین بہی بہت مہربان اور بردبار تہا۔ انس بن مالک کا بیان ہے کہ "مین آٹہہ برس کی عمر سے محمد کی خدمت مین رہا ہون۔ گو مجہسے کئی دفعہ کئی چیزین بگڑ گئین مگر اوسنے مجہے کبہی نہین جہڑکا۔"

اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا محمد ایک بے اصول جہوٹا اور دہوکہ باز تہا جیسا کہ اوسکو قرار دیا گیا ہے۔ کیا اوسکے تمام مکاشفات سوچے سمجہے ہوئے جہوٹے اور بناوٹی تہے اور کیا اوسکا تمام سلسلہ جہوٹ اور دہوکہ کی ٹٹی تہی۔ ان سوالات پر غور کرنے کے وقت ہمین یہہ بات ضرور مدنظر رکہنی چاہیئے کہ وہ بہت سی مبالغہ آمیز روایات اور عجیب و غریب امورات جو محمد کی طرف منسوب کیئے جاتے ہین اونمین اوسکا کچہہ بہی لگاؤ نہین بہت سے مشاہدات و الہامات جو اوسکے نام سے ابتک مشہور ہین بالکل جعلی اور بناوٹی ہین۔ تمام معجزات جو اوسکی طرف منسوب کیئے جاتے ہین سرگرم اور پرجوش مسلمانون کی کارستانیان ہین۔ محمد بذات خود واضح طور پر متواتر اور پے درپے ہر قسم کے معجزات سے بالاستثنار قرآن پہلو تہی کرتا رہا ہے۔ اوسنے قرآن کو بلحاظ اوسکی بے مثل خوبیون کے اور بلحاظ اوس طریقہ کے جسطرح کہ یہہ آسمان سے اوسپر نازل ہوا تہا سب سے اعلی اور برتر معجزہ مشتہر کیا۔ اس موقع پر ہمین اس مشہور و معروف دستاویز کے متعلق کچہہ ظاہر کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ نہایت سرگرم اور متدین مسلمان اور چند فاضلان اسلام اس کتاب کی تحریر و ترتیب کی بے مثل خوبی اور محمد کی صحیح تعلیمی کی وجہہ سے اسکو آسمانی صحیفہ قرار دیتے ہین لیکن اون دقیقہ رس نکتہ فہم لوگون کے خیال مین جو بقدر سرگرم و معتقد نہین ہین یہہ کتاب حسنات و قبایح کا ایک ملا جلا ہوا مجموعہ ہے جو ترتیب و تسلسل سے معرا تکرار و اغلاق۔ اور عدم انطباق سے مملو۔ مسایل انجیل کی غلط بیانیون۔ اور بذات خود تناقضات سے لبریز ہے۔

سچ بات تو یہہ ہے کہ قرآن جو اب موجود و مقروء ہے وہ قرآن نہین ہے جو محمد نے اپنے اصحاب پر منکشف کیا تہا۔ اسمین بہت تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ قرآنی الہامات جو مختلف

اوقات پر مختلف مقامات میں مختلف اشخاص کے روبرو ظاہر کیے گئے تھے کبھی محمد کے معتقد انکو کاغذ کھجور کے پتوں یا ہڈی کے ٹکڑے پر لکھ لیا کرتے تھے۔ اور ایک صندوق میں ڈالتے جاتے تھے جو محمد کی بیویوں میں سے ایک کی تفویض میں رہتا تھا۔ اور کبھی یہ الہامات صرف اون لوگوں کے حافظہ اور یادداشت میں جمع رہتے تھے جو اونکو سنا کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ محمد کی زندگی میں ان الہامات کی تحریر و ترتیب میں کوئی سعی کی گئی ہو یا نہیں۔ اوسکی وفات کے وقت ہی یہ پراگندہ ٹکڑوں میں تھے۔ یا بہت سے اشخاص کے غلط کار اور حیلہ انگیز حافظوں کے ترحم پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ اوسکی وفات سے کچھ عرصہ کے بعد ابو بکر نے انکے جمع کرنے اور تحریر کرانے کا قصد کیا۔ زید بن ثابت جو محمد کا ایک سکرٹری رہ چکا تھا اس کام پر متعین ہوا۔ اوسکا یہ دعوی تھا کہ میں بہت سے حصے قرآن کے محمد کے زبانی بتلانے پر لکھتا رہا ہوں وہ مجھے بخوبی یاد ہیں اسکے کچھ حصے یادداشت فرداً فرداً اور لوگوں سے بھی جمع لیے گئے جو یا تو اوسی وحشیانہ اور بے ڈھنگے طریقہ پر تحریر کئے گئے تھے جو کہ اوپر بیان کیا۔ یا محمد کے دوسرے شاگردوں اور معتقدوں کو زبانی یاد تھے۔ اور جنکی نسبت کہتے تھے کہ خود رسول کے منہ سے سنے ہوئے ہیں یہ غیر متجانس الہامی باہم متغایر حصے جو اسطرح پر فراہم کئے گئے تھے بدون کسی انتخاب کے اکٹھے کئے گئے تھے اور کسی تقدیم و تاخیر اور ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا تھا پس یہ کتاب جو ایسے طریقہ پر ابو بکر کے عہد خلافت میں لکھی گئی تھی مختلف اشخاص سے نقل کرائی گئی تھی اور بہت سی اسکی نقول مشہور کی گئیں اور اسلامی شہروں میں ارسال کی گئی تھیں۔ اتنی ہی نہیں بلکہ اسقدر غلط تصرفات و متناقض آیات ان نقول میں تھیں مخلوط ہو گئیں کہ خلیفہ سوم یعنی عثمان بن عفان نے قرآن کے بہت سے جمع کر کے ایک اصلی قرآن جیسا کہ اوسے ظاہر کیا گیا بنایا۔ اور باقی تمام نسخے تلف و معدوم کرا دیے۔

صرف یہی بیان اس عجیب و غریب تالیف کی تحریر میں کسی طرح کے تناقضات، تکرارات اور اختلافات کا باعث و موجب ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے جیسا کہ اکثر بیان کیا گیا ہے کہ محمد نے

اونھی اصول درایتی احکامات کو مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کے روبرو مختلف الفاظ
میں بیان کیا ہو۔ یا ایک وقت بہت سے اشخاص موجود ہوں اور اونھوں نے اپنی اپنی جگہ پر
محمد کے الفاظ کی مختلف معنوں میں تعبیر کی ہو۔ اور اپنے غیر مکمل حافظہ اور نسیان والی یادداشت
کے بموجب محمد کے نسبتہ احکامات و انجیلی حکایات کو مختلف طریقوں پر بیان کیا ہو۔ یہ بھی
ممکن ہے کہ بہت سے الہامات جو محمد نے بحیثیت پہلے پیغمبروں کے مکاشفات کے بیان کئے ہوں
اوسکے معتقدوں اور حافظوں نے خود اوسی کی طرف منسوب کر کے بیان کئے ہوں۔ یہ بھی
ممکن ہے کہ غالباً ابوبکر نے اپنے عہد خلافت کے ابتدا میں قرآن میں بہت سے تصرفات و تغیرات
مصلحت وقت کے لحاظ سے ضروری سمجھے ہوں جو ضرورت کے وقت اوسکے کام آویں اور اسلامی
سلطنت کے موید ہونگے خیال کئے ہوں۔ اگر ہم اوس جرأت و دلیری کو مدنظر رکھیں جو عبداللہ
بن سعد نے محمد کی زندگی ہی میں قرآن میں ایسے تصرفات کرنے میں اختیار کی تھی تو قیاس
کر سکتے ہیں کہ رسول کی وفات کے بعد دیگر اور غیر محتاط آدمیوں نے اس کتاب میں کس قدر
تصرفات و اضافات کئے ہونگے۔ عبداللہ بن سعد محمد کے کاتبوں میں سے ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کا معاملہ [illegible]
[illegible] تاریخ [illegible]
[illegible]
[illegible]

اسلامی تواریخ میں [illegible] دیا کرتا تھا
[illegible] کہ قرآن کی [illegible]

مدنظر تھا۔ کیا اوسکو دولت و مال کا لالچ تھا؟ خدیجہ کے ساتھہ شادی کرنے سے وہ پہلے ہی متمول و دولتمند ہو چکا تھا۔ اور اوسکے مدعویہ مکاشفات سے کئی برس پہلے اوسنے ہرگز کبھی اپنے مال و خزانہ کی افزایش کی خواہش ظاہر نہین کی تھی۔ کیا اوسکو اختصاص و امتیاز کا اشتیاق تھا؟ اپنی ولادت کے شہر مین وہ پہلے ہی سے اپنی فہانت و جودت طبع اور دیانت کے سبب ممیز و ممتاز تھا۔ کیا اوسکو اختیار و حکومت مدنظر تھی؟ کعبہ کی تولیت اور ساتھہ ہی اوسکے مقدس شہر کی حکومت کئی پشتون سے اوسی کے گھر مین تھی۔ اوسکے اوضاع اور حالات اوسکو اس امر کا مستحق کر سکتے تھے کہ وہ اس اعلے عہدہ کے حصول کی پورے پورے وثوق کے ساتھہ امید رکھے۔ اوس مذہب و ایقان کے استیصال کے کوشش کرنے سے جسمین اوسنے تربیت و پرورش پائی تھی محمد نے تمام مندرجہ بالا فواید خاک مین ملا دیے۔ اسی مذہب بت پرستی پر اوسکے قبیلہ کی توقیر و دولتمندی منحصر تھی۔ پس اوس مذہب پر حملہ کرنا اپنے اعزہ و اقربا کے عناد و عداوت مین پڑنا تھا اور اپنے تئین اپنے ہمشہرون کے غضب اور تمام باشندگان عرب کی نفرت و تخویف مین ڈالنا تھا۔ کیونکہ یہہ سب کے سب کعبہ کی پرستش کرنے والے تھے۔ کیا اوسکو دورِ رسالت کے آغاز ہی مین کوئی ایسی کامیابی یا نصرت حاصل ہو گئی تھی جو اوسکی ان تمام قربانیون اور نقصانات کا معاوضہ ہو سکتی؟ اور اوسکو ایسی کارروائی کی زیادہ تحریص و ترغیب دلاتی؟ نہین بلکہ برعکس اسکے یہہ زمانہ خفا کا تھا اور لوگون کو اوسپر کئی طرح کے شکوک تھے۔ کئی سال تک اسمین بالکل کامیابی اور سرسبزی نہین ہوئی تھی۔ جون جون اوسنے اپنے عقاید ظاہر کیے اور اپنے الہامات مشتہر کیے تون تون اوسپر نفرت حقارت اور بدنامی کے حملے ہونے لگے۔ اور آخرکار سخت مصیبت و تکلیف مین مبتلا ہوا۔ اس حسد و عناد نے اوسکے اور اوسکے دوستون کے مال و دولت کی امیدون کے کھیت پر بجلی گرا دی۔ حتے کہ اوسکے چند دوستون اور عزیزون کو غیر ممالک مین پناہگیر ہونے کے لیے مجبور کیا۔ خود اوسکو اپنے شہر مین مخفی اور پوشیدہ رہنے کے لیے ناچار کیا۔ اور آخرکار اوسکو اپنے وطن مالوفہ سے خارج کرایا کہ کہین باہر جا کر اپنے لیے ماوا و ملجا

محمد

ناراستی کرے - اوسکو کیا ضرورت تھی کہ یہ سوال اس جعلسازی کی تفتیش مین اصرار اور ہٹ آ گیا
جو اوسکی دنیوی مختیاری و سربری کو اسطرح سرنگون کرکے خاک مین ملا رہی تھی اور پھر زندگی کے
ایسے زمانہ مین کہ جب گیسی ہوئی حالت کو از سر نو درست کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔

دنیا کی کافی اغراض کی عدم موجودگی مین ہم مجبور ہین کہ محمد کی سوانح عمری کے اس دقیق پیچیدہ حصہ کے چال چلن اور اوضاع کی تشریح کے لئے کچھ اور ہی تجسس و تلاش کرین - اور اس تشریح و توضیح کے اظہار کیلئے ہم اس کتاب کے اوایل مین سعی و کوشش کر چکے ہین جہان ہمنے لکھا ہے کہ اوسکی سرگرم اور وہمی روح پیہ درپیہ کی عزلت فاقہ کشی زہد اور استغراق کی تاثیر اور متواتر جسمانی عوارض کے باعث اس حد تک گھل گئی تھی کہ اوسکو ایک عارضی سا خفقان و ہذیان ہو جایا کرتا تھا۔ اس حالت مین اوسکو یہہ وہم ہو جاتا تھا کہ مجھے آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور مین خدا کا بھیجا ہوا رسول ہون۔ ہمین مجبوراً یہی خیال کرنا پڑتا ہے کہ اس معاملہ مین محمد کو ذاتی مغالطہ تھا اور وہ الہام یا مکاشفہ کے بارہ مین واقعی طور پر یقین رکھتا تھا۔ خصوصاً اوسوقت سے کہ جب نہایت محبت اور اعتماد کرنے والی خدیجہ اور فاضل و مکار ورقہ نے اوسکے شکوک و شبہات کو دور کر دیا تھا جب ایکدفعہ محمد کو یہہ یقین دلایا کہ اوسکو آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور اوسکی کتاب آسمانی کتاب ہے، تو اسکے بعد جو خواب و خیال پیدا ہوئے وہ اسی غرض و مطلب کے موید و حامی سمجھے گئے تھے۔ تمام امور مشیت ایزدی و مرضی الٰہی کی اطلاعین بھیجے گئے تھے جو مختلف طرق پر اوسکو بحیثیت پیغمبر منکشف ہوئے۔ ہم اوسکو خاص جوش و تذبذب کے وقت وجدان اور رؤیا مین پاتے ہین جبکہ وہ اپنے دل مین یہہ گمان کرتا تھا کہ مین خدا سے باتین کر رہا ہون۔ اور اوس وجدان اور رؤیا کے عقب مین ہمیشہ الہامات ہوا کرتے تھے۔

مکہ سے ہجرت کرنے کے وقت تک محمد کا چال چلن اور برتاؤ ایک سرگرم اور پرجوش آدمی کی تھا جو ایک قسم کے قلبی دھوکے مین پڑا ہوا ہو اور جسکو اس بات کا واقعی اور قطعی یقین ہو کہ مذہبی اصلاح کے لئے مین اللہ کا گماشتہ اور رسول ہو کر آیا ہون۔ اوس لغزان اور روشن رستہ مین جو مختلف

مذاہب کے ہوشیار اور [illegible] جسکے بیان سے محمد کی سرگرم اور پرجوش روح نے کاٹ کر نکالا تھا اوسمین بیشک کوئی عجیب و غریب اعلی چیز ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے ایک حقیقی خدا کی نہایت ہی پاکیزہ اور روحانی عبادت جسکو اوسنے اوس اندہا دہند بت پرستی کی جگہ قایم کرنیکی کوشش کی جسمین اوسنے بچپن مین پرورش پائی تھی۔

قرآن کے تمام وہ حصے جو محمد نے اپنی زندگی کے اس حصہ مین مشتہر کیے ہین گو وہ ہمین محض غیر مطابق حالت مین ملے ہین اور بہت سے ہاتھون مین سے گزرنے کے باعث اپنی اصلی اور ابتدائی خوبی کو ضرور کھوئے ہوئے ہونگے تاہم وہ (حصے) نہایت مزکی وضع اور علوی طریقہ کے ہین۔ اور اونمین اگرچہ مذہبی الفاظ کی خوشبو تو نہین پائی جاتی تاہم شاعرانہ خوبی تو ہے۔ اون سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمد نے عیسوی مذہب کی تازہ اور صفی نہر سے بہت پانی پیا ہے۔ اگر وہ اس پانی کو اوسکی نہایت شفاف صفائی اور حلاوت کی حالت مین نہین پی سکا تو اوسکی یہہ وجہ تھی کہ محمد کو جو پانی ملا وہ شکستہ ظروف مین سے ملا یا اون نہرون سے ملا جو اون لوگون نے ابتر اور میلی کر رکھی تھین جنکے لئے لازم تھا کہ اوس چشمہ کی حفاظت و نگہداشت کرتے اوس وقت تک محمد نے جس دین و ایمان کی تلقین کی وہ عربستان کے چھوٹے اور بڑے تمام عیسائیون کے مذہب سے زیادہ تر منزہ اور صاف تھا۔ اور اوس زمانہ تک محمد کی زندگی عیسوی مذہب کے عقاید و اصول کے مطابق و موافق تھی

محمد کے ابتدائی دنون جبکہ وہ شہر مکہ مین ایک مصیبت زدہ اور تباہ حال آدمی تھا اوسکے چال چلن اور طریق جیسا کہ تاریخ ہماری رہبر ہے جو ہمنے اوپر ظاہر کی ہے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کرنیکے بعد جیسا ہم گزشتہ صفحات مین بیان کر آئے ہین جہان بیچارا ایک غریبانہ گھر اور حمایت کے جسکی وہ تلاش مین تھا اوسنے اپنے تئین پیغمبر اور رسول کی طرح معزز و موقر ایک سردار کی طرح حکمران اور نہایت طاقتور جنگی تمان اور معتقد گروہ کا سرتاج پایا تو ایک نمایان تغیر ظہور مین آیا اوس زمانہ سے اوسکے تمام اقوال مبرا ہے اوس خیال اور وہمی سرگرمی کے جو غلطی کی حالت مین بھی اپنے پہلے تمام کامون مین ترغیب کا باعث تھی البتہ اکثر دنیوی خواہشات اور نفسانی تقاضا وغیرہ نے

راہ پایا۔ اغماض و معافی مصیبت و زحمت اور توکل و رضا کے پرانے اور قدیمی اصول کو دفعتہً ترک کیا گیا تھا۔ اون لوگون کے حق مین جنہون نے اوسکو تکلیف و ایذا دی تھی محمد انتقام و قصاص کا خواہان ہوا۔ اپنی حکومت کو وسعت دینے کی حرص اوسکے دل مین پیدا ہوگئی۔ اوسکے اصول و ضوابط اور طرق مین تناقض و تخالف نمایان ہوگیا۔ اوسکا تمام سلسلہ بے ضابطہ و غیر مستقل ہوگیا۔ من بعد اوسکے الہامات ایسے با موقع اور ضرورت وقت کے مطابق و موافق ہوگئے کہ ہم مجبور ہین کہ اوسکی صداقت اور ایمانداری پر شک کرین اور یا اس بات پر کچھہ شک کرین کہ وہ اون الہامات کے متعلق خود کسی قسم کے دہوکے مغالطہ مین تہا۔ تاہم اس بات کا خیال ضروری ہے جیسا کہ ہم پیشتر تحریر کرچکے ہین کہ ان الہامات کے صحایف ایسے نہین ہین جنپر کلہم تکیہ کیا جاوے۔ ممکن ہے کہ جو کچھہ محمد نے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق کیا ہو اوسکے معتقدون نے اوسکو خدا کی مرضی و منشا سمجھکر مشتہر کیا ہو۔ یہہ بہی غالب ہے جیسا کہ ہم پیشتر کنایۃً بیان کرچکے ہین کہ محمد نے خود اپنے خیالات و تحرکات کو خدا کی مرضی و منشا مفہوم کرلیا ہو۔ اور یہہ بہی امکان سے خارج نہین ہے کہ چونکہ وہ اشاعت و تلقین مذہب کے لئے ایک وسیلہ مقرر ہوگیا تہا تمام تحرکات و مفہومات جو اس غرض (تلقین مذہب) کے موکد و موید ہون اونکو بہی آسمانی وحی کا ایک حصہ خیال کیا جاوے۔

اگر ہم محمد کو ناخدا ترس و کاذب اور جعلساز خیال کرنے سے بہت بعید ہین جیسا کہ بعض مورخون نے اوسکو قرار دیا ہے تو ہم اوسکو اوس وسیع دور اندیشی اور عالمگیر فتوحات کی نہایت منضبط تجاویز کا فخر بہی نہین دے سکتے جو اوسکی طرف منسوب کی جاتی ہین۔ اسمین ہرگز شک نہین کہ وہ اعلے درجہ کی ذہانت و فطانت کا آدمی تہا اور اوسکے خیالات ایجاد کی طرف مایل تھے لیکن یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تر جوش اور تحریک کا مغلوب تہا اور حالات و واقعات کے رحم پر رہتا تہا۔ اوسکی بختیاری اور سرسبزی سے تجاویز پیدا ہوئین۔ نہ کہ اوسکی تجاویز نے اوسکے لئے بختیاری و سرسبزی پیدا کی۔ پیشتر اسکے کہ اوسنے اپنے عقاید و اصول کو پہلی دفعہ مشتہر کیا وہ چالیس برس کی عمر کا ہوچکا تہا۔ اور پیشتر اسکے کہ اوسنے اونکو اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے شخصون

ظاہر کیا وہ ہر سال مصائب و تکالیف اوٹھاتا اور چھپتا پھرتا رہا۔ جب اوسنے مکہ سے ہجرت کی اوسکے دور رسالت کو تیرہ برس گزر چکے تھے۔ اور وہ خود ایک سوالی گداگر کی حیثیت سے ایک تباہی زدہ تارک الوطن کی حالت مین ہو چکا تھا۔ جب وہ مدینہ مین پہونچا تو اوسکو اوس عظمت و شان و شوکت کا خیال تک بھی نہ تھا جو اوسکی منتظر تھی۔ اگر اوسکو کچھہ خیال تھا تو یہی تھا کہ ایک غریبانہ مسجد بنا کر اپنے دین و مذہب کی تلقین کرے۔ اگر امید تھی تو صرف یہی امید تھی کہ اس تلقین و تبلیغ کو بدون کسی مزاحمت کے انجام دے سکے۔ جب اوسکو دفعتہً طاقت و شوکت مل گئی تو اوسنے اس طاقت کو کچھہ عرصہ کے لئے چھوٹی چھوٹی مہمات اور لوکل تنازعات مین صرف کیا۔ اوسکی جنگی تجاویز اوسکے وسایل و ذرایع کے ساتھہ وسیع ہوتی گئین لیکن یہہ تجاویز قطعاً فایق و عمدہ نہین تھین بلکہ اکثر اوقات ناکامیاب بھی ثابت ہوئین۔ یہہ تجاویز نہ تو پہلے ہی سے ایجاد کی گئی تھین اور نہ پورے پورے استقلال سے سر انجام دی جاتی تھین بلکہ یہہ اون لوگون کی رائے پر ردو بدل بھی کر دی جاتی تھین جو محمد کے پاس تھے۔ بعض اوقات بہت ادنے حیثیت کے آدمیون کی فہمایش سے بھی بدل دی جاتی تھین جو اکثر محمد کی غلطی کی طرف رہنمائی کرتے تھے اگر محمد کو ابتدا ہی مین عربستان کے پراگندہ باہم متخاصم قبایل کو ایک ہی سبب کی اخوت و یگانگی سے باہم متفق کرنے کا خیال ہوتا تاکہ وہ بیرونی فتوحات کی تجاویز کو تعمیل مین لاتے تو وہ دنیا کے اول درجہ کے جنگی مدبرون مین ہوتا۔ لیکن زیادہ تر وسیع فتوحات کا خیال تو اوسوقت پیدا ہوا جبکہ ملک کی اندرونی مہمات مین کامیابی کی صورت نظر آچکی جسوقت اوسنے تلوار کے مذہب کی شہرت دی اور لوٹیرے عربون کو بیرونی غنیمت کا مزا چکھایا اوسوقت سے وہ فتوحات کے دور مین داخل ہو گیا جو اوسکو اپنی نہ رکنے والی شدت و قوت کے ساتھہ آگے آگے لیے گیا وہ مذہبی جوش جو محمد نے اپنے معتقدون کے دل مین پھونکا اوسنے اوسکی جنگی استعداد اور لیاقت سے بدرجہا بڑھکر فتوحات اور کامیابیان حاصل کین۔ محمد کے مسئلہ تقدیر نے جسپر اوسکے معتقدون کو کلی یقین ہو گیا تھا وہ فتوحات کر دکھلائین کہ جنگی جنگی حساب و تخمینہ کے رو سے

کسی اور امید یا سبب ہی تہی - اپنی رسالت کے مشتبہ آغاز مین وہ اپنے الہامی سرپرست ورقہ کے عیارانہ ومکارانہ نصائح و مواعظ سے مدد لیا کرتا تہا - ایک فاتح اور ملک گیر کی حیثیت مین عمر خالد وحمید دیگر آتش مزاج بہادر اور جرار آدمی اوسکے پاس اعانت و امداد کے لئے جمع ہوگئے تہے جو اوس کی طاقت و اختیار کے نظم ونسق مین اوسکی مدد کیا کرتے تہے جو محمد حرکت و فعل مین لاتا تہا - باوجود ایسے لوگون کی امداد و اعانت کے محمد کو گاہ گاہ اپنی متجاوز از حد بشریت طاقت یعنی وحی سے بہی کام لینا پڑتا تہا - اور اس کارروائی سے محمد کو جو دہوکا اور فریب کرنا پڑتا تہا اوسکو شاید اسلئے مناسب و جائز سمجہتا ہوگا کہ اس سے اغراض دینی و مطالب ایمانی حاصل ہوتے ہین -

محمد کی جنگی فتوحات نے ہرگز اوسکے دل مین کسی قسم کا فخر یا عجب پیدا نہین کیا - یہہ فتوحات ضرور تہا کہ عجب و تجمل پیدا کرتین اگر ذاتی اغراض اور خود غرضی کے لئے کی جاتین - بڑی حشمت و اختیارات کے زمانہ مین بہی محمد نے وہی سادگی اوضاع اختیار رکہی جو نہایت مصیبت و تباہی کی حالت مین رکہتا تہا - شاہانہ رعب و داب رکہنا تو کجا اگر کسی مکان پر جانے سے اوسکی غیر معمولی تعظیم و تکریم بہی کی جاتی تو وہ نہایت ناخوش ہوتا - اگر وہ عالمگیر حکومت کو مد نظر رکہتا تہا تو وہ بہی مذہبی حکومت تہی نہ دنیوی حکومت و ملک گیری جیسی کہ اوسکو ملگئی تہی اور جسطرح کہ وہ بدون کسی تکلف و حشمت کے اوسکا انجام کرتا تہا اوسیطرح اوسنے اس حکومت کو اپنے خاندان مین دائمی و مستقل رکہنے کے لئے کوئی کوشش نہین کی - وہ مال و دولت جو بطریق خراج ہدیہ زکوٰۃ اور غنیمت کے اوسکو ملتا تہا وہ مذہبی فتوحات کی توسیع اور اپنے جان نثار پیروان مین سے غربا کی آسایش و آرام مین صرف کر دیا کرتا تہا - یہانتک کہ اوسکے خزانہ مین کبہی دفعۃً ایک پیسہ تک بہی نہین رہتا تہا - عمرو بن حارث کا بیان ہے کہ محمد اپنی وفات پر ایک دینار یا ایک درہم بہی نہین چہوڑ مرا - نہ کوئی غلام نہ لونڈی - اوسکے ترکہ مین صرف اوسکا قاطر دلدل اور اوسکے آلات حرب اور کچہہ زمین تہے جو وہ اپنی بیویون بچون اور غربا مین تقسیم کر گیا تہا - ایک جگہ یہہ بہی بیان ہے کہ اللہ نے تمام روئے زمین کے خزائن کی کنجیان محمد کو دین مگر اوسنے اونکو ہرگز قبول نہ کیا - یہہ مکمل اور اعلیٰ درجہ کی کسر نفسی جسکے ساتہہ ظاہری طور پر اندرونی و قلبی خدا ترسی و عبودیت [illegible]

جو محمد کے دورِ زندگانی کی ہر ایک حالت میں اثر رساں رہی محمد کے خصائل اور چال چلن کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ لگانے میں نہایت ہی گھبراہٹ پیدا کرتی ہے تاہم جب زر و حکومت پر دسترس تہا اوسنے دنیوی خواہشات و اغراض نفس کی طرف میلان ظاہر کیا۔ اوسکے ابتدائی دور کی عالی ہمتی اور بلند خیالی اکثر حدود ادراک اوسکو دنیوی شان و اسباب سے بلند اور بالاتر رکھتی ہی سچ کہو تو نماز جو اسلام کے کل فرائض کا سرتاج اور تزکیہ نفس میں تمام اقسام کی خطاؤں اور غلطیوں سے مبرا ہے محمد کی دائمی اور مستقل مشق تھی۔ مصیبت اور یاس کے وقت خدا پر تکیہ اور بھروسا اوسکے لئے آسائش و سہارا تہا۔

ہمیں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ آیندہ زندگی کی جنت و مسرت کے لئے محمد کی کل امیدیں خدا کے رحم پر منحصر و موقوف تہیں۔ عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول سے پوچھا "اے رسول خدا کیا کوئی شخص بدون خدا کی رحمت کے بہشت میں داخل نہیں ہو سکے گا" بڑے سنجیدہ جوش و تکرار سے محمد نے کہا "نہیں نہیں نہیں"۔ عائشہ نے پوچھا "لیکن اے رسول تو۔ کیا تو بہی بدون اوسکے ترحم کے بہشت میں داخل نہیں ہوگا"۔ اسپر محمد نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور نہایت سنجیدگی سے تین بار یہی جواب دیا "میں بہی ہرگز جنت میں داخل نہیں ہونگا تاوقتیکہ خدا مجھپر ترحم نہ کرے"۔

جب محمد اپنے شیر خوار بیٹے ابراہیم کے بستر مرگ پر بیٹھا ہوا تہا۔ اوسوقت بہی باوجودیکہ یہ نہایت ہی سخت امتحان و آزمائش کا وقت تہا اوسکے چال چلن سے رضائے مشیت الٰہی پورے اور کامل طور پر ظاہر ہوتی تہی اور اوسوقت اوسکو کوئی تشفی و تسلی دینے والی چیز تہی تو صرف یہی امید تہی کہ میں بہی بہت جلد اوسکو بہشت میں جا ملونگا۔ جب محمد اوسکی قبر پر گیا تو اوسنے قبر کے نہایت مہیب امتحان کے لئے اوسکی روح کو طیار ہونے کی تلقین کی اور کہا کہ مذہب کے اصول پر قائم رہو۔ خدا کی وحدت اور میری رسالت پر مستقل ایمان رکھو۔ حتیٰ کہ اپنی وفات کے موقع پر بہی جبکہ دہوکا اور فریب کے لئے کوئی دنیوی غرض خیال نہیں کی جاسکتی محمد اسیطرح نہی صداقت و ارادت کا دم بھرتا تھا اور اپنی رسالت کے بارہ میں ویسا ہی یقین و ایمان رکھتا تھا۔ آخری الفاظ جو اوسکے منہ سے نکلے تہے وہ اوسی یقین کا اظہار تہا جو محمد کو دوسرے پیغمبروں کے ساتھ

بہشت مین شامل و شراب کے استعمال کے بارہ مین تہا جو اوس سے پہلے گزر چکے ہے۔ ایسی سرگرم اور مستقل خدا ترسی کو زندیقانہ جہوٹ اور فریب کے لگاتار سلسلہ کے ساتہہ منطبق کرنا بہت مشکل ہے اور نہ ایسے ہونگے۔ علاوہ ازین اور فیاض احکام شرعی جو قرآن مین مندرج ہین ایک ایسے دل کے ساتہہ مطابق و موافق ہو سکتے ہین جو رذیل خصایل کا منبع و مخرج ہو۔ اور صرف دنیا کی سفلی اور کمینہ اغراض و مطالب ہی پر فریفتہ و مفتون ہو۔

ہم محمد کے خصایل اور برتاؤ کے معمے کے حل کرنے کا اور کوئی خاطر خواہ طریقہ نہین دیکہتے سوائے اسکے کہ ہم خیال کرین کہ اوس قلبی لغزش کی شعاع جو اوسکی سرگرم اور پر جوش روح پر اوسوقت چمکی تہی جبکہ وہ کوہ حرا کے غار مین نصف شب کے وقت مذہبی وجدان مین تہا اوسکے دور حیات کے اخیر وقت تک اوسکو ایک خاص قسم کے خبط و خفقان سے کم و بیش متحیر و حیران کرتی رہی۔ اور وہ اسی دہوکے اور فریب دینے والے یقین مین مر گیا کہ مین ایک پیغمبر ہون۔

معذرت از جانب منیجر مطبع

ناظرین یہ کتاب اِس صفائی کے ساتھ نہیں چھاپی گئی جس کے ساتھ چھپنی چاہئیے تھی اُس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ مطبع کے پُرانے ملازم جو قریباً سب کے سب مسلمان تھے قسم نامہ کتاب کے چھاپنے پر لاہور کے ایک مطبع کے ملازمان کے بہکانے اور دھمکانے سے نوکری چھوڑ کر چلے گئے اُن کی جگہ نئے ہندو ملازم جو اِس کام سے بہت کم واقف تھے رکھنے پڑے

पुस्तकालय

Entered in Database
24/2/06
Signature with Date